معجزاتِ سرورِ کونینؐ

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا

رُوح پَرور پہلو۔

اگر آپ حضوؐر کی شفقت و محبّت چاہتے ہیں

تو اس کتاب کا مطالعہ کریں

6.00

بم

برکت علی ولد امام دین
سکنہ داواں

معجزاتِ سرورِ کونینؐ

مرتبہ

طالب ہاشمی

شعاعِ ادب ۔ لاہور

طبع	اوّل
تعداد اشاعت	ایک ہزار
سال اشاعت	۱۹۷۳ء
ناشر	محمد حلیم
مطبوعہ	کیمبرج پریس لاہور
قیمت	
فون نمبر	۶۴۳۸۱

مالکان
ایم حلیم شرقپوری اینڈ سنز

کاتب احسان اللہ اختر حضرت کیلیانوالہ

فہرست مضامین

آیاتِ دلائلِ نبوی قرآن حکیم میں

اطلاعِ غیب ۱۵۹

اہلِ کتاب کے سوالوں کے جواب ۱۷۳

شفائے امراض ۱۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیش لفظ

سرور کونین خیر البشر آقائے نامدار فخرِ موجودات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے وہ بلند مراتب عطا کئے ہیں کہ عقل انسانی اس کا اندازہ کرنے سے قاصر ہے اور نہ قلم کو یارا ہے کہ حضورؐ کی سیرت اقدس کے کسی پہلو کا احاطہ کر سکے۔ پس زیادہ سے زیادہ ہم یہی کہہ سکتے ہیں

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

معجزات کا صادر ہونا انبیاء علیہم السلام سے مختص ہے۔ تمام انبیائے کرام کو معجزات عطا ہوئے۔ کسی کو کم کسی کو زیادہ۔ سرور کائنات رحمۃ للعالمین تھے اس لئے لازم تھا کہ کائنات کے ذرّہ ذرّہ کو آپ کی صداقت کے روشن نشانات کا مشاہدہ کرایا جائے۔ حضورؐ کے لاتعداد معجزات سے متعلق کتب سیر و حدیث میں ہزاروں روایات موجود ہیں۔ اس کتاب میں ان روایات میں سے چند کو سلیس اردو کا جامہ پہنا کر جمع کر دیا گیا ہے۔ ناچیز مرتب کو اُمید ہے کہ ان کا پڑھنا قوتِ ایمانی میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ اگر اس کی علمی بے بضاعتی کے باعث کوئی ضعیف روایت اس کتاب میں درج ہو گئی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے بصد عجز معافی اور بخشش کا اُمیدوار ہے۔ قارئین کرام سے استدعا ہے کہ وہ بھی اس

کتاب کے اسقام نہیں۔ بلکہ مرتب کی کوتاہیوں سے ناشرین کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں مناسب ترمیم کی جا سکے۔

اصل کتاب کے آغاز سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ معجزہ کی حقیقت اور معجزہ وکرامت کا فرق اختصار کے ساتھ بیان کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات ارضی وسماوی کے تمام امور کو اسباب کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے۔ کسی امر کو سبب کے بغیر ایجاد نہیں کرتا اسے قانونِ فطرت یا سنتِ الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن حق تعالیٰ بعض اوقات اپنی قدرت کاملہ کے اقتضاء سے اس قانون یا عادت میں تبدیلی بھی کر دیتا ہے اور جب انبیائے کرامؑ کے ذریعہ ایسی تبدیلی یا خرقِ عادت کا ظہور ہوتا ہے تو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ قانونِ فطرت تو یہ ہے کہ درخت کسی کے بلانے پر اپنی جگہ سے نہیں چلتے، پتھر کلام نہیں کرتے۔ چلّو بھر پانی سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کو سیراب نہیں کر سکتا۔ خوراک کی قلیل مقدار سینکڑوں لوگوں کی بھوک نہیں مٹا سکتی۔ لیکن انبیائے کرام سے معجزہ صادر ہوتا تھا۔ تو درخت اپنی جگہ سے چل پڑتے تھے۔ پتھر بولتے تھے۔ چلّو بھر پانی سے پورا لشکر نہ صرف پیاس بجھاتا تھا بلکہ دوسری ضرورتیں بھی پوری کر لیتا تھا۔ خوراک کی نہایت قلیل مقدار سے سینکڑوں آدمی شکم سیر ہو جاتے تھے یہ بظاہر قانونِ فطرت کے خلاف تھا لیکن قانون فطرت کیا ہے اور کیا نہیں ہے، انسانی عقل وشعور ابھی تک اس کا احاطہ نہیں کر سکا۔ قوانین فطرت فی الحقیقت تجربہ کے شرمندہ احسان ہیں۔ آج ایک چیز کو خلاف فطرت کہا جائے اور کل کو ممکن ہے تجربے کی کسوٹی پر وہی چیز عین فطرت بن جائے۔ بہر صورت

اگر خالقِ کائنات چاہے تو مسلمہ قوانین فطرت کو تبدیل بھی کر سکتا ہے اور ایسی تبدیلی اللہ تعالےٰ کی قدرت اور اس کے برگزیدہ اور محبوب بندوں کی صداقت کا نشان ہوگی۔ انبیائے کرام کے معجزات ان انسانوں کے لئے جو اپنی عقل یا مجرد تبلیغ و دعوت سے دینِ حق کی خوبیاں نہ جان سکتے تھے دلیل اور نشان کا کام دیتے تھے۔ جو بدنصیب معجزہ دیکھنے کے بعد اسے جادو اور سحر کا نام دے کر بدستور کفر پر قائم رہے اس کی وجہ ان کی فطری پست خیالی اور ازلی سقاوت تھی۔ فی الحقیقت انبیاء کا اپنا وجود ہی ایک معجزہ سے کم نہیں ہوتا تھا۔ ان کی رفتار، گفتار، اعمال سب پکار پکار کر ان کی صداقت کی گواہی دیتے تھے چنانچہ ان کے پیروان کامل (سابقین، اولین، صدیقین صالحین) نے اپنے پیغمبروں سے کبھی معجزہ طلب نہیں کیا۔ گویا انبیائے کرام کی صداقت معجزہ کی محتاج نہیں تھی۔ بلکہ محدود عقل و شعور کے انسان معجزہ کے محتاج تھے۔ اور معجزات کا صدور ایسے ہی انسانوں کی روح کو اثر پذیر کرنے کے لئے ہوتا تھا۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

معجزہ کاں بر جمادات اثر   یا عصا یا بحر یا شق القمر

(معجزہ جو بے جان چیزوں پر اثر کرتا ہے، جیسے عصا کا سانپ بن جانا سمندر کا پھٹ جانا یا چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا)

تا ازاں جامد اثر گیرد ضمیر   حبذا نان بے ہیولائے خمیر

(مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس غیر ذی روح شے کی اثر پذیری کو دیکھ کر روح انسانی اثر پذیر ہو)

بعض لوگ انبیائے کرام کو آزمانے کے لئے یا ان کی تحقیر و تذلیل کرنے

کے لئے ان سے معجزہ طلب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کو معجزہ عطا کر کے ان کو اور سر بلند فرماتا تھا اور بد باطن لوگ خود ذلیل و رسوا ہوتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ معجزہ سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے بھی استعداد کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ جن کے دلوں پر ہٹ دھرمی اور شقاوت کی مہر لگی ہوئی تھی وہ معجزہ دیکھنے کے بعد بھی کفر و شرک کی بھول بھلیوں میں بھٹکتے رہتے تھے۔

اب رہا معجزہ اور کرامت میں فرق۔ تو وہ یہ ہے کہ جو خرق عادت پیغمبر سے ظاہر ہوا سے معجزہ یا برہان یا آیت یا دلیلِ نبوت کہتے ہیں اور جو خرقِ عادت ولی سے صادر ہو اسے کرامت کہتے۔ اولیاء اللہ انبیائے کرام کے نائبین ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی کرامت بھی فی الحقیقت اپنے پیغمبر گرامی ہی کا معجزہ ہے معجزہ میں دعویٰ نبوت ہوتا تھا۔ کرامت میں دعویٰ نہیں بلکہ اولیائے کرام حتی الوسع کرامتیں دکھانے سے احتراز کرتے ہیں۔ ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ایک دائمی معجزہ ہے کہ آپؐ کی اُمت کے اولیاء سے قیامت تک کرامات کا ظہور ہوتا رہے گا۔

بعض لوگ غیر مسلم سادھوؤں اور تارک صلوٰۃ بدین نام نہاد پیروں کے شعبدے دیکھ کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے شعبدوں کو استدراج کہتے ہیں۔ کرامت اور استدراج میں تمیز کرنے کے لئے یہ نکتہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ شریعت اور سنتِ نبوی کی پیروی کئے بغیر کوئی شخص بارگاہ الٰہی میں درجۂ قبولیت حاصل نہیں کر سکتا چہ جائے کہ وہ ولایت کا دعویٰ کرے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین۔

المذنب راجیٔ غفران وشفاعت

طالبؔ ہاشمی

ماخذ کتاب

اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں جن کتابوں سے براہ راست یا بالواسطہ استفادہ کیا گیا ہے۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

۱ - صحیح بخاری
۲ - صحیح مسلم
۳ - جامع ترمذی
۴ - مشکواۃ
۵ - مسند احمد بن حنبل رحؒ
۶ - تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار مولوی خرم علی بلہوری رحؒ
۷ - السیرۃ النبویہ ابن ہشام
۸ - زاد المعاد علامہ ابنِ قیمؒ
۹ - خصائص کبریٰ جلال الدین سیوطی رحؒ
۱۰ - تاریخ حبیب اللہ مولوی محمد عنایت احمد رحؒ
۱۱ - مجموعہ معجزات محمدیہ 〃 〃 〃 〃 〃
۱۲ - سیرۃ النبی جلد سوم مولانا سید سلیمان ندوی رحؒ
۱۳ - سیرۃ کبریٰ ابو القاسم رفیق دلاوری رحؒ
۱۴ - رحمۃٌ للعالمین قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحؒ

۱۵ - سیرتِ احمدی	خان احمد حسین خان مرحوم
۱۶ - ادب المفرد	امام بخاریؒ
۱۷ - تاریخ اسلام	اکبر شاہ خاں نجیب آبادیؒ
۱۸ - اسد الغابہ	ابنِ اثیرؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرورِ کونینؐ کے ظہور کی

معجزانہ بشارات

خلیل اللہ کی دعا جب حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ اور حضرت اسمٰعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں رکھ رہے تھے تو انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں دعا مانگی۔

اے ہمارے رب! ان میں (یعنی اسمٰعیلؑ کی اولاد میں) ایک پیغمبر مبعوث کر جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے تو غالب اور حکمت والا ہے۔ (بقرہ۔ رکوع ۱۵)

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعینہٖ یہی اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ جن سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ ہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دعا کا مصداق تھے۔

کلیم اللہ کی بشارت

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے بنی اسرائیل کو نہایت واضح الفاظ میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر دی تورات میں ان کا آخری کلام اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"یہ وہ برکت ہے جو موسیٰ مردِ خدا نے اپنے مرنے سے پہلے بنی اسرائیل کو بخشی اور اس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور سعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ان کے لئے ایک آتشیں شریعت تھی۔ ہاں وہ اپنے لوگوں سے بڑی محبت رکھتا تھا۔ اس کے سارے مقدس (ساتھی) تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے پاس بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے"

(استثناء ۳۳-۱،۲،۳)

حضرت موسیٰ کلیم کی پیشینگوئی سینکڑوں سال بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ظہور کی صورت میں یوں پوری ہوئی۔

۱ - وہ فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا	کوہ فاران سے نورِ مصطفیٰ ہی جلوہ گر ہوا۔
۲ - وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا	فتح مکہ کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے ہمراہ دس ہزار صحابہ کرامؓ تھے۔
۳ - اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت تھی۔	سورۂ فتح میں حضور کی نسبت ارشاد ہوا ہے۔ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ (فتح-۴) وہ کافروں پر سخت ہوں گے۔
۴ - وہ اپنے لوگوں سے بڑی محبت رکھتا ہے۔	یہ حضورؐ کے اور مومنین کے وصف کی طرف اشارہ ہے۔

رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (فتح - ۴)
آپس میں ایک دوسرے پر مہربان
ہوں گے۔

۵ - اس کے سارے مقدس (ساتھی) تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے پاس بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے۔

سورۂ فتح میں اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ساتھیوں (صحابہ کرامؓ) کے یہ اوصاف بیان کئے ہیں۔
تم ان کو رکوع اور سجود میں جھکے ہوئے دیکھتے ہو۔ اللہ کے فضل اور رضا کے طلب گار ہیں۔ اطاعت و عبادت کے اثر سے ان کے چہروں پر نورانیت ہے۔ (فتح - ۴)

اشعیاء نبیؑ کی بشارت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت کعبؓ سے روایت ہے کہ تورات میں مذکور (حضرت اشعیاء نبیؑ کی) اس بشارت (پیشنگوئی) کے مصداق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

"دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا - میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر رکھی۔ وہ قوموں کے درمیان عدالت

جاری کرائے گا۔ وہ سخت اور سنگدل نہ ہوگا اور بازاروں میں شور نہ کرے گا۔ وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا۔ بلکہ عفو اور درگزر سے کام لے گا اور اس وقت تک خدا اس کی روح قبض نہ کرے گا جب تک اس کے ذریعہ وہ کج دین کو سیدھا نہ کرلے گا کہ لوگ کہنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خدا نہیں۔ پس وہ اس دین سے اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور ناسمجھ دلوں کو کھول دے گا۔"

(صحیح بخاری۔ تفسیر سورۃ فتح)

حضورؐ کی سیرت اقدس پر ایک نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جائے گا کہ آپؐ فی الواقع اشعیاء نبی کی اس بشارت کا مظہر تھے۔

نویدِ مسیحا

حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے نہایت واضح الفاظ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دی۔ سورۂ صف میں حضرت عیسیٰ کی اس بشارت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ۔ اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا رسول بن کر اور مجھ سے پہلے جو تورات آئی میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اپنے بعد احمدؐ نام ایک پیغمبر کی خوشخبری لے کر آیا ہوں (صف۔۱)

انجیل میں مختلف مقامات پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنے والے نبی آخرالزمان کی آمد کی بشارت ان الفاظ میں دی ہے۔

لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی بہتر ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو فارقلیط" تمہارے پاس نہ آئے گا۔ اور اگر میں جاؤں تو میں اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں لیکن اب تم ان کی تاب نہیں لا سکتے۔ ہاں مگر جب وہ سچائی کی روح آئے گی تو وہ تمہیں سچائی کی تمام بات بتائے گی اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گی لیکن لیکن وہ جو کچھ سنے گی وہی کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبر دے گی۔ وہ میری بزرگی کی تصدیق کرے گی۔ (انجیل باب ۱۶ - ۷)

"لیکن وہ فارقلیط" جو روح القدس ہے جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب چیزیں سکھائے گا اور سب باتیں جو میں نے کہی ہیں تمہیں یاد دلائے گا" (انجیل باب ۱۴-۲۶)

"پر جب وہ فارقلیط" جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی سچائی کی روح جو باپ سے نکلتی ہے تو وہ میرے لئے گواہی دے گا" (انجیل باب ۱۵-۲۶)

انجیل کی مندرجہ بالا آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنے والے پیغمبر کو بار بار فارقلیط کہہ کر پکارا ہے۔ محققین کے نزدیک یہ لفظ عبرانی یا سریانی ہے اور اس کے لفظی معنی ٹھیک محمد اور احمد کے ہیں۔ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نے سینکڑوں برس پہلے سرورِ کونین رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی تک صاف الفاظ میں بتا دیا۔ حضورؐ کی جو صفات انہوں نے بیان کیں ان کا ملخص یہ ہے۔

۱ ۔ لوگ حضرت عیسیٰؑ مسیح کی حقیقی تعلیم کو فراموش کر دیں گے۔ آنے والا پیغمبر اس تعلیم کو خرافات کی بھول بھلیوں سے نکال کر دنیا کے سامنے اصلی صورت میں پیش کرے گا۔

۲ ۔ وہ عیسیٰ مسیح کی صداقت کی گواہی دے گا ان پر ایمان لانا ضروری قرار دے گا اور مسیح کی بزرگی کو دنیا میں قائم کرے گا۔

۳ ۔ وہ مسیحؑ کی ناتمام باتوں کو مکمل کرے گا۔ سب باتوں کی خبر دے گا اور سچائی کی تمام راہیں دکھائے گا۔

۴ ۔ وہ اپنی طرف سے کوئی بات نہ کہے گا بلکہ جو کچھ وہ کہے گا وہ خدا کی طرف سے ہو گا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ اقدس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جائے گا کہ یہ تمام باتیں حرف بحرف آپ پر صادق آتی ہیں۔

۱ ۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصلی تعلیم کو فراموش کر چکے تھے اور توحید کی بجائے تثلیث اور مجسمہ پرستی کے چکر میں پھنس گئے تھے۔ حضور نے مبعوث ہو کر انہیں پھر توحید کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور ان کے عقائد فاسدہ کی تردید کی۔

۲ ۔ آپ نے علی الاعلان حضرت عیسیٰ مسیح کو خدا کا سچا رسول قرار دیا اور

ان پر ایمان نہ لانے والے کو گنہگار ٹھہرایا۔ دوستوں اور دشمنوں کی طرف سے ان پر لگائے گئے الزامات کی تردید کی اور اس طرح حضرت عیسیٰ کی عظمت کو دنیا میں قائم کیا۔

۳ - حضرت عیسیٰؑ جن باتوں کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا سکے تھے حضورؐ نے ان کی تکمیل کی اور دینِ حق کے تمام پہلو نہایت وضاحت کے ساتھ مخلوق خدا کو سمجھائے۔ عقائد، اخلاق، عبادات، حقوق، یوم آخرت، سزا جزا، فرائض، احکام وغیرہ ہر بات کو نہایت تفصیل و تشریح کے ساتھ بتایا۔

۴ - آپؐ جو کہتے تھے وہ خدا کی طرف سے ہوتا تھا۔ قرآن کریم کی یہ آیت اس پر شاہد ہے۔

(اور وہ خواہش نفس سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ بولتا ہے وہی بولتا ہے جو اس پر وحی کی جاتی ہے) (سورۂ النجم - ۱)

وہ نبی

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ظہور کے وقت یہود کو تورات کی پیشینگوئی کے مطابق تین پیغمبروں کا انتظار تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ ان تین موعود پیغمبروں میں سے کون ہیں۔ انجیل یوحنا میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

"یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں کو بھیجا کہ اس (یحییٰؑ) سے پوچھیں کہ تو

کرتا ہے اور اس نے اقرار کیا کہ میں مسیحؑ نہیں ہوں۔ انھوں نے پوچھا کیا تو الیاس ہے اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پھر انھوں نے پوچھا کیا تو "وہ نبیؐ" ہے اس نے جواب دیا نہیں؛

(انجیل یوحنا باب اوّل درس ۱۹۔۲۸)

اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ علمائے یہود کو تین پیغمبروں کا انتظار تھا۔ (۱) الیاسؑ (۲)۔ مسیحؑ (۳) "وہ نبیؐ"۔

انجیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوحنا نے یسوع کو مسیح بتایا اور مسیح نے یوحنا کو الیاس کہا۔ اب تیسرے پیغمبر کا ظہور باقی تھا۔ جو صحائف قدیمہ میں "وہ نبیؐ" کے خطاب سے یاد کئے گئے ہیں۔ مسلمان حضورؐ کو "آنحضرتؐ" کہتے ہیں اور عیسائیوں کی زبان پر خود بخود ہی حضورؐ کے لئے "وہ نبیؐ" (دی پرافٹ THE PROPHET) کے الفاظ جاری ہو گئے۔ یعنی "وہ نبیؐ" کے الفاظ کا مصداق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے سوا اور کوئی ہستی نہیں ہے۔

نشانات قبل از بعثت

حضرت آمنہ رضؓ کا خواب

حضرت عرباض بن ساریہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خدا کا بندہ اور خاتم الانبیاء اس وقت سے ہوں جب میرا باپ (آدمؑ) آب و گل میں تھا۔ میں اس کی تفصیل بتاتا ہوں میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا۔ عیسیٰؑ کی بشارت اور اپنی ماں آمنہ رضؓ کا خواب ہوں اور اسی طرح پیغمبروں کی مائیں خواب دیکھا کرتی ہیں۔ حضرت عرباض رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ رضؓ نے آپ کی ولادت کے وقت خواب دیکھا تھا کہ ایک نور ہے جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خواب کی طرف ارشاد فرمایا تھا۔ (مسند ابن حنبل)

حضرت عبد المطلب کا خواب

حضورؐ کے چچا حضرت ابو طالب کا بیان ہے کہ ان کے والد عبد المطلب نے انہیں بتایا کہ ایک دفعہ میں مقام حجر میں سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ ایک درخت اُگا اور اس کی چوٹی آسمان تک پہنچ گئی۔ اور اس کی شاخیں

مشرق سے مغرب تک پھیل گئیں اسی کے ساتھ میں نے ایک نور دیکھا جو سورج سے ستر گنا بڑا تھا۔ تمام عرب و عجم اس نور کے سامنے سجدہ ریز تھے۔ کبھی یہ نور چھپ جاتا اور کبھی پوری آب و تاب کے ساتھ پھر جلوہ گر ہو جاتا۔ میں نے قریش کے کچھ لوگوں کو اس درخت کی شاخوں سے لٹکے ہوئے دیکھا اور قریش کے ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ اس درخت کی جڑوں پر کلہاڑا چلانے کا قصد کر رہے ہیں جب وہ اس درخت کے قریب گئے تو ایک شکیل اور وجیہہ نوجوان نمودار ہوا اس نے ان لوگوں کو پکڑ پکڑ کر ان کی کمریں توڑ ڈالیں۔ اور آنکھیں نکال دیں میں بھی اس درخت کا کچھ حصّہ لینا چاہتا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ میں نے پوچھا کہ یہ درخت کن لوگوں کے لئے ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ درخت ان لوگوں کے لئے ہے جو اس کی شاخیں پکڑ کر لٹکے ہوئے ہیں۔ اس وقت میری آنکھ کھل گئی۔ خوف اور ہیبت سے میرا جسم لرز رہا تھا میں اسی وقت قریش کی ایک کاہنہ کے پاس گیا اور اس کے سامنے اپنا خواب بیان کیا وہ کہنے لگی کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو تیرے صلب سے کوئی ایسا شخص پیدا ہو گا جو مشرق اور مغرب کا مالک ہو گا اور مخلوق خدا اس کی اطاعت کرے گی۔ ابو طالب کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ شاید وہ شخص تو ہی ہے۔ لیکن خدا کی قسم وہ درخت ابوالقاسم (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت) ہے۔

(ابونعیم)

حضرت آمنہؓ کا گھر نور سے بھر گیا اور آسمان کے ستارے زمین کے قریب آ گئے

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ جس رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے اس رات میری والدہ حضرت آمنہؓ کے گھر میں تھیں۔ میری ماں نے ہمیں بتایا کہ آمنہؓ کا گھر نور سے بھر گیا اور جب میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو ستارے اس قدر قریب نظر آئے کہ میں ڈری کہ کہیں یہ ہم پر نہ گر پڑیں۔ جس وقت حضورؐ کی ولادت ہوئی۔ سارے مکان میں نور ہی نور بھر گیا۔

(طبرانی)

حضرت حلیمہؓ کے گھر میں خیر و برکت

جس وقت حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کے لئے لیا تو ان کے گھر میں بڑا افلاس تھا۔ مویشی سوکھ کر کانٹا ہو گئے تھے اور حلیمہؓ کا خاندان دودھ کے لئے ترستا تھا۔ حضور کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان کو کثیر خیر و برکت عطا فرمائی ان کے تمام مویشی دودھ دینے لگے اور حلیمہؓ کا خاندان آسودہ حال ہو گیا۔

(طبرانی)

رسولِ اکرمؐ کا مبارک قدم ہونا

کندیر بن سعید نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں زمانۂ جاہلیت میں حج کو گیا وہاں میں نے ایک شخص کو طواف کرتے دیکھا وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

رُدّ الی راکبی محمداً یارب رُدّہ واصطنع عندی یدا

ترجمہ:۔ پھیر دے میرے سوار محمدؐ کو اسے میرے پروردگار پھیر دے اور مجھ پر یہ ایک احسان کر۔

میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ (قریش کے سردار) عبدالمطلب ہیں۔ انہوں نے اپنے پوتے کو اپنے گم شدہ اونٹ کی تلاش میں بھیجا ہے۔ وہ جب اپنے اس پوتے کو کسی کام کے لئے بھیجتے ہیں تو وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ اب کی بار ذرا دیر ہو گئی اسی لئے وہ یہ دعا مانگ رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گمشدہ اونٹ کو لے کر واپس تشریف لے آئے۔ عبدالمطلب نے آپ کو سینہ سے لگا لیا۔

(تاریخ بخاری۔ بیہقی۔ ابونعیم۔ ابن سعد)

پتھروں سے سلام کی آواز

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ میں مکّہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھ کو بعثت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔ میں اب بھی اس کو پہچانتا ہوں (یعنی دیکھ کر بتا سکتا ہوں) (صحیح مسلم۔ مسند احمد حنبل)

بُت خانوں سے غیبی آوازیں

کتب احادیث میں متعدد روایات ایسی ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کی بعثت سے پہلے لوگوں نے بت خانوں سے غیبی آوازیں سنیں کہ اب نبی آخر الزمان کا ظہور ہو چکا ہے اور بت خانوں کی بربادی کے دن قریب ہیں مثلاً صحیح بخاری میں حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میں (زمانۂ جاہلیت میں) بتوں کے پاس سویا ہوا تھا کہ ایک شخص گائے کا بچہ لے کر آیا اور بتوں کے سامنے اس کی قربانی کی۔ یکایک اس بچھڑے کے پیٹ کے اندر سے بڑے زور سے چیخنے کی آواز آئی۔ آواز یہ تھی۔

یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الٰہ الا اللہ

(اے جلیح یہ امر نجات دینے والا ہے ایک فصیح مرد کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں)

لوگ یہ دہشت ناک اور پر اسرار آواز سن کر بھاگ کھڑے ہوئے میں وہیں اس فکر میں کھڑا رہا کہ اس آواز کی حقیقت معلوم کروں۔ کچھ دیر بعد ہی آواز دوبارہ آئی اور پھر تیسری مرتبہ یہی آواز بلند ہوئی۔ اس واقعہ کے تھوڑی ہی مدت بعد میں نے سنا کہ محمدؐ بن عبد اللہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہتے ہیں۔

(صحیح بخاری)

بے ستری میں حضورؐ کا غش کھا کر گرنا

حضورؐ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ اہلِ مکہ نے خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کی۔ اس کام میں سبھی شرفائے مکہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کے بچے بھی اینٹیں ڈھو ڈھو کر لاتے تھے اور حضورؐ بھی ان بچوں میں شامل تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ اس موقع پر ننھے حضورؐ صرف تہبند باندھے ہوئے تھے آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے کہا کہ اے بھتیجے اپنا تہبند کھول کر کاندھے (یا گردن) پر رکھ لو تاکہ پتھر کی رگڑ سے کندھے (یا گردن) پر خراش نہ آئے۔ حضورؐ نے ایسا ہی کیا اسی وقت آپؐ بیہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا تو آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ میرا تہبند، میرا تہبند لوگوں نے فوراً آپؐ کا تہبند آپ کی کمر سے باندھ دیا۔ اس واقعہ کے بعد آپؐ کے چچا ابوطالب نے حضورؐ سے پوچھا کہ اے بھتیجے تہبند کھولنے پر تجھے غش کیوں آگیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے ایک سپید پوش آدمی نظر آیا جو کہہ رہا تھا۔ محمدؐ اپنے ستر کو چھپا دیا ستر پوشی کر)

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ مسند بیہقی ابونعیم)

حضورؐ کو جاہلیت کی باتوں سے محفوظ رکھا گیا

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دفعہ رات کو میں نوجوان گڈریوں کے ساتھ مکہ معظمہ سے باہر تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ شہر کے اندر جا کر دوستوں کی مجلس میں بیٹھوں

اس ارادے سے مکہ کی طرف روانہ ہوا تو راستے میں شادی کی ایک محفل نظر آئی اسے دیکھنے کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یکایک مجھ پر نیند طاری کر دی اور میں اس وقت تک سویا رہا جب تک کہ سورج نہ نکل آیا۔ ایک اور موقع پر مجھے ایسا ہی خیال آیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نیند طاری کر دی اس کے بعد کبھی میرے دل میں ایسا خیال نہ گزرا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مبعوث فرمایا (بیہقی)

حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ کیا آپ بعثت سے قبل کبھی عورتوں کے کھیل تماشہ میں شریک ہوئے۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں۔ (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضورؐ (بعثت سے پہلے) اپنے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ اساف بت کے پاس کھڑے تھے۔ آپؐ خانہ کعبہ کی پشت کی طرف کچھ دیر تکتے رہے پھر وہاں سے تشریف لے گئے۔ حضورؐ کے چچا زاد بھائیوں نے آپ سے پوچھا۔ اے محمدؐ تجھے کیا ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا مجھے اس بُت کے پاس کھڑے ہونے سے منع کیا گیا۔

(ابن عساکر)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "یا رسول اللہ کیا بعثت سے قبل آپ نے کبھی بتوں کی پوجا کی" حضورؐ نے فرمایا نہیں۔ صحابہؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ آپؐ نے کبھی شراب پی (یعنی شراب کے حرام ہونے سے پہلے) حضورؐ نے فرمایا "ہرگز نہیں اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ جو شخص بُت پرستی اور شراب نوشی کا مرتکب

ہو گا وہ کفر کا مرتکب ہوگا۔ مجھے اس وقت کتاب اللہ عطا نہیں ہوئی تھی (ابو نعیم)

حضورؐ کے توسّل سے بارانِ رحمت کا نزول

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکپن کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ مکّہ میں سخت قحط پڑا۔ قریش حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابو طالب قحط سالی سے ہمارا بُرا حال ہو گیا ہے تم بارش کے لئے دعا مانگو۔ ابو طالب اپنے ساتھ حضورؐ اور مکّہ کے بہت سے دوسرے لڑکوں کے ساتھ بارش کی دعا کرنے چلے۔ بیت اللہ شریف پہنچ کر وہ اس کی دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ ان کی انگلیاں حضورؐ نے پکڑیں اور پھر انہوں نے بارش کے لئے دعا کی۔ اسی وقت آسمان پر بادل چھا گئے اور اس زور کا مینہ برسا کہ مکّہ کا ہر پرنالہ بہنے لگا۔ شہر میں غلہ کی ارزانی ہو گئی اور مویشیوں کے لئے چارہ کی فراوانی ہو گئی۔

(ابن عساکر)

معجزۂ قرآن

سب سے بڑا معجزہ

یوں تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس خود ہی سراپا اعجاز ہے۔ تاہم آپؐ کو بارگاہِ الٰہی نے ہزارہا معجزات عطا فرمائے۔ ان میں سے سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔

حضورؐ خود فرماتے ہیں۔

"انبیاء میں سے ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر معجزات عطا کئے جن کو دیکھ کر لوگ ایمان لائے۔ لیکن جو معجزہ مجھے عنایت کیا گیا وہ وحی (قرآن) ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کیا۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے پیروؤں کی تعداد سب سے زیادہ ہو گی" (صحیح بخاری۔ باب الاعتصام)

معجزۂ قرآن مجید کے کئی پہلو ہیں اور وہ ہر پہلو اور ہر حیثیت سے ایک کامل اور عظیم ترین معجزہ ہے۔ اس معجزۂ کامل کی چند حیثیتیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ قرآن مجید ہمیشہ محفوظ رہے گا

تمام الہامی کتابوں میں قرآن مجید اپنے اس دعوٰی میں منفرد ہے کہ وہ محفوظ

اور اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ لہٰذا جب تک یہ نظامِ کائنات قائم ہے اس کی حیثیت باقی رہے گی۔ سورۂ حجر میں ارشاد ہوا ہے۔

(بیشک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) حجر آیت ۹

اس کے برعکس یہود کا پرانا عہد نامہ (Old Testament) ہو یا عیسائیوں کی انجیل۔ پارسیوں کی ژند ہو یا ہندوؤں کی گیتا۔ کسی دوسری مذہبی کتاب نے اپنے محفوظ ہونے یا اپنی اصلیت کے شبہ سے بالاتر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن قرآن حکیم آج سے چودہ سو برس کے بعد بھی ایک ایک نقطے زیر، زبر اور پیش کے ساتھ اپنی اصلی صورت میں موجود ہے اور کرۂ ارض پر مسلمان ہی ایک ایسی قوم ہے جو پوری تحدّی کے اپنی کتاب کے شک وشبہ سے بالاتر ہونے اور جس صورت میں وہ نازل ہوئی بعینہٖ آج بھی اس کے اسی صورت میں موجود ہونے کا دعویٰ کرتی ہے دوسری کتب الٰہی تحریف وتغیر اور تراجم وتعبیر سے اپنی اصلی زبان اور اصلی الفاظ کھو چکی ہیں۔ ان کے نت نئے ایڈیشن شائع ہوتے رہتے ہیں لیکن ہر ایڈیشن دوسرے ایڈیشن سے جداگانہ ہوتا ہے (تمام نہ سہی۔ مختلف مقامات میں ضرور فرق ہوتا ہے) قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ چونکہ خدا نے خود لیا ہے اس لئے اس کی ابدی زندگی کاغذ، قلم اور سیاہی کی محتاج نہیں بلکہ یہ لاکھوں انسانوں کے سینوں میں محفوظ کر دیا گیا ہے اور تاقیامت اس کے ایک شوشہ تک میں تبدیلی ہونا ممکن نہیں۔ یہ اعجاز نہیں تو اور کیا ہے؟

قرآن کریم کا ایک ایک لفظ، حرف، زیر، زبر، پیش پورے یقین کے ساتھ مشرق سے مغرب تک موجود ہے۔ اور ان میں کسی اختلاف کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن حکیم جس صورت میں پاکستان میں ہے چین، روس، امریکہ اور خطۂ ارضی کے دوسرے تمام گوشوں میں بھی اس کا اسی صورت میں ہونا یقینی ہے۔ کیا مجال کہ قرآن کے کسی نسخہ میں ایک حرف بھی کم یا زیادہ ہو جائے مجموعی طور پر سارے قرآن پاک میں حروف تہجی جس تعداد میں آئے ہیں ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

ا -	۴۸۹۹۲	ض -	۶۸۲
ب -	۱۲۲۲۸	ط -	۱۳۰۷
ت -	۲۴۰۴	ظ -	۷۸۲
ث -	۳۱۰۵	ع -	۹۲۷۴
ج -	۴۲۳۲	غ -	۹۲۱۱
ح -	۴۱۲۰	ف -	۴۴۱۸
خ -	۲۱۰۵	ق -	۶۶۱۲
د -	۵۹۷۲	ک -	۱۰۶۲۸
ذ -	۴۷۳۹	ل -	۳۳۵۲۰
ر -	۱۲۶۴۰	م -	۲۶۵۱۵
ز -	۳۵۸۰	ن	۴۴۱۹۰

س۔	۵۹۷۶	و۔	۲۵۵۸۹
ش۔	۲۱۱۵	ہ۔	۱۶۰۷۰
ص۔	۲۰۰۸۳	ی۔	۲۵۹۰۹

(دنیا کے کسی مذہب کے لوگ اپنی مذہبی کتاب کے حروف کی تعداد اس یقین کے ساتھ نہیں بتا سکتے۔ یہ صرف اور صرف قرآن کریم کا اعجاز ہے)

۲۔ قرآن کریم کی نظیر کوئی نہیں بنا سکے گا

حضورؐ کو جو لاتعداد معجزات عطا ہوئے ان میں سے معجزۂ قرآن ہی ایک ایسا معجزہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے تحدّی کی ہے اور اعلانِ عام کیا ہے کہ کوئی اس کی ایک سورت کی نظیر بنا کر پیش کرے اور پھر خود ہی پیشینگوئی کی ہے کہ دنیا اس کی نظیر بنانے سے ہمیشہ عاجز رہے گی۔ سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوتا ہے۔

اے رسول سب سے کہہ دیجیے کہ اگر سب انسان اور تمام جن مل کر بھی چاہیں کہ وہ اس جیسا قرآن بنا لائیں تو وہ ہرگز ہرگز نہیں لا سکتے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کی مدد و اعانت بھی کریں) (بنی اسرائیل۔ ع ۱۰)

دوسرے کئی مقامات پر کفّار کو چیلنج دیا گیا ہے کہ قرآن جیسی ایک ہی سورت بنا کر لائیں اور پھر تحدید کی گئی ہے کہ وہ ہرگز ہرگز نہ لا سکیں گے۔

سورۂ یونس میں ارشاد ہُوا ہے۔

(کیا کفارہ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس قرآن کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے

ان سے کہہ دیجئے کہ اس جیسی ایک سورہ کو تم بنا کر لاؤ۔ خدا کے سوا اور
جس کو چاہو مدد کے لئے بلالو اگر تم سچے ہو) (یونس ع ۴)

سورۂ بقرہ میں رب دوجہان کی تحدّی ملاحظہ ہو۔

(تو اگر تم ایسی سورۃ بنا کر نہ لاسکو اور یقیناً نہ لاسکو گے تو دوزخ کی
اس آگ سے بچو جس کے ایندھن آدمی اور پتھر جن کو تم پوجتے ہو سب
ہوں گے جو کافروں کے لئے تیار رکھی گئی ہے) (بقرہ ع ۳)

پھر سورۂ طور میں ارشاد ہوتا ہے کہ اس (قرآن حکیم جیسی ایک ہی بات
پیش کریں۔

(کیا وہ (کفار) یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو گھڑ لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے
کہ ان کو ایمان نہیں اگر وہ سچے ہیں تو اس جیسی ایک بات ہی پیش کریں)
(طور۔ ع۔ ۲)

اور پھر یہ چیلنج پیغمبر امیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کن لوگوں
کو دیا جارہا ہے۔ ان عربوں کو جن کو اپنی قدرتِ کلام۔ زورِ بیان فصاحت و
بلاغت اور طاقت لسانی پر اس قدر ناز تھا کہ وہ اپنے علاوہ ساری دنیا کو عجم
یعنی گونگا کہتے تھے جن میں کعب بن زہیرؓ، حسّان بن ثابتؓ، طفیل بن عمرو، زبرقان،
شماس، لبید، اسود بن سریع، عامر بن اکوع، زید الجلیل عبداللہ بن رواحہؓ اور
سینکڑوں دوسرے زبان آور شاعر اور شعلہ بیان خطیب موجود تھے۔ قرآن
کی اس تحدّی کے سامنے سب نے سرِ نیاز خم کر دیا۔ اور قرآن جیسی ایک آیت
تک پیش نہ کر سکے۔ حالانکہ وہ لوگ عربی زبان کے اصل مالک اور محاورہ عرب

کے طبعی ماہر تھے۔ بعد کے زمانہ کے لوگوں کے لئے تو یہ عجز اور درماندگی اور بھی نمایاں ہے۔ قرآن کریم کا چیلنج گذشتہ چودہ سو سالوں سے قائم ہے اور تا قیامت قائم رہے گا۔

۳۔ قرآن مجید کو حفظ کر لینا آسان ہو گا

دنیا میں صرف قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کے ہزاروں، لاکھوں حفاظ دنیا میں موجود ہیں۔ ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ دوسرے مذہب کی کتاب من وعن اس مذہب کے پیرؤوں کے سینوں میں محفوظ ہو۔ فی الحقیقت ساری کتاب کو حفظ کر لینے کا خیال ہی بالکل اچھوتا ہے۔ مگر قرآن کریم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ

(ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لئے آسان بنا دیا ہے)

اور فی الواقع یہ معجزانہ خصوصیت صرف قرآن حکیم ہی میں ہے کہ اتنی ضخیم کتاب یاد کرنے والوں کو جلد اور آسانی سے یاد ہو جاتی ہے۔ آج اگر خدا نخواستہ کسی حادثہ میں قرآن کریم کتابی صورت میں دنیا سے ناپید ہو جائے تو پھر بھی وہ لاکھوں لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہو گا اور اس کو از سرِ نو کتابی صورت میں لانے کے لئے ذرہ برابر دقت بھی نہ ہو گی۔

۴۔ بےمثل فصاحت و بلاغت اور قوت تاثیر

قرآن حکیم کی بے مثل فصاحت و بلاغت اور تحیّر خیز قوتِ تاثیر بجائے خود ایک عظیم معجزہ ہے۔ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے سامنے عرب کے تمام شاعر اور خطیب مبہوت ہو گئے۔ اور سب کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ دوست دشمن سب قرآن کریم کی لاجواب فصاحت و بلاغت کے معترف تھے۔ ایمانداروں کے نزدیک تو یہ خدا کا کلام تھا لیکن کفار اسے "سحر" کہہ کر اس کی فصاحت و بلاغت کے سامنے اپنے عجز اور درماندگی کا اظہار کرتے تھے۔ قرآن حکیم نے خود بھی اپنی فصاحت و بلاغت کی طرف اشارے کئے ہیں۔ سورۂ زمر میں ارشاد ہُوا ہے۔

(قرآن عربی زبان میں ہے جس میں کوئی کجی نہیں) (آیت ۲۶)

سورۂ یٰسین اور سورۂ حجر میں فرمایا گیا ہے

قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ
(اپنے مدعا کو خوبی سے ظاہر کرنے والا قرآن)

قرآن حکیم کی بے نظیر فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر بعض اوقات کفار اس شبہ کا اظہار کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی دوسرا شخص یہ قرآن سکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بے بنیاد شبہے یا اعتراض کو یوں رد کیا ہے۔

(اور ہم کو تحقیق کے ساتھ معلوم ہے کہ یہ کفّار کہتے ہیں کہ محمدؐ کو کوئی آدمی سکھاتا ہے، اس شخص کی زبان جس کی طرف یہ منصوب کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ (قرآن) فصیح عربی زبان میں ہے) (سورہ نحل۔ ع ۱۴)

فصاحت و بلاغت کے ساتھ ہی آیاتِ قرآنی میں اللہ تعالیٰ نے ایسی بے نظیر قوتِ تاثیر دی کہ جو سنتا تھا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ کفار اسے جادو کہتے تھے اور کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر یا شور مچا کر کوشش کرتے تھے کہ آیاتِ قرآنی ان کے کانوں میں نہ پڑنے پائیں۔ اس طرح گویا وہ قرآن حکیم کی بے مثل اثر انگیزی کا اعتراف کرتے تھے۔ سورۂ احقاف میں ارشاد ہوتا ہے

(جب ان کافروں کے سامنے ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو سچائی کے آنے کے بعد اس کا انکار کرتے ہیں کہتے ہیں یہ تو کھلا ہوا جادو ہے) (احقاف۔ ع ۱)

پھر سورۂ فصّلت میں ارشاد ہوتا ہے۔

(اور کفّار نے کہا کہ قرآن کو نہ سنا کرو اور اس کے پڑھتے وقت شور غل کرو۔ شاید تم جیت جاؤ)

سورۂ حشر میں قرآن مجید نے اپنی عظمت و تاثیر کا اس طرح ذکر کیا ہے۔

(اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتار دیتے تو وہ اللہ کے ڈر سے جھکا دبا اور پاش پاش نظر آتا اور یہ مثالیں ہم لوگوں سے اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں) (سورۂ حشر آیت ۲۱)

یہاں ہم تاریخ و سیرا اور حدیث کی کتابوں سے کچھ ایسے واقعات نقل کرتے ہیں جن سے قرآن کریم کی قوتِ تاثیر کا کسی قدر اندازہ ہو جائے گا۔

لبید بن ربیعہ عرب کے سربرآوردہ شاعر تھے۔ ان کی شاعرانہ عظمت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جس سات شعراء

کے قصائد (سبعہ معلقہ) خانۂ کعبہ کی دیواروں پر آویزاں تھے۔ ان میں سے ایک لبید تھے۔ اموی دور کے نامور شاعر فرزدق کے متعلق مشہور ہے کہ جب اس نے لبید بن ربیعہ کا یہ شعر پڑھا ؎

وجلا السیول عن الطلول کانہا

زبر تجد متونہا اقلامہا

(سیلاب نے ٹیلوں کو لکھے جانے والے کاغذ کی طرح صاف شفاف بنا دیا ہے)

تو اس پر اتنا اثر ہوا کہ بے اختیار سجدے میں گر گیا۔ انہی لبید بن ربیعہ نے جب قرآن کریم کی آیات سنیں تو ایسے مبہوت ہوئے کہ اس کے بعد انہوں نے شعر و شاعری کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا۔ ان کے قبول اسلام کے بعد ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ نے ان سے چند اشعار کی فرمائش کی تو انہوں نے جواب دیا۔ جب خدا نے مجھ کو بقرہ اور آل عمران سکھادی ہے تو پھر شعر کہنا مجھے زیبا نہیں۔ (استیعاب ابن عبدالبرؒ)

حضرت عمر فاروقؓ کے قبولِ اسلام کا حال ایک دوسری جگہ درج ہے وہ اسلام کے سخت دشمن تھے اور مسلمانوں کے لئے تو ان کی سخت دلی کا یہ عالم تھا کہ قبولِ اسلام سے پہلے اپنی ایک لونڈی کو مسلمان ہونے کے جرم میں بے تحاشا پیٹا کرتے تھے۔ لیکن جب انہوں نے اپنی بہن (فاطمہؓ بنت خطاب) کی زبان سے قرآن کریم کی آیات سنیں تو ان کا پتھر دل موم بن کر بہہ نکلا اور وہ بے اختیار پکار اٹھے "مَا اَحْسَنَ الْکَلَام" یہ کتنا پیارا کلام

ہے (اس کے بعد بہت کم لوگ ایسے تھے جو ان سے بڑھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور اسلام کے جان نثار ہوں۔

انیسؓ قبیلہ غفار کے شاعر تھے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت سن کر وہ تحقیقِ حال کے لئے مکہ آئے۔ جب انہوں نے حضورؐ کی زبان مبارک سے قرآن کریم کی چند آیات سنیں تو فرطِ تحیّر سے ان کی زبان گنگ ہو گئی۔ اپنے قبیلہ میں واپس آئے تو بھائی (حضرت ابوذرؓ) نے پوچھا کہ تم نے مدعیٔ نبوت کو کیسا پایا۔ انیسؓ نے جواب دیا۔ قریش کہتے ہیں وہ شاعر ہیں، ساحر ہیں اور کاہن ہیں۔ میں نے جو کچھ ان سے سنا ہے وہ ہرگز شعر نہیں ہے۔ میں نے کاہنوں کا کلام بھی سنا ہے۔ محمدؐ جو کچھ کہتے ہیں وہ کاہنوں کا کلام (کہانت) بھی ہرگز نہیں ہے۔ خدا کی قسم محمدؐ سچے ہیں اور قریش جھوٹے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوذر غفاریؓ بھی فوراً مکہ روانہ ہو گئے اور وہاں کلام الٰہی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اسلام قبول کر کے واپس آئے (صحیح مسلم)

مسلمانوں نے کفار کے جور و ستم سے تنگ آ کر حبشہ کو ہجرت کی تو قریش نے نجاشی شاہِ حبش کے دربار میں اپنا ایک وفد اس مقصد کے لئے بھیجا کہ اس کو مسلمانوں کے خلاف برافروختہ کرے اور وہ ان کو اپنے ملک سے نکال دے۔ نجاشی نے مسلمانوں کو بلا بھیجا۔ مسلمانوں کی نمائندگی حضرت جعفر طیارؓ نے کی۔ انہوں نے نجاشی کے سامنے ایک پُراثر تقریر کی جس سے وہ بیحد متاثر ہوا۔ پھر اس نے حضرت جعفرؓ سے کہا کہ تمہارے نبی پر جو کلام نازل ہوتا ہے اس کا کوئی حصہ تمہیں یاد ہو تو ہم کو بھی سناؤ۔ حضرت جعفرؓ نے

سورۂ مریم کی کچھ آیات کی تلاوت کی۔ ان کو سن کر نجاشی پر رقت طاری ہو گئی اور وہ اس قدر رویا کہ اس کی داڑھی تر ہو گئی۔ پھر اس نے کہا کہ خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں۔ اور کفارہ سے کہا کہ تم لوگ جاؤ میں مسلمانوں کو اپنے ملک سے نہیں نکالوں گا۔ (سیرت ابن ہشام)

عرب کے قبائل میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا چرچا ہوا تو قبیلہ بنی سلیم کے ایک شخص قیس بن نسیبہ صحیح معلومات حاصل کرنے کے لئے مکہ آئے۔ انہوں نے رسولِ کریمؐ کی زبان مبارک سے قرآن حکیم سنا تو کسی ہچکچاہٹ کے بغیر مشرف باسلام ہو گئے جب وہ اپنی قوم میں واپس گئے تو تمام اہل قبیلہ کو جمع کر کے کہا کہ میں نے روم و فارس کی حلاوت آمیز باتیں۔ عربوں کے ولولہ انگیز اشعار اور کاہنوں کی تحیر خیز کہانتیں سنیں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کلام میں نے سنا وہ کوئی اور ہی شے ہے۔ اے میری قوم تم میری بات مانو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔ چنانچہ فتح مکہ کے سال بنو سلیم کے سات سو یا ایک ہزار افراد نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ (بیہقی)

طائف کے سفر میں خالد عدوانی رضؓ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ طارق پڑھتے سنا تو گو انہوں نے اس وقت اسلام قبول نہیں کیا لیکن کلام الٰہی کی تاثیر دل میں گھر کر گئی اور پوری سورہ ان کو زبانی یاد ہو گئی۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ ازد کے ایک صاحب ضماد جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے۔ وہ مکہ آئے یہاں انہوں نے

قریش کو یہ کہتے سنا کہ محمدؐ دیوانہ ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ ان سے مل لوں اور جھاڑ پھونک کروں شاید وہ شفایاب ہو جائیں۔ چنانچہ وہ حضورؐ سے ملنے آئے اور کہا۔ "محمدؐ میں جھاڑ پھونک کا کام کرتا ہوں اگر تم چاہو تو میں جھاڑ پھونک کر دوں شاید تمہیں شفا ہو جائے۔"

حضورؐ نے ان کے سامنے خدا کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر قرآن حکیم کی چند آیات پڑھیں۔ ضماد کلام الٰہی سن کر سکتے میں آگئے اور کہنے لگے کہ میں نے کاہنوں، ساحروں اور شاعروں کی باتیں سنی ہیں لیکن ان کو اس کلام سے کوئی مشابہت نہیں جو میں نے تمہاری زبان سے سنا ہے۔ اس کا اثر تو سمندروں پر بھی ہو سکتا ہے۔ پھر انہوں نے اسلام لانے کی خواہش ظاہر کی اور مشرف باسلام ہو گئے۔ (صحیح مسلم)

حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ جو قبیلہ دوس کے سردار اور نہایت اچھے شاعر تھے۔ اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد) میں ایک دفعہ مکہ گیا اور قریش کے کچھ لوگوں سے ملا۔ انہوں نے کہا کہ طفیل تم شاعر بھی ہو اور اپنی قوم کے سردار بھی۔ ہم تمہیں خیر خواہانہ مشورہ دیتے ہیں کہ محمدؐ سے بچنا کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ اگر تم نے اس کی باتیں سن لیں تو تم ان سے مسحور ہو جاؤ گے۔ اس لئے خوب چوکنے رہو ورنہ ہماری قوم کے بعض لوگ جس چیز میں مبتلا ہو گئے ہیں تم اور تمہاری قوم بھی اسی میں مبتلا ہو جائے گی۔ یہ شخص میاں بیوی اور باپ بیٹوں میں جدائی پیدا کر دیتا ہے۔ اس طرح ان لوگوں نے اپنی باتوں پر اتنا

اصرار کیا کہ مجھے یقین آگیا اور میں نے طے کر لیا کہ محمدؐ کی باتیں اپنے کانوں میں نہ پڑنے دوں گا۔ چنانچہ میں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی اور مسجد میں گیا۔ وہاں رسول اللہ کھڑے نظر آئے میں بھی آپؐ کے قریب کھڑا ہو گیا۔ اللہ کو سنانا منظور تھا حضورؐ نماز میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ آدمی تو بڑا شاندار معلوم ہوتا ہے اور بخدا مجھے اپنے آپ پر پورا اعتماد تھا کہ کسی چیز کی اچھائی یا برائی کو میں بخوبی پرکھ سکتا ہوں اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ اس شخص کی باتیں ضرور سنوں گا۔ اگر درست ہوئیں تو قبول کر لوں گا اگر وہ ٹھیک نہ ہوں گی تو انہیں رد کر دوں گا۔ اب میں نے اپنے کانوں سے روئی نکال ڈالی۔ اور رسول اللہ کی باتیں توجہ سے سننے لگا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے بہتر کلام۔ دلکش انداز اور خوب تر الفاظ اس سے پہلے میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہ سنے تھے۔ اس کے بعد میں آپ کا انتظار کرتا رہا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہو لیا۔ رسولؐ اللہ جب گھر پہنچے تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ آپؐ کی قوم نے مجھے آپ کی باتیں سننے سے منع کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو سنانا منظور تھا۔ ان کو سننے کے بعد میری رائے یہ ہے کہ آپؐ جو کچھ فرماتے اور پیش کرتے ہیں وہ بالکل سچ ہے۔ آپ اب میرے سامنے اپنا دین پیش کیجئے۔ چنانچہ آپؐ نے پیش کیا اور قرآن مجید کی تلاوت کی۔ خدا گواہ ہے کہ اس سے بہتر اور برتر کلام میں نے کبھی نہ سنا تھا اس لئے میں مسلمان ہو گیا۔ اور رسول اللہ سے عرض کی کہ میں

اپنے قبیلہ کا سردار ہوں۔ ان کو بھی اسلام کی دعوت دوں گا۔
(استیعاب ابن عبد البرؒ)

ایک دفعہ حبش سے تقریباً بیس عیسائی رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بعثت کی خبر سن کر مکہ آئے۔ حضورؐ کو انہوں نے مسجد میں پایا۔ وہیں آپ کے پاس بیٹھ کر گفتگو کرنے لگے اور کچھ سوالات کئے۔ حضورؐ نے ان کے سوالوں کا جواب دیا اور پھر قرآن مجید کی کچھ آیات پڑھیں۔ وہ لوگ کلامِ الٰہی سن کر زار زار رونے لگے اور پھر ایمان لائے۔ (سیرت ابن ہشام)

ایک اعرابی نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے سنا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ

تو وہ اس کی بلاغت سے اس قدر مرعوب و متاثر ہوا کہ بے اختیار سجدہ میں گر پڑا۔ (اسد الغابہ)

ایک اور اعرابی نے فَلَمَّا اسْتَايْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا (سورۂ یوسف، ع ۱۰) سنی تو کہنے لگا کہ اس طرح کا کلام کسی مخلوق کا نہیں ہو سکتا۔ (اسد الغابہ)

بنو ذہل بن شیبان کے سردار مفروق سے ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی۔ حضور نے اس کے سامنے قرآن پاک کی چند آیتیں پڑھیں وہ اس قدر متاثر ہوا کہ اس کے منہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ (روض الانف)

قبولِ اسلام سے پہلے حضرت جبیر بن مطعمؓ اسیران بدر کو چھڑانے کے لئے مکہ سے مدینہ آئے۔ انہوں نے حضورؐ سے سورۂ طور کی ایک دو آیتیں

سنیں تو اس قدر متاثر ہوئے کہ دل دھک دھک کرنے لگا۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق کا آغاز کیا تو مشرکین قریش نے آپؐ پر اور آپؐ کی دعوت پر لبیک کہنے والوں پر ظلم وستم کے وہ پہاڑ توڑے کہ زمین و آسمان تھرا اٹھے۔ لیکن حضورؐ اور آپ کے رفقاءؓ بے مثال صبرو استقامت کے ساتھ ہر قسم کی سختیاں جھیلتے رہے۔ مشرکین حیران تھے کہ آخر یہ لوگ اتنی اذیتیں اور سختیاں کیوں اٹھا رہے ہیں ایک دن انہوں نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ کسی ایسے آدمی کو محمدؐ کے پاس بھیجا جائے جو جادو، کہانت اور شعر کہنا جانتا ہو تاکہ معلوم ہو کہ ان کی دعوت کا مقصد کیا ہے۔ اور وہ کیا چاہتے ہیں چنانچہ انہوں نے اپنی نمائندگی کے لئے عتبہ بن ربیعہ کا انتخاب کیا۔ وہ قریش کا ایک بڑا رئیس تھا۔ اور جادو، شعر، کہانت سب کچھ جانتا تھا۔ عتبہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا۔ محمدؐ کیا چاہتے ہو؟ اگر بادشاہ بننا چاہتے ہو تو ہم سب تمہیں اپنا بادشاہ ماننے کے لئے تیار ہیں اگر مال و دولت مطلوب ہے تو ہم سونے اور چاندی کے انبار تمہارے قدموں پر ڈھیر کر سکتے ہیں۔ اگر کسی حسین عورت سے شادی کی خواہش ہے تو ہم تمہارے لئے وہ ماہِ خوباں تلاش کر کے لائیں گے جس کو دیکھ کر چاند اور سورج شرمائیں گے اور اگر تم یہ سب کچھ چاہتے ہو تو ہم یہ سب کچھ بھی تمہارے لئے مہیا کر سکتے ہیں۔" سرورِ کائناتؐ نے عتبہ کی ساری باتیں نہایت تحمل کے ساتھ سنیں اور جب وہ خاموش ہوا تو آپؐ نے سورۂ فصلت پڑھنی شروع کر دی۔ ابھی آپ نے چند ہی آیات پڑھی تھیں کہ عتبہ لرز اٹھا اور اس نے آپ کے

ذہن مبارک پر ہاتھ رکھ کر کہا " بس محمدؐ بس آگے نہ پڑھنا ۔ قریش تمہارے ہی بھائی بند ہیں اور تم انہی کے خون اور گوشت کا حصہ ہو "

واپس گیا تو چند دن تک گھر سے باہر ہی نہ نکلا ۔ ابوجہل نے جا کر کہا کیوں عتبہ محمدؐ کے یہاں کھانا کھا کر گمراہ ہو گئے ۔ عتبہ نے کہا ۔ تمہیں معلوم ہے کہ میرے پاس دولت کی کمی نہیں اور مجھ کو دولت یا کھانے کی ہوس نہیں ہے لیکن محمدؐ نے میرے جواب میں جو کلام پڑھا وہ نہ جادو تھا نہ شعر اور نہ کہانت ۔ میں نے ایسا کلام اس سے پہلے کبھی نہیں سنا ۔ اس کلام میں عذاب الٰہی کی دھمکی تھی اس لئے میں نے اس کو قرابت کا واسطہ دے کر چپ ہو جانے کو کہا کہ ایسا نہ ہو ہم سب عذاب کی لپیٹ میں آجائیں ۔ میری رائے یہ ہے کہ تم محمدؐ کو اپنے حال پر چھوڑ دو اگر وہ کامیاب ہو گیا تو یہ تمہاری عزت ہی کا سامان ہوگا ورنہ عرب خود اس کو فنا کر دے گا ۔

ابوجہل اور دوسرے مشرکین نے عتبہ کی باتیں سنیں تو کہا کہ عتبہ پر بھی محمد کا جادو چل گیا ہے ۔ (سیرۃ ابن اسحاق)

ولید بن مغیرہ قریش کا بڑا صاحب اثر اور مالدار رئیس تھا ایک دفعہ وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپؐ نے اس کو قرآن کی چند آیتیں پڑھ کر سنائیں ۔ اس پر رقت طاری ہو گئی اور اس نے حضورؐ سے دوبارہ یہ آیتیں پڑھوا کر سنیں ۔ ابوجہل کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو ولید کے پاس آیا اور کہا ۔ اے چچا تمہاری قوم تمہیں مال و دولت کا ذخیرہ دینا چاہتی ہے تاکہ تم محمدؐ کے پاس جا کر اس کی باتیں نہ سنا کرو ۔ ولید نے کہا تم کو اچھی طرح علم ہے کہ

ہیں تم سب سے زیادہ مالدار ہوں ابوجہل نے کہا تو پھر ایسی باتیں کہو جن سے قریش کو یقین ہو جائے کہ تم کو محمدؐ کی باتوں سے نفرت ہے۔ ولید نے کہا مجھ سے بڑھ کر شعر و سخن کو پرکھنے والا کون ہو سکتا ہے لیکن خدا کی قسم محمدؐ کے کلام کو شعر اور جادو سے کوئی واسطہ نہیں ہے اس میں کچھ اور ہی شیرینی اور تازگی ہے اس نخل کی شاخوں میں پھل اور اور اس کا تنہ بھاری ہے یہ کسی انسان کا کلام معلوم نہیں ہوتا۔ ابوجہل نے کہا تمہاری قوم کبھی ان باتوں کو پسند نہیں کر سکتی اور نہ وہ تم سے خوش ہو سکتی ہے۔ ولید نے کہا اچھا مجھے غور و فکر کرنے دو غور و فکر کے بعد اس کی عقلِ سلیم پر مصلحت غالب آگئی اور اس نے کہا ھٰذا سحرٌ یوثر (یہ ایسا جادو ہے جو پہلے لوگوں سے نقل ہوتا چلا آرہا ہے۔

(مستدرک حاکم)

یہ تو دوسروں پر قرآن کریم کی اثر انگیزی کا حال تھا۔ خود مہبطِ وحی اور حاملِ کلامِ الٰہی کی یہ کیفیت تھی کہ آپ قرآن کریم سن کر اتنے متاثر ہوتے تھے کہ چشمہائے مبارک سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی۔

ایک دفعہ آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے فرمایا کہ مجھ کو قرآن سناؤ۔ انھوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان قرآن نازل ہوتا ہے۔ آپ کے سامنے قرآن کیا پڑھوں؟ حضورؐ نے فرمایا میں اسے دوسروں سے سننا پسند کرتا ہوں۔ چنانچہ جب انھوں نے سورۂ نساء کی یہ آیت پڑھی۔

(پس اس وقت کیا ہوگا جب ہم ہر امت کے اندر سے ایک شہید لائیں گے

اور تم کو ان لوگوں پر شہید بنائیں گے) (سورہ نساء آیت ۴۱)

تو سرورِ کونینؐ نے فرمایا "رک جاؤ" اس وقت آپ کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں تھا۔ (صحیح بخاری)

سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے بارے میں کہا۔

(خداوندا ان بتوں نے ان لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے پس جس نے میری متابعت کی وہ مجھ سے ہو گا۔ (سورۂ ابراہیم آیت ۳۶)

اور سورۂ مائدہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول بیان کیا گیا ہے۔

(اگر تو ان کو عذاب دے گا تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر معاف فرما دے گا تو بے شک تو عزت و حکمت والا ہے) (سورہ مائدہ آیت ۱۱۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتیں تلاوت کیں تو آپ پر رقت طاری ہو گئی اور آپ دونوں ہاتھ اٹھا کر اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ کہنے لگے۔ (صحیح مسلم)

اسی طرح کے کئی اور واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ جب آپ صحابہ کرامؓ سے قرآن سنتے تو لطف، لذت اور محویت کی عجیب کیفیت آپ پر طاری ہو جاتی۔ اسی طرح آپؐ خود قرآن پڑھتے تو تاثر کی شدت آپؐ کے چہرۂ مبارک اور آواز میں نمایاں ہو جاتی۔

آیات و دلائل نبوی قرآن حکیم میں

شہابِ ثاقب کی کثرت

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منصبِ نبوت پر سرفراز ہوئے تو کائنات ارضی و سماوی میں انقلاب برپا ہو گیا۔ اس کا سب سے بڑا مظاہرہ ستاروں کے بکثرت ٹوٹنے کی صورت میں ہوا پہلے جنات آسمان کے قریب جا پہنچتے تھے۔ حضورؐ کی بعثت کے بعد ان کی آسمانوں تک آمدورفت بند کر دی گئی۔ جونہی وہ آسمان کے قریب جانے کی کوشش کرتے تھے ان پر ٹوٹنے والے ستاروں کی بوچھاڑ ہوتی تھی۔ چنانچہ قرآن حکیم میں خود جنات کی زبانی بیان ہے۔

(ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ وہ سخت پہرہ دینے والوں اور ٹوٹنے والے تاروں سے بھر دیا گیا ہے اور ہم پہلے (آسمانی راز) سننے کے لئے وہاں ٹھکانوں پر بیٹھتے تھے۔ لیکن اب جو کوئی سننا چاہے تو تارے کو اپنی تاک میں پائے (سورہ جن رکوع ۱)

ہجرت کے موقع پر معجزات کا ظہور

کفار نے رسولِ اکرمؐ کو شہید کرنے کا منصوبہ دار الندوہ میں بنایا اور

خاص احتیاط کی کہ حضورؐ کو اس کی خبر نہ ہونے پائے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقررہ دن اور وقت کی خبر دے دی۔ پھر کفّار نے آپ کے خانہ اقدس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ لیکن حضورؐ ان کی آنکھوں میں خاک جھونک کر سورۂ یٰسین پڑھتے ہوئے ان کے درمیان سے نکل گئے۔ پھر آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ غارِ ثور میں رونق افروز ہوئے تو کفار آپ کی تلاش میں غار کے منہ پر آ پہنچے۔ ایک روایت کے مطابق غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا اور کفّار کے خیال میں بھی یہ بات نہ آئی کہ غار کے اندر کوئی ہو سکتا ہے۔

پھر سراقہ نے ایک تیز رفتار گھوڑے پر حضورؐ کا تعاقب کیا جب قریب پہنچا تو دفعتہً گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے تین دفعہ یہی واقعہ پیش آیا تو سراقہ معافی مانگ کر واپس چلا گیا۔

قرآن کریم نے ان واقعات کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا ہے۔

(اور یاد کرو (اے نبیؐ) جب کفّار تمہارے ساتھ داؤ کر رہے تھے تاکہ تم کو قید کریں یا قتل کریں یا گھر سے نکال دیں۔ وہ بھی داؤ کر رہے تھے اور خدا بھی داؤ کر رہا تھا۔ اور خدا سب داؤ کرنے والوں میں سے بہتر داؤ کرنے والا ہے) (انفال ع ۴)

کفار کا مسلمانوں کی نظر میں اور مسلمانوں کا کفار کی نظر میں کم کر کے دکھانا

جب بدر کے میدان میں کفر اور اسلام کا معرکہ برپا ہوا تو پورے

سازو سامان سے لیس ایک ہزار کافروں کے مقابلہ میں تین سو تیرہ بے سروسامان علمبرداران حق تھے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب معجزہ دکھایا کہ مسلمانوں کو کفار بہت کم تعداد میں دکھائی دیتے تھے۔ اس سے ان کی ہمت دو چند ہوگئی۔ دوسری طرف کفار کی نظروں میں مسلمانوں کی تعداد ان کی اصل تعداد سے بھی کم دکھائی دیتی تھی۔ مقصود یہ تھا کہ کفار بد دل ہو کر لڑائی کا ارادہ ترک نہ کر دیں۔ اور اس طرح اپنی جانیں بچا کر نہ لے جائیں۔ چنانچہ سورۂ انفال میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اس قدرت کاملہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(خدا کے اس احسان کو یاد کرو کہ جب تم دشمنوں سے صف آرا ہوئے تو وہ تمہاری نظروں میں ان کو تھوڑا کر کے دکھاتا تھا اور تم کو ان کی نظروں میں کم کر کے دکھا رہا تھا تاکہ اس کام کو جس کا ہونا مقرر ہے طے کر دے) (انفال - ۵)

مسلمانوں کا کفار کی نظروں میں دوگنا نظر آنا

لڑائی شروع ہونے سے پہلے تو فریقین کو ایک دوسرے کی تعداد کم کر کے دکھائی گئی اور جب معرکۂ کارزار گرم ہو گیا تو یکایک کفار کو مسلمان اپنے سے دوگنی تعداد میں نظر آنے لگے اس سے ان کے حوصلے پست ہو گئے اور پھر لڑائی کا جو نتیجہ نکلا وہ ساری دنیا پر روشن ہے۔ قرآن کریم نے اس معجزہ کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

(ابھی تم نے نشان دیکھ لیا ہے ان دو فوجوں میں جو صف آرا ہوئیں۔ ایک فوج ان میں سے اللہ کی راہ میں لڑتی تھی اور دوسری خدا کی منکر تھی اور یہ (کافروں کی فوج) صریح آنکھوں سے اپنی مقابل فوج (یعنی مسلمانوں) کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہی تھی۔ اور اللہ جس کی چاہتا ہے اپنی تائید سے مدد کرتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے جو آنکھیں (بصیرت کی) رکھتے ہیں بڑی عبرت ہے۔ (سورۂ ال عمران۔ ۲)

مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتوں کا نزول

غزوۂ بدر اور بعض دوسرے غزوات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے نازل کئے۔ یہ مقدس آسمانی مخلوق کئی صحابہ کرام نے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں لگاتار ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔ اور یہ تو اللہ نے فقط خوشخبری دی تاکہ تمہارے دل مطمئن ہوں ورنہ فتح تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اللہ زور آور ہے حکمت والا) (سورۂ انفال۔ ۱)

غلبۂ روم کی پیشینگوئی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب سے متصل ایران اور روم کی نہایت طاقتور اور قدیم حکومتیں قائم تھیں۔ ایران کا

بادشاہ خسرو اور روم کا حکمران ہرقل تھا۔ یہ دونوں حکومتیں ایک دوسرے کی حریف تھیں اور ان میں وقتاً فوقتاً لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ لیکن ۶۱۳ء میں ان دونوں کے درمیان ایک انتہائی خوفناک جنگ شروع ہو گئی جو اپنی شدت اور وسعت میں پہلی تمام لڑائیوں سے کہیں زیادہ تھی۔ اس وقت بعثتِ نبوی کا پانچواں سال تھا۔ ایرانی آتش پرست تھے ان کے عقائد مشرکینِ مکہ کے عقائد سے مماثلت رکھتے تھے۔ دوسری طرف رومی دینِ مسیحی کے پیرو تھے اور اہلِ کتاب تھے۔ اس لئے مسلمانوں کو قدرتی طور پر اہلِ کتاب رومیوں سے ہمدردی تھی اور مشرکینِ مکہ کی دلی ہمدردیاں ایران کے آتش پرستوں کے ساتھ تھیں۔ اس جنگ میں خونریز لڑائیوں کے ایک لامتناہی سلسلے میں ایرانیوں نے رومیوں کو پے در پے شکستیں دیں۔ اور انہوں نے ارضِ شام کا ایک ایک شہر رومیوں سے چھین لیا حتیٰ کہ عیسائیوں کے مقدس ترین شہر یروشلم پر بھی درفش کاویانی لہرانے لگا۔ ایرانی فتوحات کا سیلاب یہیں نہیں رکا بلکہ اس نے پورے مصر اور ایشیائے کوچک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور ایرانی لشکر فتح کا پرچم اڑاتا ہوا فرمانروائے روم کے دارالسلطنت قسطنطنیہ کے سامنے جا کر خیمہ زن ہو گیا۔ انہوں نے شہنشاہِ روم سے مطالبہ کیا کہ ایک ہزار باکرہ لڑکیاں، ایک ہزار گھوڑے، ایک ہزار ٹالنٹ سونا، ایک ہزار ٹالنٹ چاندی، ایک ہزار حریر کے تھان ایرانیوں کے حوالہ کریں اور خراج میں ایک بہت بڑی رقم ادا کیا کریں۔ رومیوں نے ان شرمناک شرائط کو

قبول کر لیا۔ لیکن کجلاہِ ایران کی اس سے بھی تسلّی نہ ہوئی اور اس نے کہا کہ جب تک ہرقل پا بہ زنجیر میرے تخت کے نیچے آ کر مجوسیت قبول نہ کرے میں رومیوں سے صلح نہ کروں گا۔ ایرانیوں کی کامیابی پر مشرکین مکّہ نے خوب خوب خوشیاں منائیں اور مسلمان جو پہلے ہی قریش کے جور و ستم کی چکی میں پس رہے تھے۔ اہل کتاب عیسائیوں کی شکست سے سخت دل گرفتہ اور ملول ہوئے۔ یکایک ان مایوس کن حالات میں اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک پر سورۂ روم کی یہ آیات جاری کر دیں۔

(رومی قریب تر زمین میں مغلوب ہو گئے۔ لیکن وہ چند سال ہی مغلوب ہو جانے کے بعد پھر غالب ہوں گے۔ خدا ہی کے ہاتھ میں پہلے اور پیچھے سب اختیار ہے اور اس دن مسلمان خدا کی مدد سے خوش ہوں گے۔ وہ جس کی چاہے مدد کرے۔ وہ غالب رحم والا ہے۔ خدا کا وعدہ خدا اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا) (سورۂ روم ـ ع ۱)

یہ پیشینگوئی جس قدر واضح اور غیر مبہم تھی۔ واقعات کے لحاظ سے اسی قدر ناقابلِ یقین تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بغلیں بجانے والے مشرکین کو بآوازِ بلند یہ پیشینگوئی سنائی۔ مشرکین نے کہا کہ اس پیشینگوئی کے پورا ہونے کے لئے کوئی وقت مقرر کرو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے قیاس کے مطابق پانچ سال کی مدّت مقرر کی۔ لیکن حضورؐ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بضع کا لفظ ۳ سے ۹ تک بولا جاتا ہے اس لئے

وقت اسی کے مطابق مقرر کرنا چاہیے تھا۔ چنانچہ یہ پیشینگوئی سورہ روم کے نازل ہونے کے نویں سال غزوۂ بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی۔ مغلوب رومی خوابِ غفلت سے چونکے۔ ہرقل کی طبیعت میں انقلاب پیدا ہو گیا اور وہ اہلِ روم کی قیادت کرتا ہوا مغرور ایرانیوں پر اس زور شور سے حملہ آور ہوا کہ ان کے قدم کہیں بھی نہ ٹک سکے۔ ہرقل نے ان سے اپنا ایک ایک شہر واپس لے لیا اور ان کو شکستوں پر شکستیں دیتا اندرونِ فارس کی طرف دھکیلتا گیا حتیٰ کہ وہ کامل طور پر مغلوب ہو گئے۔ اس وقت مسلمانوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا اور مشرکین غم و اندوہ سے نڈھال تھے تاہم جن کو اللہ تعالیٰ نے عقلِ سلیم دی تھی وہ اس واضح نشان اور عظیم الشان معجزے کو دیکھ کر شرک سے تائب ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ قرآن کریم کی اس واضح پیشینگوئی اور اس کے پورا ہونے کا اعتراف غیر مسلم مورخین نے بھی کیا ہے

غزوۂ احزاب کی خبر

غزوۂ احزاب میں کفارِ عرب نے متحد ہو کر مدینہ منورہ پر یلغار کر دی تھی۔ سردرِ کونین ﷺ نے مسلمانوں کو اس طاغوتی یلغار کی خبر بہت پہلے دے دی تھی۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے خود اپنی آنکھوں سے متحدہ عرب قبائل کے سیلاب کو دیکھ لیا تو ان کے ایمان میں اور پختگی آ گئی۔ سورۂ احزاب میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

اور جب مومنین نے ان متحدہ حملہ آور قبیلوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہی وہ ہے جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسولؐ نے کیا تھا خدا اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا تھا اور اس واقعہ نے ان کو ایمان اور اقرار میں اور زیادہ پختہ کر دیا)

کفّار پر آندھی کا عذاب

غزوۂ احزاب میں مشرک قبائل نے متحدہ ہو کر اس سختی سے مدینہ منوّرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا کہ مسلمان نماز بھی وقت پر نہیں پڑھ سکتے تھے۔ یہود مدینہ نے بھی ان سے ساز باز کر لی تھی اور مسلمان اندر اور باہر ہر طرف سے مہیب خطرات میں گھرے ہوئے تھے دشمنوں نے تہیہ کر رکھا تھا کہ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر دم لیں گے۔ لیکن بیس دن کے محاصرہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی نصرت مسلمانوں کے لئے آ پہنچی۔ اس زور کی آندھی چلی کہ زمین اور آسمان تاریک ہو گئے۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ محاصرین کے خیمے اکھڑ گئے۔ چولہوں پر ان کی ہانڈیاں الٹ گئیں اور پھر ایسی شدید سردی پڑی کہ دشمن یخ بستہ ہو کر رہ گئے اور انہیں محاصرہ اٹھا کر بھاگنے کے سوا اور کوئی راہ نہ سوجھی۔ قرآن کریم میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(مسلمانو! یاد کرو اپنے اوپر خدا کی اس نعمت کو کہ جب فوجوں نے تم پر حملہ کیا اور ہم نے ان پر ہوا اور ایسی فوجیں بھیجیں جن کو تم نے نہیں

دیکھا اور جو تم کر رہے تھے خدا اسی کو دیکھ رہا تھا) (سورہ احزاب - ع ۲)

غزوۂ حنین میں نصرت

غزوۂ حنین میں لشکرِ اسلام میں بہت سے نومسلم بھی شامل تھے۔ انہیں اپنی کثرتِ تعداد پر ناز تھا۔ لیکن جب بنو ہوازن کے تیراندازوں نے گھات لگا کر ان پر تیروں کی بارش کی تو ان کے قدم اکھڑ گئے اور اپنے ساتھ قدیم الاسلام مسلمانوں کی صفوں میں بھی انہوں نے ابتری پیدا کر دی تاہم حضورؐ اپنی جگہ پر چند جاں نثاروں کے ساتھ کوہ استقلال بن کر کھڑے رہے۔ آپؐ کے حکم سے حضرت عباسؓ نے مہاجرین اور انصار کو بلند آواز سے واپس آنے کو کہا وہ پلٹے تو حضورؐ نے خاک کی ایک مٹھی زمین سے اٹھا کر کافروں کی طرف پھینکی۔ ایکا ایکی جنگ کا نقشہ پلٹ گیا اور بنو ہوازن کو عبرت ناک شکست ہوئی۔

سورۂ توبہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

(اللہ نے بہت سے مواقع پر تمہاری نصرت کی اور حنین کے دن جب تمہاری کثرتِ تعداد نے تم کو مغرور بنا دیا تھا۔ تو یہ کثرت تمہارے کسی کام نہ آئی اور زمین تم پر اپنی فراخی کے باوجود تنگ ہو گئی۔ پھر پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین اپنے رسول پر اور مومنوں پر نازل کی اور وہ فوجیں اتاریں جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کفر کرنے والوں کو پوری سزا دی) (سورۂ توبہ - ع ۴)

مدینہ میں پیش آنے والے مصائب کی اطلاع

ہجرتِ مدینہ کے بعد بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں کے تمام مصائب کا خاتمہ ہو گیا لیکن فی الحقیقت ابھی مسلمانوں کو ہولناک مصائب سے دوچار ہونا تھا۔ جس میں کفّار سے خوفناک لڑائیاں محصوری، تنگدستی، فاقہ کشی ہر قسم کے مصائب شامل تھے۔ ان واقعات کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی رسولِ اکرمؐ کو دے دی فرمایا:۔

(اور ہم یقیناً تم کو کسی قدر خوف، فاقہ اور جانوروں کی اور مال اور پھلوں کی کمی کی مصیبتوں سے آزمائیں گے) (سورۂ بقرہ۔ ع ۱۹)

قبائلِ عرب کی ہزیمت کی پیشینگوئی

جس زمانہ میں مٹھی بھر علمبردارانِ توحید کفّارِ عرب کا ہدفِ ستم بنے ہوئے تھے اور کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آ سکتی تھی کہ ایک دن خدائے واحد کے یہی پرستار قبائلِ عرب کی متحدہ قوت کو شکست دیں گے۔ قرآن کریم نے پیشینگوئی کی کہ عنقریب قبائلِ عرب کی مخالفانہ قوت کو توڑ دیا جائے گا۔

(کیا وہ کفّار کہتے ہیں کہ ہم سب ایک ہیں اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ یہ جمعیت عنقریب توڑ دی جائے گی اور وہ پشت پھیریں گے)
(سورۂ قمر۔ ع ۳)

فتح مکّہ کی پیشینگوئی

مسلمانوں نے جس بے سر و سامانی کا عالم میں مکہ سے ہجرت کی اور پھر مدینہ منورہ میں انہیں جن مصائب سے دو چار ہونا پڑا ان کے پیش نظر یہ بات ناممکن سی معلوم ہوتی تھی کہ مسلمان ایک دن مکہ میں فاتحانہ داخل ہوں گے۔ لیکن فتح مکّہ سے کئی سال پہلے مسلمانوں کو بشارت دی گئی کہ وہ ایک دن اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹیں گے۔ سورۂ قصص میں ارشاد ہوا۔

جس نے تجھ پر قرآن فرض کیا وہ تجھ کو ٹھکانے کی طرف پھر لوٹا کر لے جانے والا ہے) (سورۂ قصص - ع ۹)

خلافتِ ارض کا وعدہ

صرف یہی نہیں کہ بے سر و سامانی کے عالم میں مسلمانوں کو فتح مکّہ اور قبائل عرب پر غلبہ کی بشارتیں دی گئیں بلکہ انہیں دینی و دنیاوی بادشاہت کی خوشخبری دی گئی اس وقت کسی کے تصور میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ چند سال بعد یہ پیشینگوئی عملی جامہ پہن لے گی۔ ارشاد ہوا۔

(تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین کا خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے تم سے پہلے کے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور جو دین ان کے لئے پسند کیا ہے اس کو مستحکم کر دے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا) (سورۂ نور - ع ۷)

روم اور ایران پر غلبہ پانے کی خبر

عرب کے مشرکین اور یہود سے کہیں زیادہ طاقتور روم اور ایران کی قدیم سلطنتیں تھیں۔ چند سال بعد مسلمانوں کو ان سے بھی پالا پڑنے والا تھا۔ بے سروسامان مسلمانوں کو سرورِ کائناتؐ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی کہ ایک دن دینِ حق ان طاقتور حکومتوں پر بھی غالب آئے گا۔ ارشاد ہوا۔

(وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا ہے تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غلبہ عطا کرے) (سورۂ صف۔ ع ۱)

چنانچہ اس آیت کے نازل ہونے کے چند سال بعد مسلمانوں نے روم کی عیسائی اور ایران کی مجوسی سلطنتوں کے تختے الٹ کر رکھ دیئے۔

روم اور ایران سے جنگ کے نتیجہ کی خبر

اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں رومیوں اور ایرانیوں سے پیش آنے والی جنگوں کے نتیجہ کی خبر سورۂ فتح کی اس آیت میں دی گئی۔

(اے پیغمبرؐ کہہ دیجئے جہاد میں جان چرانے والے اعرابیوں (بدوؤں) سے کہ تم کو ایک بہت طاقتور قوم سے جنگ کرنے کے لئے بلایا جائے گا تم لوگ ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہوں گے)

(سورۂ فتح۔ ع ۲)

وصالِ نبوی کی خبر

فتح مکہ کے بعد سورۂ نصر نازل ہوئی۔ اس میں حضورؐ کو فتح پر شکر کی بجائے توبہ و استغفار کی تلقین کی گئی اور توبہ و استغفار کو ہمیشہ وفات سے نسبت ہوتی ہے گویا اس سورہ میں وصال نبویؐ کی خبر دی گئی۔ ارشاد ہوا۔

(جب اللہ کی مدد اور فتح آگئی اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہو رہے ہیں تو خدا کی تسبیح اور استغفار کرو وہ بڑا توبہ کا قبول کرنے والا ہے)

چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حضورؐ نے وصال فرمایا۔

معجزۂ اُمیّت

قرآن مجید میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "اَلنَّبِیَّ الْاُمِّیّ" کہہ کر پکارا گیا ہے۔ چنانچہ سورۂ اعراف میں ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ

(یہ وہ لوگ ہیں (یعنی مسلمان) جو اللہ کے بھیجے ہوئے ناخواندہ پیغمبر کی متابعت کرتے ہیں"

بعض لوگوں نے "امّی" کے معنی "ناخواندہ" کرنے کی بجائے اس کی مختلف تاویلیں کی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ "امّی" کے معنی محاورۂ عرب کے مطابق "ان پڑھ" ہی ہیں یعنی وہ شخص جو لکھا پڑھا نہ ہو۔ اور اس نے ظاہری تعلیم حاصل نہ کی ہو۔ حضورؐ کا اُمّی ہونا فی الحقیقت ایک بہت بڑا معجزہ تھا اور اللہ کے نشانوں میں ایک عظیم نشان تھا۔ آپ کا اُمّی ہونا مصلحتِ الٰہی کے عین مطابق تھا اور مصلحتِ الٰہی یہ تھی کہ قرآن حکیم ایک اُمّیؐ کی زبان سے ادا ہو۔ وہ قرآن حکیم جو اپنی فصاحت و بلاغت میں لاجواب ہے۔ جو اسرار و نکات، حقائق و معارف اور احکام و مواعظ کا خزینہ ہے۔ اور جو ماضی اور مستقبل کے حالات و واقعات کا آئینہ ہے اگر کسی ایسے شخص کی زبان سے ادا ہوتا جس نے اپنے وقت کے علماء و فضلا کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ہوتا اور دنیوی تعلیم حاصل کی ہوتی تو کفار کہہ سکتے تھے۔

کہ یہ سب کمال اس کی تعلیم اور استادوں کا ہے۔ لیکن جب، وہ دیکھتے تھے کہ یہ باتیں اس شخص کی زبان سے ادا ہو رہی ہیں جو انہی کی قوم میں پیدا ہوا جو انہی کے درمیان پلا بڑھا اور ظاہری تعلیم اور نوشت و خواند کے داغ سے بالکل پاک ہے تو ان کی زبانیں گنگ ہو جاتی تھیں۔ تاہم بعض بعض باطل پرست اپنی خفت مٹانے کے لئے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ قرآن اور حاملؐ قرآن پر کوئی نہ کوئی لایعنی اعتراض جڑتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراضات کا جواب اس طرح دیا ہے۔

(اے نبی نزولِ قرآن سے پہلے نہ تو آپ نے کوئی کتاب پڑھی تھی۔ اور نہ آپ کو اپنے ہاتھ سے لکھنا ہی آتا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست شبہ کرتے۔ بلکہ یہ کھلی آیتیں ہیں جو ان لوگوں کے سینوں میں ہیں۔ جن کو علم عطا کیا گیا ہے اور ہماری آیات سے صرف گنہگار ہی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس (پیغمبرؐ) پر خدا کی طرف سے نشانیاں کیوں نہیں اتریں۔ کہہ دیجئے کہ نشانیاں اللہ کے قبضہ میں ہیں میں تو کھلا ڈرانے والا ہوں۔ کیا ان کے لئے یہ نشانی کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر کتاب اتاری جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ اس میں ایمان داروں کے لئے رحمت اور نصیحت ہے)

(سورۂ عنکبوت ۔ ع ۵)

ان آیات کا مفہوم بالکل واضح ہے یعنی اگر آپ پڑھے لکھے ہوتے تو مشرکین ضرور شک کرتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی کتابوں سے مضامین کا اقتباس کر کے قرآن بنا لیا ہے۔ لیکن آپ کے ناخواندہ ہونے

کی وجہ سے ان کا شک کرنا یا اعتراض کرنا نری ہٹ دھرمی تھی۔ یہاں یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ انسانوں کے لئے تکبر و انانیت جائز نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے تکبر و انانیت صفت مدح ہے۔ اسی طرح ناخواندہ ہونا عام انسانوں کے لئے تو عیب کا باعث ہے لیکن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صفتِ مدح اور باعث ستائش ہے کہ باوجود ناخواندہ ہونے کے آپؐ کی ذاتِ اقدس میں ایسے علمی اور عملی کمالات ودیعت کئے گئے تھے کہ ان کی مثال کائنات کی کسی بڑی سے بڑی ہستی میں بھی نہیں مل سکتی۔ یہ آپؐ کے برگزیدہ رسولِ برحق ہونے کی ایک زندہ اور دائمی شہادت تھی۔

ایک دفعہ ایک عیسائی نے (جو مشرکین سے ملا ہوا تھا) بظاہر اسلام قبول کر لیا اور حضور سے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھی۔ حضورؐ نے اس کو کتابت وحی کی خدمت تفویض کی۔ کچھ عرصہ بعد وہ مرتد ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں نے محمدؐ کو جو کچھ لکھ کر دیا ہے اس کے سوا (نعوذ باللہ) وہ کچھ نہیں جانتے۔ اس کی افترا پردازی پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور فرشتۂ اجل نے اس کو مزید شر انگیزی کی مہلت نہ دی۔ مرنے کے بعد اس کی لاش کو زمین بھی قبول نہ کرتی تھی۔ دوسری طرف مشرکین نے دیکھ لیا کہ اس بدبخت کے مرنے کے بعد بھی فیضانِ نبوت کا بحرِ زخّار اسی طرح موجزن ہے۔

ایک دفعہ کفّار نے اس شبہ کا اظہار کیا کہ مکہ کا ایک نصرانی غلام حضورؐ کو سکھاتا پڑھاتا ہے۔ حالانکہ بات صرف اتنی تھی کہ یہ نصرانی غلام کبھی کبھی اپنی زبان میں کتب مقدسہ پڑھا کرتا تھا اور حضورؐ راستہ چلتے کبھی اس کے پاس

کھڑے ہو جاتے تھے۔ حضورؐ نہ تو ان کتابوں کی زبان سمجھتے تھے اور نہ وہ غلام عربی جانتا تھا۔ کفار کے اس بے جا شبہ کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس طرح دیا۔

(اور ہم کو بالتحقیق یہ علم ہے کہ یہ مشرکین کہتے ہیں کہ محمدؐ کو کوئی آدمی تعلیم دیتا ہے۔ جس شخص کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن فصیح عربی زبان میں ہے) (سورۂ نحل۔ ع ۱۴)

غرض یہ کہ حضورؐ کا اُمّی ہونا ایک عظیم الشان معجزہ تھا۔ آپؐ اُمّی تھے لیکن اتنا بلند معیارِ اخلاق (اسوۂ حسنہ) پیش کیا کہ قیامت تک اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ حضورؐ نے فلسفۂ اخلاق کے وہ مسائل حل کئے کہ ارسطو اور افلاطون کا طائرِ خیال بھی وہاں تک نہ پہنچا تھا۔ حضورؐ کی روحانی اور اخلاقی تعلیمات نے ظلمت کدۂ جہان میں ایسی شمع روشن کی جو ابدالآباد تک نور افشاں رہے گی۔ اسے معجزہ کے سوا کچھ اور کہنا ناممکن ہے۔

معجزۂ شقِ قمر

شقِ قمر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم معجزہ ہے اس معجزہ کے ثبوت میں نہ صرف اجل صحابہؓ کی مستند اور متواتر روایات موجود ہیں بلکہ قرآن کریم بھی اس کی شہادت دیتا ہے سورۂ قمر میں ارشاد ہوا ہے۔

(قیامت نزدیک آگئی اور چاند پھٹ گیا اور کفار جب کوئی بڑا نشان دیکھیں تو اس سے اعراض ہی کریں اور کہیں یہ تو جادو ہے جو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے) (سورۂ قمر - ع ۱)

شقِ قمر کا واقعہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، مسند احمد بن حنبل، مستدرک حاکم، مسند طیالسی، دلائل بیہقی اور دلائل ابونعیم میں تفصل کے ساتھ درج ہے۔ اس کے راویوں میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، انس بن مالکؓ علی کرم اللہ وجہہ، حذیفہ بن یمانؓ اور جبیر بن مطعمؓ جیسے صحابۂ کبار شامل ہیں۔ اس سلسلہ کی چند روایات درج ذیل ہیں۔

۱ - حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا پہاڑ کے ادھر اور دوسرا اس سے نیچے تھا رسول اللہ نے فرمایا۔ دیکھو گواہ رہنا۔ (صحیحین)

۲ - حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اہل مکہ (کفار) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپؐ ان کو کوئی بڑا نشان دکھائیں۔ آپؐ نے انہیں چاند کا پھٹنا دکھایا اس کے دو ٹکڑے تھے ایک حرا کے اس طرف تھا دوسرا اس طرف۔ (صحیحین)

۳ - حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دن کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو کر کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو ہمیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں ایک ٹکڑا ابوقبیس پر رہے اور دوسرا قعیقعان پر چودھویں رات تھی۔ پورا چاند تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معجزہ کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ فوراً ہی چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ نصف حصہ ابوقبیس پر چلا گیا اور نصف حصہ قعیقعان پر چلا گیا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ تم لوگ گواہ رہو۔ (ابونعیم)

۴ - ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے الفاظ یہ ہیں

"ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ چاند پھٹ گیا اور اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ گواہ رہو

(صحیحین۔ جامع ترمذی)

۵ - ایک دوسری جگہ حضرت انس بن مالکؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

" اہلِ مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نشان طلب کیا تو

چاند مکہ میں دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس پر یہ آیت اُتری۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

(قیامت آ گئی اور چاند پھٹ گیا)

۶۔ شقِّ قمر کی جو روایت حضرت جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ معجزہ شقِّ قمر کو دیکھ کر کفار نے کہا کہ محمدؐ نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ دوسروں نے کہا کہ اگر ہم پر جادو کر دیا ہے تو تمام آدمیوں پر تو وہ جادو نہیں کر سکتے (مسند احمد حنبل)

واقعہ شقِّ قمر کے بارے میں تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ قبل از ہجرت (۹ نبوت میں) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کو مکہ میں منیٰ کے مقام پر تھے کہ رؤسائے قریش ابوجہل ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ آپ کے پاس آئے اور مطالبہ کیا کہ اگر تم سچے ہو تو چاند کے دو ٹکڑے کر دو۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کر دوں تو کیا تم ایمان لے آؤ گے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ایمان لے آئیں گے۔ رسول اکرمؐ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ یہ بات ہو جائے چنانچہ فوراً چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ آپؐ نے وہاں پر موجود صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ گواہ رہو۔ پھر آپؐ نے بآوازِ بلند ہر ایک مشرک کا نام لے کر فرمایا اے فلاں، اے فلاں گواہ رہو۔ ان لوگوں نے بھی اچھی طرح دیکھ لیا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔ اور کوہِ حرا ان دونوں کے درمیان تھا کفار میں سے کچھ نے کہا کہ یہ محمدؐ کا جادو ہے۔ دوسروں نے کہا کہ اگر ہم پر یہ جادو کر دیا گیا ہے تو دنیا میں اور لوگ بھی

ہیں ان پر تو جادو نہیں کیا گیا۔ مسافروں کو دوسرے مقامات سے آنے دو ان سے پوچھو کہ انہیں بھی چاند کے دو ٹکڑے نظر آئے ہیں۔ جب باہر کے مقامات سے مسافر مکہ میں وارد ہوئے تو انہوں نے بھی شقِ قمر کی تصدیق کی۔ لیکن رؤسائے قریش کے دلوں پر تالے پڑ چکے تھے وہ اس پر بھی دولت ایمان سے محروم رہے۔

مخالفین اسلام معجزۂ شق القمر پر اعتراض کرتے ہیں کہ دنیا کے دوسرے ممالک کی تواریخ میں اس قدر اہم واقعہ کا مطلق ذکر نہیں ہے۔ علمائے اسلام نے اس اعتراض کا مسکت جواب دیا ہے کہ ایک ملک کے واقعہ کا دوسرے ممالک کی تواریخ میں درج نہ ہونا اس واقعہ کے سرے سے انکار کر دینے کے لئے محکم دلیل نہیں ہے۔ ہندوؤں کی رامائن اور مہابھارت کے قصوں کا ایک لفظ بھی کسی دوسرے ملک کی تاریخ میں نہیں پایا جاتا۔ حضرت عیسیٰؑ کے محیر العقول معجزات کا ذکر ان کے معاصر رومی مورخین نے مطلقاً نہیں کیا تو کیا ان سب کا سرے سے ہی انکار کر دیا جائے! دوسری غور طلب بات یہ ہے کہ یہ معجزہ کافی رات گئے واقع ہوا تھا۔ اور تھوڑی دیر رہا تھا۔ دنیا کے تمام مکامات پر وقت یکساں نہیں ہوتا اور نہ موسم ہی ایک جیسا ہوتا ہے۔ کسی جگہ دن ہوتا ہے کسی جگہ رات۔ کہیں شام ہوتی ہے کہیں صبح۔ کسی جگہ چاندنی ہوتی ہے کسی جگہ گھپ اندھیرا۔ کہیں ابر ہوتا ہے کہیں آندھی اور پھر ہر شخص کی نگاہ آسمان پر نہیں ہوتی۔ اس لئے دوسرے ممالک کی تاریخوں میں اس واقعہ کا ذکر نہیں ہے تو اس سے اس

کا عدم وقوع کسی طرح ثابت نہیں ہوتا۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ نے ایک رسالہ "دفع اعتراضات معجزہ شق القمر" لکھا ہے اس میں نہایت محکم دلائل کے ساتھ منکرین کے اعتراضات کا رد کیا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے سیرت نگاروں نے بھی نہایت شرح وبسط کے ساتھ مخالفین کے شبہات کے جواب دیئے ہیں۔

معجزۂ شقّ صدر

شقِ صدر یا شرحِ صدر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک کا ایک مہتم بالشان واقعہ ہے۔ قرآن کریم اس کی شہادت یوں دیتا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

(اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہم نے تیرے سینہ کو کھول نہیں دیا)

معجزۂ شقِ صدر نہایت مستند اور صحیح روایتوں سے ثابت ہے۔ البتہ اس واقعہ کی بعض جزئیات اور وقتِ انعقاد کے بارے میں اختلاف ہے بعض روایات کے مطابق یہ واقعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صغر سنی میں پیش آیا۔ اس وقت آپؐ کی عمر چار یا پانچ برس کی تھی۔ اور آپؐ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے ہاں پرورش پا رہے تھے۔ دوسری روایتوں کے مطابق یہ واقعہ حضورؐ کو معراج کے موقع پر پیش آیا۔ ان کے علاوہ کچھ اور روایتوں میں اس واقعہ کا مختلف وقت بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ان روایتوں کو درجۂ استناد حاصل نہیں ہے۔ اس لئے ہم پہلی دو قسم کی روایتوں پر انحصار کریں گے۔ شقِ صدر سے مراد یہ ہے کہ رسولِ اکرمؐ کے سینہ مبارک کو چاک کر کے اس کو بشری آلودگیوں سے پاک کیا گیا اور اس میں ایمان و حکمت بھر دیئے گئے۔ اس سلسلہ کی مشہور روایات یہ ہیں۔

۱ - عتبہ بن عبد السلمیؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ ایک دن میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے گیا۔ کھانا ہمارے ساتھ نہ تھا۔ میں نے بھائی کو ماں (حلیمہ سعدیہ) کے پاس کھانا لانے کے لئے بھیجا۔ اس کے جانے کے بعد میں نے دیکھا کہ گدھ کی طرح کے دو پرندے آئے ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہی ہے، دوسرے نے کہا ہاں پھر دونوں نے لپک کر مجھے پکڑ لیا اور زمین پر لٹا کر میرا پیٹ چاک کیا اور اس میں سے دو سیاہ جمے ہوئے خون کے قطرے نکالے اور برف اور ٹھنڈے پانی سے دھویا۔ اس کے بعد ایک نے کہا کہ تسکین قلبی لاؤ اور اس کو لا کر میرے سینہ میں چھڑک دیا اور پھر دونوں چلے گئے۔ میں ڈرا اور اپنی ماں (حلیمہ رضؓ) کے پاس گیا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ وہ ڈر گئیں اور گمان کیا کہ بچے کے دماغ پر کچھ اثر ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا میں تم کو خدا کی پناہ میں دیتی ہوں۔ پھر وہ مجھے اونٹ پر بٹھا کر میری والدہ (حضرت آمنہؓ) کے پاس لائیں۔ والدہ نے کہا کہ تم نے میری امانت پوری طرح ادا کی۔ حلیمہ رضؓ نے ان کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے مطلق کسی خوف یا تعجب کا اظہار نہیں کیا۔ اور کہا کہ اس بچے کی ولادت کے وقت میں نے دیکھا تھا کہ ایک نور میرے بدن سے نکلا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔

(مستدرک حاکم۔ مسند دارمی۔ مسند احمد حنبل)

۲۔ حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لڑکوں

کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرئیلؑ آئے اور آپؐ کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا۔ پھر آپؐ کے سینہ مبارک کو چاک کر کے اس میں سے قلب مبارک نکالا۔ اس میں سے ذرا سا منجمد خون نکالا اور کہا کہ یہ شیطان کا حصّہ تھا پھر قلب مبارک کو سونے کے طشت میں آب زمزم سے دھویا۔ پھر شگاف کو جوڑ دیا اور قلب مبارک کو اپنی جگہ پر رکھ کر سینے کو ٹانکے لگا دیئے۔ لڑکے دوڑتے ہوئے آپؐ کی ماں (حلیمہ سعدیہ) کے پاس گئے اور کہا کہ محمدؐ قتل کر ڈالے گئے لوگ آپؐ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ رخ اقدس کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ رسولِ اکرمؐ کے سینۂ مبارک میں زخم کے ٹانکے ہم کو نظر آتے تھے۔

(صحیح مسلم، مسند احمد حنبل۔ دلائل ابو نعیم)

۲ - حضرت علی بن عبد اللہ بن عباسؓ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے جنگل جایا کرتے تھے۔ ایک دن دوپہر کے وقت آپؐ کا رضاعی بھائی گھبراہٹ کے عالم میں دوڑتا ہوا اپنے والدین کے پاس آیا اور کہنے لگا جلدی چلو ایک آدمی محمدؐ کو اٹھا کر پہاڑ پر لے گیا اور وہاں اس کا سینہ ناف تک چیر دیا۔ اس کے بعد کیا ہوا، مجھے معلوم نہیں یہ سن کر حلیمہؓ اور ان کے شوہر دوڑے ہوئے گئے دیکھا تو رسول اکرمؐ پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھے حیرت سے آسمان کی طرف تک رہے تھے۔ حلیمہ نے حضورؐ کو سینہ سے لگا لیا اور حال دریافت کیا۔

آپؐ نے فرمایا کہ ہم دونوں بھائی بکریوں کے پاس کھڑے تھے کہ یکایک تین آدمی آئے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں زمرد کا طشت تھا جس میں برف تھی اور دوسرے کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ تھا یہ تینوں مجھے پکڑ کر پہاڑی کی چوٹی پر لے آئے اور احتیاط سے لٹا کر ایک شخص نے میرا سینہ ناف تک چیر دیا۔ مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی پھر اس نے میرے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر آنتیں اور دوسری چیزیں باہر نکالیں ان کو برف سے خوب اچھی طرح دھویا اس کے بعد ان سب چیزوں کو پیٹ کے اندر رکھ دیا۔ پھر دوسرا آدمی میرے قریب آیا اور اس نے میرے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر میرا دل نکالا۔ اس کو چاک کیا تو اس میں سے خون کا ایک سیاہ قطرہ نکلا۔ اس نے قطرے کو پھینک دیا اور مجھ سے کہا اے اللہ کے حبیب آپ کے قلب مبارک میں جو شیطان کا حصّہ ہے اس کو نکال دیا ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے میرے سینے میں کوئی چیز بھر دی جو اس کے پاس موجود تھی۔ پھر اس پر نور کی مُہر لگا دی۔ اس وقت مجھے بھی اس مُہر کی ٹھنڈک اپنے بدن میں محسوس ہو رہی ہے۔ اس کے بعد تیسرے شخص نے ان دونوں سے کہا کہ تمہارا کام ختم ہو چکا۔ پھر وہ آگے بڑھا اپنا ہاتھ میرے سینے پر ناف تک پھیرا اور کہا ان کو ان کی اُمّت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ ان دونوں نے دس آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا تو میں ان سے وزنی نکلا۔ پھر اس نے کہا انہیں چھوڑ دو

اگر ان کا ساری اُمت کے ساتھ وزن کردگے تو پھر بھی یہ ان سے بھاری ہوں گے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے مجھے اٹھا کر بٹھا دیا اور میرے سر اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر کہا۔ اے اللہ کے حبیب آپ ہرگز خوف نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا ہے۔ اس کے بعد وہ تینوں آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ حلیمہ یہ سن کر آپ کو گود میں اٹھا کر لے آئیں۔ الخ (مسند بیہقی)

۴۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ ایک رات رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں استراحت فرما تھے۔ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں لیکن دل بیدار تھا۔ یکایک حضرت جبرئیلؑ چند دوسرے فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور حضورؐ کو اٹھا کر چاہ زمزم کے پاس لے گئے۔ وہاں آپ کا سینۂ مبارک چاک کر دیا اور اُسے آبِ زمزم سے دھویا پھر ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا سونے کا ایک طشت لایا گیا اور اس طشت سے ایمان اور حکمت کو لے کر آپ کے سینۂ مبارک میں بھر دیا گیا اور شگاف کو جوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد فرشتے آپؐ کو لے کر آسمان کی طرف پرواز کر گئے (جو اصحاب معراج کے موقع پر شقِ صدر کا واقعہ تسلیم کرتے ہیں وہ اسی روایت سے دلالت کرتے ہیں)

(صحیحین، نسائی، مسند احمد حنبل)

اسراء یا معراج النبیؐ

اسراء یا معراج کا مفہوم اور اہمیت

اسراء یا معراج رسولِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ اقدس کا اہم ترین واقعہ اور ایک عظیم الشان معجزہ ہے جو انسانی قیاس عقل اور استنباط کی سرحد سے بالاتر ہے۔ اسرار کے معنی رات کو چلانے یا لے جانے کے ہیں۔ چونکہ معراج حضورؐ کو رات کے وقت ہوئی اس لئے قرآن کریم نے اسے اسراء کہہ کر پکارا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

(پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں نازل کر رکھی ہیں تاکہ ہم اپنے بندہ کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ وہی خدا دیکھنے والا اور سننے والا ہے) (سورۂ بنی اسرائیل ۔ ۱)

اس معجزہ کو معراج اس لئے کہتے ہیں کہ یہ لفظ عروج سے نکلا ہے جس کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں۔ چونکہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضورؐ نے فرمایا عُرِجَ بِیْ یعنی مجھ کو اوپر چڑھایا گیا اس لئے اس کا نام معراج پڑ گیا۔

قرآن کریم میں تو معراج کا ذکر محض اشارۃً کیا گیا ہے لیکن کتب تفسیر اور

احادیث وسیر میں یہ واقعہ نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہے اور کثیر التعداد صحابہ کرامؓ نے اسے روایت کیا ہے۔ ان میں حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت مالک بن صعصعہؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ جیسے اکابر صحابہؓ وصحابیاتؓ نے اس واقعہ کی بعض جزئیات بیان کی ہیں یا اس کے مختلف پہلوؤں پر اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ ان میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت ابوایوب انصاریؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابوامامہ باہلیؓ، حضرت بریدہ اسلمیؓ، حضرت سمرہ بن جندبؓ، حضرت ام ہانیؓ بنت ابی طالب، حضرت شداد بن اوسؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ، حضرت صہیبؓ اور حضرت ابوحبہؓ بخاری شامل ہیں۔

واقعۂ معراج کی بعض جزئیات میں راویوں میں قدرے اختلاف ہے لیکن یہ اتنا اہم نہیں کہ اصل واقعہ پر اثر انداز ہو سکے۔ معراج کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ لامکان میں وہاں تک رسائی حاصل ہوئی جہاں تک آج تک نہ کوئی گیا نہ جا سکے گا۔ اور جو مشاہدات آپ نے وہاں کئے وہ دوسرے مقربان الٰہی کی حدِ نظر سے باہر تھے۔

معراج سے متعلق تمام مستند روایتوں کا خلاصہ ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

معراج نبویؐ کا زمانہ اور دن

معراج النبیؐ کے زمانہ اور دن کے بارے میں ارباب سیر میں اختلاف ہے البتہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ یہ بعثت اور آغاز وحی کے بعد اور ہجرت مدینہ سے پہلے کا واقعہ ہے جو مکہ معظمہ میں پیش آیا۔ رہا اس کا زمانہ اور تاریخ تو اس ضمن میں دو روایتیں زیادہ مستند اور وزنی ہیں۔ ایک کے مطابق معراج نبوّت کے بارھویں سال ۲۷ر رجب کو بروز دوشنبہ ہوئی۔ دوسری کے مطابق یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے ربیع الاوّل میں پیش آیا۔

معراج النبیؐ کے مبادیات

ایک رات حضورؐ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم حطیم میں استراحت فرما تھے۔ حطیم یا حجر کعبہ سے متصل شمال میں ایک کھلی جگہ کا نام ہے۔ پہلے یہ جگہ کعبہ میں شامل تھی لیکن نبی اکرمؐ کی بعثت سے چند سال پہلے کعبہ کی عمارت سیلاب سے گر گئی۔ قریش نے اسے دوبارہ تعمیر کرنا چاہا تو سرمایہ کی کمی کی وجہ سے اتنی جگہ کھلی چھوڑ دی گئی۔ قریش کے نوجوان اور رؤسا اکثر رات کو یہاں سوتے تھے۔ حضورؐ بیداری اور خواب کی درمیانی حالت میں تھے کہ آپ نے دیکھا کہ آپ کے گھر کی چھت شق ہوئی اور حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے ان کے ساتھ کچھ اور فرشتے بھی تھے (بعض ارباب سیر نے صرف

حضرت جبریلؑ کا نزول بیان کیا ہے اور بعض نے تخصیص کے ساتھ لکھا ہے کہ ان کے ساتھ حضرت میکائیلؑ اور اسرافیلؑ بھی تھے۔ اسی طرح بعض روایتوں میں ہے کہ حضورؐ اپنے خانہ اقدس میں استراحت فرما تھے اور حضرت جبریلؑ آپ کو اٹھا کر حطیم میں لے گئے۔

شقِّ صدر

حضرت جبریلؑ حضورؐ کو چاہِ زمزم کے پاس لے گئے اور آپ کے سینہ مبارک کو چاک کر کے اس میں سے قلبِ اطہر نکالا اس کو آبِ زمزم سے دھویا۔ پھر سونے کا ایک طشت جو ایمان و حکمت سے معمور تھا لایا گیا۔ جبریلؑ نے آپؐ کے قلب مبارک کو اس طشت سے ایمان و حکمت لے کر بھر دیا اور پھر اسے اس کے اصلی مقام پر رکھ کر سینہ برابر کر دیا۔

براق کی آمد

اس کے بعد حضورؐ کی سواری کے لئے براق لایا گیا۔ یہ سفید رنگ کا ایک چارپایہ تھا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے کسی قدر بڑا تھا۔ اس کی پیٹھ خوب لمبی تھی اور کان بھی بہت لمبے تھے۔ یہ زین اور لگام سے آراستہ تھا۔ (ابن سعد کی روایت کے مطابق براق کی رانوں پر دو پر تھے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق اس کے پاؤں دونوں پہلوؤں پر تھے) یہ اس قدر تیز رفتار تھا کہ اس کا ہر قدم منتہائے نظر تک پہنچتا تھا۔ بعض محققین کا بیان ہے کہ اس

جانور کو اس کی انتہائی سُرعتِ رفتار کی وجہ سے براق کہا جاتا ہے۔ یعنی اسے "برق" بجلی سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ جس کی شرح رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔

ترمذی کی ایک روایت کے مطابق جب حضورؐ براق پر سوار ہونے لگے تو اس نے شوخی کی۔ جبریلؑ نے اس سے کہا "خبردار آج تک کوئی ایسی ہستی جو خدائے قدوس کے نزدیک ان سے زیادہ برگزیدہ اور محبوب ہو تجھ پر سوار نہیں ہوئی"۔ یہ سن کر وہ عرقِ ندامت میں غرق ہو گیا۔ اہلِ سیر کہتے ہیں کہ براق کی شوخی دراصل اس کی بے پناہ مسرت کا اظہار تھا کہ اسے سرورِ انبیاء خیرالبشرؐ اپنی سواری کا شرف بخش رہے ہیں۔

ایک روایت ہے کہ جبریلؑ نے براق کی رکاب تھام لی اور میکائیلؑ نے اس کی لگام پکڑ لی اور یوں معراج کے مقدس سفر کا آغاز ہوا۔

بیت المقدس میں ورود

حضورؐ براق پر سوار ہو کر چشم زدن میں بیت المقدس پہنچے اور اس مقام پر اُترے جس کو آج کل "باب محمدؐ" کہتے ہیں۔ آپؐ نے براق کو اس قلابہ میں باندھ دیا جس میں انبیاء علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ پھر آپؐ مسجدِ اقصیٰ میں تشریف لائے۔ وہاں پہلے ہی تمام انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ آپؐ کے خیر مقدم کے لئے جمع تھے۔

انبیاءؑ اور ملائکہ کی امامت

حضرت جبریلؑ نے حضورؐ کا دستِ مبارک پکڑ کر آپؐ کو سب انبیاء اور ملائکہ کے آگے کر دیا۔ آپؐ نے دو رکعت نماز ادا کی اور تمام انبیاء اور ملائکہ نے حضورؐ کی اقتداء کی۔ ایک روایت کے مطابق نماز سے پہلے ایک مؤذن (حضرت جبریلؑ) نے اذان بھی دی۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے مسجدِ اقصیٰ میں حضرت موسیٰؑ، عیسیٰ بن مریمؑ اور ابراہیمؑ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ موسیٰؑ کا قد لمبا، رنگ گندمی اور بال گھونگریالے تھے اور وہ ازدشنوہ قبیلہ کے آدمی معلوم ہوتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کا قد میانہ اور رنگ سُرخ وسپید تھا۔ سر کے بال سیدھے اور لمبے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی حمام سے نہا کر نکلے ہیں۔ وہ شکل وصورت میں عروہ بن مسعود ثقفیؓ (صحابی رئیس طائف) سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی صورت تمہارے رسولؐ (یعنی خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) جیسی تھی۔"

بعض روایتوں میں ہے کہ سرورِ کائناتؐ نے آسمان سے واپسی پر بیت المقدس میں انبیاء اور ملائکہ کو نماز پڑھائی۔ صحیح مسلم میں وقت کی تصریح نہیں کی گئی۔ لیکن مسند احمد حنبلؒ اور سیرت ابن اسحاق کی روایتوں کے مطابق حضورؐ کے آسمان پر جانے سے پہلے ہی انبیاء نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

حضورؐ کا دودھ نوش فرمانا

سرورِ کائناتؐ نماز سے فارغ ہو کر مسجد اقصےٰ سے باہر نکلے تو جبریلؑ نے آپؐ کے سامنے دو پیالے پیش کئے۔ ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ۔ حضورؐ نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا۔ جبریلؑ نے کہا کہ آپؐ نے فطرت کو اختیار فرمایا۔ اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھا لیتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی۔

زمین سے آسمان تک کا سفر

اس کے بعد حضورؐ نے جبریل علیہ السلام کے ساتھ زمین سے آسمان تک کا سفر کیا۔ یہ سفر کیسے طے ہوا اس کے متعلق تین مشہور روایتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ حضورؐ براق پہ ہی سوار ہو کر آسمان پر تشریف لے گئے۔ دوسری یہ کہ آپؐ کے سامنے ایک مرصع سیڑھی لگائی جو جنت الفردوس سے لائی گئی تھی۔ اس کے ذریعہ آپ جبریلؑ کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے۔ براق کو آپؐ نے بیت المقدس میں ہی چھوڑ دیا۔ بیہقی اور ابن اسحاق کی روایتوں میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جب میں بیت المقدس کی مصروفیت سے فارغ ہوا تو میرے سامنے ایک زینہ لایا گیا (جس کے ذریعہ بنی آدم کی روحیں بعد از مرگ چڑھتی ہیں اور اس زینہ سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز مخلوق کی نظر سے نہ گزری ہو گی) اور میرے رفیقِ سفر جبریلؑ

نے مجھ کو اس پر چڑھایا یہاں تک کہ دروازۂ آسمان پر پہنچے۔

تیسری روایت میں براق یا زینہ کا مطلق ذکر نہیں ہے بلکہ صرف اتنا ہے کہ جبریلؑ آپؐ کو ساتھ لے کر آسمان پر پہنچے۔ چنانچہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں حضورؐ سے یہ الفاظ منسوب ہیں۔

فَانْطَلَقَ بِیْ جِبْرَئِیْلُ حَتّٰی اَتَی السَّمَآءَ الدُّنْیَا

(پھر جبریلؑ مجھ کو لے گئے یہاں تک کہ آسمانِ دنیا پر پہنچے)

آسمانِ اوّل پر ورود

جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھی جبریلؑ کی معیت میں آسمانِ دنیا (یعنی پہلے آسمان کے قریب پہنچے تو جبریلؑ نے اس آسمان کے دربان فرشتے سے کہا کہ دروازہ کھولو۔ اس نے پوچھا۔ کون ہے؟ جبریلؑ نے اپنا نام بتایا۔ پھر اس نے پوچھا "تمہارے ساتھ کون ہے؟" کہا "میرے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں"۔ پوچھا "کیا وہ بلائے گئے ہیں؟" کہا "ہاں"۔ دربان نے دروازہ کھول دیا اور کہا مرحبا تشریف لائیے۔ اس خبر کو سن کر اہلِ آسمان مسرور ہوں گے۔ آسمان کا کوئی فرشتہ نہیں جانتا کہ خدائے قدوس اہل زمین کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کا علم نہ بخشے۔ اب حضورؐ آسمان کے اندر داخل ہوئے۔ یہاں آپؐ کو ایک صاحب نظر آئے جن کی داہنی اور بائیں طرف بہت سی دھندلی صورتیں تھیں۔ جب وہ داہنی طرف دیکھتے

تو ہنسنے لگتے جب بائیں طرف دیکھتے تو رونے لگتے۔۔ انہوں نے حضورؐ کو دیکھ کر فرمایا "مرحبا اے فرزندِ صالح۔ اے نبیٔ صالح" حضورؐ نے جبریلؑ سے پوچھا "یہ کون ہیں"؟ جبریلؑ نے کہا "یہ آپؐ کے باپ آدمؑ ہیں۔ ان کے دائیں بائیں جو یہ پرچھائیاں ہیں یہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں۔ داہنی جانب والے جنتی ہیں اور بائیں جانب والے دوزخی ہیں۔ اسی لئے آپ دائیں طرف دیکھ کر ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔ پھر آپؐ کو اس آسمان کی سیر کرائی گئی۔ اس سیر کے دوران میں آپؐ نے وہاں ایک نہر دیکھی جس کے کناروں پر زبرجد اور مروارید کے محل بنے تھے اس میں ہاتھ ڈالا تو اس کی مٹی خالص کستوری کی مانند تھی۔ پوچھنے پر جبریلؑ نے بتایا کہ یہ نہر کوثر ہے جو ربِّ قدوس نے آپ کے لئے مخصوص کر رکھی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں ایک نہر پر پہنچا جس کے کناروں پر یاقوت، مروارید اور زبرجد کے پیالے رکھے تھے۔ یہ نہر یاقوت اور زمرد کے سنگریزوں پر جاری تھی۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید تھا اور وہاں کے برتن سونے اور چاندی کے تھے۔ میں نے ایک برتن لے کر کوثر کا پانی پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیریں اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ جبریلؑ نے کہا کہ یہ نہر کوثر ہے جو اللہ جلّ شانہٗ نے آپ کو عطا فرمائی۔

بیہقی کی روایت کے مطابق حضورؐ نے وہاں ایک چشمہ دیکھا

جس کو سلسبیل کہتے ہیں - اس سے دو نہریں نکلی ہیں ایک نہر کوثر اور دوسری نہر رحمت - ایک اور روایت میں ہے کہ حضورؐ نے وہاں آمنے سامنے دو نہریں بھی دیکھیں - استفسار پر جبریلؑ نے بتایا کہ یہ نیل اور فرات کی سوتیں ہیں

دوسرے آسمان پر ورود

اس کے بعد حضورؐ دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے - اس کے محافظ فرشتے نے بھی دروازہ کھولنے سے پہلے آسمان اوّل کے محافظ کی طرح سوال وجواب کئے اور پھر آپؐ کو اہلاً وسہلاً و مرحبا کہا - یہاں آپؐ کی ملاقات حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی یہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے - جبریلؑ نے کہا - یہ عیسیٰؑ اور یحییٰؑ ہیں ان کو سلام کیجئے - حضورؐ نے ان کو سلام کیا - دونوں نے جواب دیا اور کہا "مرحبا اے برادر صالح و نبی صالح" پھر دونوں نے حضورؐ کے حق میں دعائے خیر کی -

تیسرے آسمان پر ورود

حضورؐ فرماتے ہیں کہ پھر جبریلؑ مجھ کو تیسرے آسمان پر لے گئے پہلے جیسے سوال وجواب کے بعد محافظ سے اس کا دروازہ کھلوایا تو میں نے دیکھا کہ وہاں یوسف (علیہ السلام) ہیں جبریلؑ نے کہا یہ یوسفؑ ہیں - ان کو سلام کیجئے - میں نے سلام کیا اور یوسفؑ نے جواب دے کر کہا - "مرحبا اے برادر صالح و نبی صالح" پھر انہوں نے میرے لئے دعائے خیر

کی۔ میں نے دیکھا کہ یوسفؑ کو حسن کا ایک حصہ عطا کیا گیا ہے۔

چوتھے آسمان پر ورود

اس کے بعد چوتھے آسمان کی منزل آئی۔ جبریلؑ نے سابقہ سوال و جواب کی تکرار کے بعد اس کا دروازہ کھلوایا۔ وہاں حضورؐ کی ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوئی جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا (ہم نے اس کو ایک بلند مقام تک اٹھایا ہے)

انہوں نے بھی حضورؐ کو "مرحبا اے برادر صالح و نبی صالح" کہہ کر خوش آمدید کہا اور آپؐ کے لئے دعائے خیر کی۔

پانچویں آسمان پر ورود

پھر حضورؐ پانچویں آسمان پر پہنچے۔ یہاں آپ کی ملاقات حضرت ہارون علیہ السّلام سے ہوئی انہوں نے بھی حضورؐ کو "مرحبا اے پیغمبر صالح اور اے برادر صالح" کہا اور آپ کے حق میں دعائے خیر کی۔

چھٹے آسمان پر ورود

اس کے بعد حضورؐ جبریلؑ کی رفاقت میں چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضورؐ نے انہیں سلام کیا۔ انہوں

نے جواب دیا اور "مرحبا اے اے برادر صالح و نبی صالح" کہا جب آپؐ آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رونے لگے۔ آواز آئی کہ اے موسیٰؑ اس گریہ کا سبب کیا ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی کہ خداوندا میں اس لئے روتا ہوں کہ یہ نوجوان جو میرے بعد مبعوث ہُوا ہے اس کی اُمّت کے لوگ میری اُمّت سے زیادہ جنت میں جائیں گے (شارحین حدیث کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا رونا جذبۂ رشک کے باعث تھا اور آپ یہ چاہتے تھے کہ کاش میری اُمّت کے لوگ بھی دوزخ سے بچ جاتے۔ اسے غبطۂ محمود بھی کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے کی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کی جائے کہ میرے پاس بھی یہ نعمت ہوتی)

ساتویں آسمان پر ورود

اس کے بعد حضورؐ ساتویں آسمان میں داخل ہوئے تو وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے "مرحبا اے نبی صالح والے فرزندِ صالح" کہہ کر خیر مقدم کیا۔ حضرت جبریلؑ نے کہا یہ آپ کے جدِ امجد ابراہیمؑ ہیں ان کی شکل و صورت حضورؐ سے مشابہت رکھتی تھی۔ اس وقت حضرت ابراہیم بیت المعمور کی طرف پشت کا سہارا لئے بیٹھے تھے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔

ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ تک

پھر حضورؐ کو جنت کی سیر کرائی گئی جس کی زمین مشک کی تھی اور گنبد موتی کے

تھے۔ پھر آپؐ اس مقام تک پہنچے جہاں قلمِ قدرت کے چلنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ وہاں سے آگے بڑھ کر حضورؐ سدرۃ المنتہیٰ (انتہا کی بیری کا درخت) تک پہنچے۔ اس درخت پر امرِ الٰہی کا پرتو تھا۔ وہ جب اس درخت پر چھا گیا تو اس کی ہیئت بدل گئی۔ اور اس میں (انوارِ الٰہی کی بدولت) حسن کی وہ شان پیدا ہوئی کہ اس کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ یہ درخت فرشتوں کے اُوپر جانے یا ان کی معلومات کی آخری حد ہے اس لئے اس کو منتہیٰ کہتے ہیں۔ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ جو چیز زمین سے اوپر جاتی ہے وہ سدرہ پر پہنچ کر رک جاتی ہے اور جو چیز اوپر کی طرف سے آتی ہے وہ بھی یہیں رہ جاتی ہے۔ شارحین حدیث لکھتے ہیں کہ سدرہ ساتویں آسمان میں ایک درخت ہے۔ عالمِ بالا سے جو رزق اور احکام وغیرہ آتے ہیں وہ پہلے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں پھر وہاں سے ملائکہ زمین پر لاتے ہیں۔ اسی طرح دنیا سے جو اعمال اوپر جاتے ہیں وہ بھی سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ کر رک جاتے ہیں پھر وہاں سے اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔

رُوح الامین اپنی اصلی صورت میں

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس روح الامین حضرت جبریلؑ اپنی اصلی کمالی صورت میں ظاہر ہوئے اور حضورؐ سے عرض کی کہ اس مقام سے آگے جانا میری طاقت سے باہر ہے ؎

اگر یک سرِ موئے برتر پرم فروغِ تجلّٰی بسوزد پرم

اس کے بعد حضورؐ حجابات طے کرتے ہوئے اس مقام تک پہنچے جہاں آج تک نہ کوئی گیا ہے اور نہ جا سکے گا۔ وہاں خالقِ ارض و سما نے اپنے حبیب سے کیا باتیں کیں اور خلوت گاہِ راز میں محب و محبوب کے مابین کیا پیغام ادا ہوئے اس کا علم ربِ قدوس اور اس کے پیارے حبیب ہی کو ہے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی۔

تین عطیے

اس وقت حضورؐ کو بارگاہِ رَبُ العزت سے تین عطیے مرحمت ہوئے۔

۱ - سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں جن میں اسلام کے عقائد، ایمان کی تکمیل اور مصیبت کا دور جلد ختم ہو جانے کی خوشخبری تھی۔

۲ - اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ آپؐ کی اُمت کے وہ لوگ بخشے جائیں گے جو میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

۳ - اُمتِ محمدؐیہ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔

نمازوں کی تعداد میں تخفیف

اس کے بعد حضورؐ نے واپسی سفر کا آغاز فرمایا۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو انھوں نے پوچھا "خدا نے آپ کو کیا حکم دیا ہے"۔ حضورؐ نے فرمایا "میری اُمت پر پچاس وقت کی نماز فرض کی گئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی اُمت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں

رکھتی۔ میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں۔ آپ واپس جاکر ربِّ قدوس سے درخواست کریں کہ ان کی تعداد میں کمی کر دے۔ حضورؐ واپس تشریف لے گئے اور بارگاہِ خداوندی میں التماس کی کہ "الٰہی میری اُمّت نہایت کمزور اور ضعیف القویٰ ہے اس سے پچاس نمازوں کا بوجھ نہ اٹھایا جا سکے گا" حق تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ حضورؐ پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ چالیس نمازیں بھی بہت زیادہ ہیں بارگاہِ خداوندی میں مزید کمی کی درخواست کیجئے۔ اس طرح دس اور معاف ہوگئیں۔ غرض اسی طرح چند بار آنے جانے سے نمازوں کی تعداد پانچ رہ گئی۔ حضرت موسیٰؑ نے اتنی تعداد پر بھی حضورؐ کو مشورہ دیا کہ مزید تخفیف کے لئے درخواست کیجئے حضورؐ نے فرمایا کہ اب مجھے تخفیف کے لئے بار بار عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اسی وقت ندا آئی کہ اے محمدؐ اب میرے حکم میں تبدیلی نہیں۔ یہ نمازیں صورتاً پانچ وقت کی ہوں گی مگر ان کا ثواب دس گنا یعنی پچاس نمازوں کا دوں گا۔

اس کے بعد حضورؐ آسمان سے اُتر کر بیت المقدس تشریف لائے۔ بعض روایتوں کے مطابق آپؐ نے اس موقع پر مسجد اقصیٰ میں انبیاء کو نماز پڑھائی۔ اور غالباً یہ صبح کی نماز تھی۔ نماز کے بعد دوزخ کا داروغہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ ان تمام منازل کے طے ہو جانے کے بعد آپ نے اپنے آپ کو مسجد حرام (کعبہ) میں پایا۔ دوسری روایت کے مطابق آپ نے آسمان پر جانے سے پہلے انبیاء کی امامت فرمائی)

مجمع قریش میں معراج کا تذکرہ

سرورکائنات نے صبح کو قریش کے مجمع میں رات کا واقعہ معراج بیان کیا۔ وہ لوگ سخت متعجب ہوئے اور آپ کو جھٹلانے لگے۔ کچھ لوگ طرح طرح کے سوال کرنے لگے۔ ان میں بعض کفار تجارت کے سلسلہ میں کئی دفعہ شام کا سفر کر چکے تھے اور بیت المقدس کو دیکھ چکے تھے وہ جانتے تھے کہ اس سے پہلے رسولِ اکرم کبھی بیت المقدس نہیں گئے۔ چنانچہ انہوں نے جھوٹ سچ کا فیصلہ کرنے کے لئے متفق ہو کر سوال کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم دعویٰ کرتے ہو کہ صرف ایک رات میں تم خانہ کعبہ سے بیت المقدس گئے اگر یہ سچ ہے تو بیت المقدس کا نقشہ بیان کرو۔

بیت المقدس حضورؐ کے سامنے آگیا

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے مجھ سے بیت المقدس کی بعض ایسی باتیں دریافت کرنی شروع کیں جو مجھ کو یاد نہیں تھیں۔ اس وقت میں بہت مضطرب ہوا لیکن یکایک نظر اٹھائی تو بیت المقدس کی عمارت کو اپنی نظروں کے سامنے پایا۔ میں اس کی طرف دیکھتا جاتا تھا۔ اور کفار کے سوالوں کا جواب دیتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے ان کو بیت المقدس کے دروازوں کی تعداد بھی بتادی۔

معراج جسم کے ساتھ حالت بیداری میں ہوئی

معراج النبیؐ کے بارہ میں قرنِ اوّل کے بعض لوگوں کا خیال تھا کہ یہ واقعہ حضورؐ کو حالتِ خواب میں پیش آیا۔ کچھ دوسرے لوگوں کا قول تھا کہ حضورؐ کی روحِ اقدس کو معراج ہوئی اور آپ کا جسم مبارک اپنی جگہ پر رہا۔ لیکن جمہور اُمت کا عقیدہ شروع سے آج تک یہی ہے کہ معراج جسمانی تھی اور بیداری کی حالت میں تھی۔ اس مسلک کے حق میں نہایت قوی دلائل موجود ہیں جن میں سب سے بڑھ کر قرآن کی شہادت ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ یعنی پاک ہے وہ رب جو اپنے بندہ (عبد) کو (شب معراج میں) لے گیا۔ بندہ یا عبد کا اطلاق جسم اور روح دونوں کے مجموعہ پر ہوتا ہے۔ اس میں کسی خواب کی تصریح نہیں ہے اور نہ کسی مستند روایت میں اسے خواب کا واقعہ کہا گیا ہے۔

عالم بالا کے مشاہدات

تمام اربابِ سیر اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم بالا کے بہت سے حیرت انگیز مناظر و اسرار دکھائے۔ یہ مناظر و مشاہدات عالم برزخ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان مشاہداتِ عجیبہ کے وقت کے بارے کتب حدیث و سیر میں مختلف روایتیں ہیں بعض روایتوں کے مطابق یہ مناظر و اسرار حضورؐ نے شب معراج کو دیکھے اور دوسری روایتوں میں یہ سب کچھ حضورؐ کو ایک اور موقع پر دکھایا گیا۔ بہر صورت ان مناظر و اسرار کے حضورؐ کو دکھائے جانے پر سب متفق ہیں۔ البتہ بعض ضعیف روایتوں کو محدثین تسلیم نہیں کرتے عالم بالا کے چند مشاہدات ہم اختصار کے ساتھ نیچے درج کرتے ہیں۔

چغلخور اور عیب چین

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے پہلوؤں کا گوشت کاٹ کاٹ کر انہیں کو کھلایا جا رہا تھا۔ حضورؐ کے دریافت کرنے پر جبریلؑ نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو چغل خوری اور عیب چینی کے عادی تھے۔

(بیہقی)

مُجاھدِینِ فی سبیل اللہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے لوگوں پر گزر ہوا جن کی فصل ایک ہی دن میں پک کر تیار ہو جاتی تھی اور وہ اسے ہر روز کاٹ لیتے تھے۔ کٹ جانے کے بعد فصل پھر ویسی ہی تیار ہو جاتی تھی۔ آپؐ نے جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ ان کی ہر ایک نیکی کا سات سو گنا اجر ملتا ہے یہ لوگ جس قدر خرچ کریں اللہ تعالیٰ ان کو اس نعم البدل عطا فرماتا ہے اور وہ بہتر ین رزّاق ہے۔ (دلائل بیہقی)

علمائے سوٗء

حضورؐ کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی مقراضوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ جب ان کی زبانیں اور ہونٹ کٹ چکتے تھے تو پھر ویسے ہی ہو جاتے تھے جیسے کاٹنے سے پہلے تھے۔ حضورؐ کو بتایا گیا کہ یہ آپ کی اُمّت کے خطیب اور مقرر ہیں جو دوسروں کو تو نصیحت کرتے تھے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ آپ کی اُمت کے وہ ہادیانِ بے عمل اور علمائے سوء ہیں جو لوگوں کو صحیح راستہ (آپ کی سنت) سے ہٹا کر گمراہی میں ڈالتے تھے۔

(ترمذی۔ کنز العمال)

غیبت کرنے والے

حضورؐ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے۔ وہ اپنے سینوں اور چہروں کو بار بار ان ناخنوں سے چھیلتے تھے۔ حضورؐ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کا گوشت کھاتے تھے یعنی لوگوں کی غیبت اور بے آبروئی کرتے تھے (مسند احمد)

دروغ گو

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک جماعت پر ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور دوسرا اپنے ہاتھ میں لوہے کا گرز لئے کھڑا ہے۔ وہ بیٹھے ہوئے کی باچھ میں گرز ڈال کر اتنا چیرتا ہے کہ باچھ کٹ کر کندھے تک لٹک آتی ہے۔ پھر دوسری باچھ میں گرز ڈال کر ایسا ہی کرتا ہے۔ اس دوران میں پہلی باچھ اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہے۔ حضورؐ کو بتایا گیا کہ یہ بیٹھا ہوا شخص دروغ گو تھا۔ اسے جھوٹ بولنے میں باک نہیں تھا۔ (بخاری)

بدگو

حضورؐ نے ایک چھوٹا سا پتھر دیکھا جس میں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہ بیل واپس اسی پتھر میں جانا چاہتا ہے لیکن نہیں جا سکتا۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ اس شخص کا حال ہے جو بری بات منہ سے نکال کر شرمندہ

ہوتا ہے لیکن اس کو واپس لینے پر قدرت نہیں رکھتا۔

حرام خور

حضورؐ نے ایک جگہ دیکھا کہ بہت سے خوان پڑے تھے جن میں پکا ہوا گوشت رکھا تھا لیکن اس کو کھانے والا کوئی نہ تھا۔ اس کے آگے کچھ خوانوں میں سڑا ہوا گوشت رکھا تھا اور بہت سے لوگ اسے کھانے کے لئے ٹوٹے پڑتے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال پر حرام کو ترجیح دیتے تھے۔

سُود خوار

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے پیٹ اتنے بڑے تھے جتنا کوئی مکان ہو۔ ان شکموں میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے دکھائی دے رہے تھے۔ حضورؐ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ سود کھاتے تھے۔ (مسند احمد)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضورؐ نے خون کی ایک ندی دیکھی جس میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور کنارہ پر ایک آدمی پتھر لئے کھڑا تھا۔ وہ آدمی تیر کر کنارے پر جانا چاہتا تھا مگر جب وہ کنارے کے قریب پہنچتا تھا تو وہ شخص اس کو تاک کر پتھر مارتا تھا جو پہلے آدمی کے حلق کے نیچے اتر جاتا تھا اور وہ ہٹ کر وہیں پہنچ جاتا تھا جہاں سے چلا تھا۔ حضورؐ کو بتایا گیا کہ یہ لوگوں کا

خون چوس کر کھانے والا سود خوار ہے۔ (بخاری)

فرض نمازوں میں کاہلی کرنے والے

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نمازوں میں کاہلی کرتے تھے (یعنی فرض نماز وقت پر ادا کرنے سے تساہل برتتے تھے)

ایک دوسری روایت کے مطابق آپ کو بتایا گیا کہ یہ آپؐ کی اُمت کے بے نماز لوگ ہیں جو فریضۂ صلوٰۃ کی طرف سے غافل تھے۔

امانت میں خیانت کرنے والے

حضورؐ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جس نے لکڑی کا ایک بڑا گٹھا جمع کر رکھا تھا لیکن اس کو اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ اس پر بھی اس کو قرار نہیں تھا اور وہ اس گٹھے میں اور اضافہ کر رہا تھا۔ حضورؐ کو بتایا گیا کہ یہ وہ شخص ہے جو لوگوں کی امانتیں رکھ کر واپس نہیں کرتا تھا بلکہ یہ چاہتا تھا کہ اس کو اور امانتیں مل جائیں۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ آپ کی اُمت کا وہ شخص ہے جس کے ذمے لوگوں کی امانتیں، قرض اور دوسرے حقوق ہیں لیکن یہ ان کو ادا نہیں کرتا اس لئے دن بدن زیادہ گراں بار ہو جا رہا ہے۔ (طبرانی - ابو یعلی)

زکوٰۃ نہ ادا کرنے والے

حضورؐ ایک ایسے گروہ پر گزرے جن کی شرمگاہوں پر آگے اور پیچھے چیتھڑوں کے پیوند تھے اور وہ جانوروں کی طرح چر رہے تھے۔ تھوہر اور جہنم کے پتھر ان کی غذا تھی۔ حضورؐ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔

یتیموں کا مال کھانے والے

سرورِ کونینؐ کا گزر ایک ایسے گروہ پر ہوا جن کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی مانند تھے۔ یہ لوگ آگ کی چنگاریاں نگل رہے تھے اور یہ چنگاریاں فوراً ہی پاخانہ کے مقام سے خارج ہو جاتی تھیں۔ حضورؐ کے استفسار پر آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ آپؐ کی اُمت کے وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے تھے۔ (طبرانی)

بدکار اور حسن کی نمائش کرنے والی عورتیں

ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر چند ایسی عورتوں پر ہوا جو اپنے پستانوں سے بندھی ہوئی لٹک رہی تھیں۔ یا بالکل الٹی (سر نیچے پاؤں اوپر) لٹکی ہوئی تھیں۔ حضورؐ کو بتایا گیا کہ یہ عورتیں زیب و زینت کر کے (کھلے بندوں) گھر سے نکلتی تھیں اور غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کرتی تھیں۔ (بیہقی)

ملک الموت

حضورؐ نے ایک فرشتہ دیکھا کہ اس کے دونوں زانوؤں کے درمیان تمام دنیا تھی اس کے ہاتھ میں ایک لوحِ نور تھی اور وہ لگاتار اس لوح کی طرف دیکھ رہا تھا۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ ملک الموت ہے جو ہمیشہ قبض ارواحِ خلق میں مشغول رہتا ہے۔ ملک الموت نے آپؐ کو سلام کیا اور کہا کہ حق تعالیٰ نے دنیا کو میرے لئے مسخر کر دیا ہے۔

حرامکار

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک تنور پر ہوا جس میں آگ دہک رہی تھی۔ کچھ مرد اور عورتیں اس میں ننگے ڈالے گئے تھے۔ جب نیچے سے آگ کے شعلے اٹھتے تھے تو وہ چیخیں مارتے تھے تھوڑی دیر میں وہ شعلے دب جاتے تھے اور پھر بلند ہوتے تھے اور وہ لوگ پھر چیخنے چلانے لگتے تھے۔ حضورؐ کو بتایا گیا کہ یہ سب زناکار ہیں۔

دوزخ کا داروغہ

حضورؐ نے ایک شخص کو دیکھا جو اتنا کریہہ المنظر تھا کہ اس سے زیادہ کریہہ صورت آدمی شاید خدا نے پیدا ہی نہیں کیا۔ اس کے سامنے آگ کا بہت بڑا الاؤ تھا جسے وہ دہکا رہا تھا حضورؐ کو بتایا گیا کہ یہ دوزخ کا داروغہ ہے۔

دجّال

سرورِ کائنات نے ایک شخص کو دیکھا جس کا رنگ سرخ اور بالوں میں بہت گھونگھر پڑے ہوئے تھے۔ وہ بہت موٹا بھدّا اور ایک آنکھ سے کانا تھا۔ یہ آنکھ ایسی معلوم ہوتی تھی گویا کہ ابھرا ہوا انگور ہے۔ حضورؐ کو بتایا گیا کہ یہ دجّال ہے۔

جنّت کا نظّارہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک نہایت سرسبز شاداب اور گنجان باغ ہے۔ جس میں رنگ برنگ پھول کھلے ہوئے ہیں۔ باغ کے درمیان ایک نہایت ہی خوبصورت عمارت تھی اس میں مرد عورتیں بچے بوڑھے جوان چاروں طرف پھر رہے تھے حضورؐ آگے بڑھے تو ایک اور عمارت دیکھی جو پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت تھی اس میں بھی ہر عمر اور جنس کے لوگ پھر رہے تھے۔ اس سے آگے بڑھے تو ایک بہت بڑا اور پُر فضا باغ نظر آیا۔ جس کی چار دیواری سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی۔ اس کا دروازہ کھلوا کر حضورؐ اندر داخل ہوئے تو کچھ ایسے لوگوں پر نظر پڑی جن کا آدھا دھڑ نہایت خوبصورت تھا اور آدھا نہایت بدصورت۔ ان لوگوں سے کہا گیا کہ قریب کی ایک نہر میں غوطے لگاؤ۔ انہوں نے اس صاف اور شفاف نہر میں غوطے لگائے تو ان کے نصف دھڑ کی بدصورتی جاتی رہی اور سارا جسم یکساں ہو گیا۔ حضورؐ کو بتایا گیا کہ پہلی عمارت اہلِ ایمان کا مسکن

ہے۔ دوسری شہیدوں کا مقام ہے اور حسین باغ کے گرد سونے چاندی کی اینٹوں کی چاردیواری ہے وہ جنتِ عدن ہے۔ جن لوگوں نے نہر میں غوطے لگائے انہوں نے نیک اعمال کے ساتھ بد اعمال بھی کئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا۔ پھر حضورؐ کو ایک محل سفید بادل کی طرح نظر آیا۔ حضورؐ نے وہاں جانا چاہا لیکن آپؐ کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ وہاں یقیناً جائیں گے لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ایک پُر بہار اور روح افزا وادی میں پہنچے۔ جہاں ایک طرف سے پاکیزہ سرد ہوا آ رہی تھی جس میں کستوری کی خوشبو بسی ہوئی تھی۔ اتنے میں ایک طرف سے نہایت شیریں اور جاں بخش آواز آئی۔ آپ نے پوچھا یہ آواز کیسی ہے۔ جبریلؑ نے بتایا کہ یہ جنت کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے کہ الٰہی میرے بالا خانے اور محل، ہیرے، موتی اور چاندی، سونے کے ظروف۔ دودھ، شہد، شراب طہور اور انواع و اقسام کے سامانِ عیش و راحت بہت کثرت کو پہنچ گئے۔ اے میرے رب اب اپنا وعدہ پورا کر اور اہل بہشت کو میرے اندر آباد کر۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ میں تجھ میں ہر مسلم و مسلمہ اور مومن و مومنہ کو آباد کر دوں گا۔ میں وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔ جنت نے کہا۔ میں اس انعام پر مطمئن و مسرور ہوں۔

جہنّم کی آواز

پھر حضورؐ ایک وحشتناک وادی کے قریب پہنچے جہاں سے بدبو آ رہی

تھی۔ آپ نے ایک کریہہ آواز سنی استفسار پر جبریلؑ نے بتایا کہ یہ جہنم کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے کہ "اے رب قدیر میری حرارت نہایت شدید ہو گئی ہے اور میرا قعر بہت عمیق ہو گیا ہے اور مجھ میں گرم پانی، پیپ، سانپ، بچھو، شعلے، زنجیریں اور طوق اور دوسرے عذابوں کی بہت فراوانی ہو گئی ہے۔ الٰہی اب مجھے آباد کر۔" حکم ہوا کہ میں تیرے اندر ہر مشرک، مشرکہ، کافر، کافرہ اور منکرِ قیامت کو آباد کروں گا۔ دوزخ نے کہا میں اس عطیۂ الٰہی پر خوش ہوں۔

ملائکہ کا نزول

مجلس صحابہ میں حضرت جبریلؑ سے مکالمہ

حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اتنے میں ایک اجنبی آیا جسے ہم میں سے کسی نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اس کے لباس پر نہ سفر کا نشان تھا اور نہ چہرے پر تکان کا اثر۔ رسولِ اکرمؐ اس وقت دوزانو تشریف فرما تھے۔ وہ اجنبی نہایت بے تکلفی سے اسی طرح دوزانو ہو کر حضورؐ کے گھٹنے سے گھٹنا ملا کر بیٹھ گیا۔ حضورؐ نے اسے دیکھ کر مطلق کسی تعجب کا اظہار نہ کیا۔ اجنبی نے دونوں ہاتھ حضورؐ کے گھٹنوں پر رکھ دیئے اور یہ سوال کیا۔

اجنبی :- یا محمدؐ اسلام کیا ہے ؟

رسول اکرمؐ :- اسلام ہے — دل اور زبان سے لا الٰہ الا اللہ کی تصدیق نماز اور زکوٰۃ کی پابندی۔ تندرستی اور استطاعت کی حالت میں کعبۃ اللہ کا حج۔

اجنبی :- آپؐ نے سچ فرمایا۔ اسلام یہی ہے۔

ہم متعجب ہوئے کہ اگر نووارد کو پہلے سے علم تھا کہ اسلام یہی ہے تو اس نے یہ سوال کیوں پوچھا۔ اس کے بعد اجنبی نے حضورؐ سے دوسرا

سوال کیا۔

اجنبی :۔ اور ایمان کیا ہے؟

حضورؐ :۔ ایمان ہے۔ خدا کے واحد لاشریک ہونے پر کامل یقین، فرشتوں کو ماننا، کتب الٰہی کو ماننا، اللہ کے پیغمبروں کو ماننا۔ یوم آخرت کو ماننا۔

نووارد :۔ آپ نے سچ فرمایا۔ ایمان یہی ہے۔

اس جواب پر بھی ہم پہلے کی طرح حیران ہوئے۔

پھر اجنبی نے پوچھا۔ اور تقدیر کیا ہے؟

رسولِ اکرمؐ :۔ برائی اور بھلائی کو نجوں اور جن پریوں، ستاروں وغیرہ کی طرف سے سمجھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھنا تقدیر ہے۔

نووارد :۔ بے شک تقدیر یہی ہے؟

پھر نووارد نے سوال کیا کہ احسان کیا ہے؟

حضورؐ :۔ نماز پڑھتے ہوئے غیر اللہ کی بجائے یہ پختہ تصور رکھنا کہ میں الہ العالمین کے حضور میں ہوں۔ یا یہ کہ میرے قیام وسجود کو دیکھ رہا ہے۔

اجنبی :۔ آپ بالکل سچ فرماتے ہیں۔ احسان یہی ہے۔

اس کے بعد نووارد نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی۔

رسول اکرمؐ :۔ قیامت کے وقت کے بارے میں جو تم جانتے ہو

وہی بہتر جانتا ہوں۔

اجنبی :۔ قیامت سے پہلے کے کچھ آثار بتائیے۔

حضور :۔ قربِ قیامت کی علامتیں یہ ہیں کہ اولاد ماں باپ سے خدمت لے گی۔ (یا بروایت دیگر لونڈی آقا کو جنے گی) قوموں کی قسمت انجام سے بے خبر لوگوں کے ہاتھ میں آجائے گی اور چلچلاتی دھوپ اور کڑاکے کی سردی میں اونٹ اور بکریاں چرانے والے عالیشان عمارتوں کے مالک ہوں گے۔ قیامت کا علم ان پانچ باتوں میں سے ہے جن کی حقیقت صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

(اور اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور جو مینہ برساتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا ہے کہ کس زمین میں مرے گا)

اتنی گفتگو کے بعد وہ آدمی اٹھ کر چلا گیا اور فوراً ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس اجنبی کے آنے اور جانے کی کیفیت اور حضورؐ سے اس کے سوال و جواب نے سارے مجمع کو سخت حیرت زدہ کر دیا تھا۔ اس وقت حضورؐ نے لوگوں سے پوچھا۔

"جانتے ہو یہ کون تھا؟"

حاضرین :۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

رسول کریمؐ:۔ یہ جبریلؑ تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔
(صحیح مسلم)
(صحیح بخاری میں اس قسم کی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے)

اہلِ طائف کو تباہ کرنے کے لئے فرشتے کا نزول

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ طائف کو دعوتِ حق دینے تشریف لے گئے۔ لیکن ان لوگوں نے نہ صرف اس دعوت کو رد کر دیا بلکہ حضورؐ اور آپ کے ساتھی حضرت زیدؓ بن حارثہ پر پتھر برسائے۔ یہاں تک کہ وہ لہولہان ہو گئے۔ آپؐ جب طائف سے واپس آرہے تھے تو ان لوگوں کی شقاوت اور بدبختی سے دل شکستہ تھے۔ جب آپؐ قرن الثعالب کے مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا آپ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ یکایک اس میں سے ایک فرشتہ نمودار ہوا اور اس نے پکار کر کہا۔

"یا محمدؐ میں ملک الجبال (پہاڑوں پر مؤکل) ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ اگر آپؐ اجازت دیں تو میں پہاڑوں کو اہلِ طائف پر الٹ دوں"

(ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ حضرت جبریلؑ تھے اور انہوں نے حضورؐ سے کہا تھا کہ اگر آپؐ حکم دیں تو میں کوہ اُحد کے نیچے اہل طائف کو کچل ڈالوں)

حضورؐ نے فرمایا۔ "نہیں شاید ان کی نسل سے کوئی خدائے واحد

کی پرستش کرنے والا پیدا ہو۔" (صحیح بخاری)

فرشتوں نے رسول اکرمؐ کا وزن کیا

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں جا رہا تھا کہ آسمان سے دو فرشتے اترے۔ ایک نے دوسرے سے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا "کیا یہ وہی ہیں؟" دوسرے نے کہا "ہاں یہ وہی ہیں۔" پھر ان میں سے ایک فرشتے نے مجھے ایک آدمی سے تولا تو میرا پلّہ بھاری رہا۔ پھر دس سے، پھر سو سے، پھر ہزار آدمیوں سے تولا۔ ہر مرتبہ میرا پلّہ بھاری۔ دوسرے فرشتے نے اس سے کہا کہ اگر ان کی تمام اُمت کو ایک پلڑے میں رکھو اور ان کو دوسرے میں۔ تب بھی ان کا پلّہ ہی بھاری رہے گا۔ (سنن دارمی)

جبریلؑ ایک عظیم خوشخبری لے کر نازل ہوئے

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات کو میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ حضورؐ نے مجھے ایک جگہ ٹھہرنے کا حکم دیا اور پہاڑ کی طرف گئے وہاں سے میں نے سنا کہ حضورؐ کسی سے باتیں کر رہے ہیں تھوڑی دیر بعد آپ واپس تشریف لائے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے "اگرچہ چوری کرے اور زنا کرے۔"

میں نے حضورؐ سے عرض کی "یا رسول اللہ آپ کس سے باتیں کر رہے

تھے" حضورؐ نے فرمایا۔ جبریلؑ سے۔ وہ پہاڑی کے بیچ میں نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمدؐ اپنی اُمّت کو خوشخبری سنا دیجئے کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے شرک نہ کیا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا" پھر حضورؐ نے فرمایا کہ "میں نے جبریلؑ سے پوچھا خواہ اس نے چوری یا زنا کیا ہو۔ جبریلؑ نے جواب دیا "ہاں"۔ میں نے دوبارہ اور سہ بارہ جبریلؑ سے یہی سوال کیا اور انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ (صحیح بخاری)

جبریلؑ حضرت دحیہؓ کی شکل میں حضورؐ کے پاس آتے تھے

حضرت دحیہؓ صحابی بے حد خوبصورت تھے۔ حضرت جبریلؑ امین اکثر انہیں کی شکل میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اس صورت میں دوسرے لوگوں کو بھی نظر آجاتے تھے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ دحیہؓ حضورؐ کے سامنے بیٹھے ہیں اور نہایت محبت سے باتیں کر رہے ہیں مجھے ذرّہ بھر شک نہ گزرا کہ یہ دحیہؓ نہیں ہیں۔ ان کے جانے کے بعد حضورؐ نے مسجد میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ "لوگو ابھی میرے پاس جبریلؑ آئے تھے" اس وقت میں سمجھی کہ وہ دحیہؓ نہیں بلکہ فی الحقیقت جبریلؑ تھے۔ (صحیح بخاری)

حضورؐ کے سوا کسی دوسرے میں جبریلؑ کو دیکھنے کی تاب نہ تھی

حضرت حمزہؓ نے ایک دفعہ رسولِ اکرمؐ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ

مجھے جبریلؑ کو ان کی اصلی صورت میں دکھا دیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ آپ نہ دیکھ سکیں گے۔ انہوں نے اصرار کیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ بیٹھ جائیے۔ وہ بیٹھ گئے اتنے میں حضرت جبریلؑ کعبے کی چھت پر اُترے۔ حضورؐ نے حضرت حمزہؓ سے فرمایا کہ نگاہ اوپر اٹھائیے۔ انہوں نے اُوپر دیکھا تو جبریلؑ کو دیکھ کر غش کھا کر گر پڑے۔

(بیہقی۔ طبقات ابن سعد)

رسولِ کریمؐ اور جنّات

جنّات حضورؐ کی تلاش میں آئے

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعوتِ حق کا آغاز فرمایا تو آپ وقتاً فوقتاً مختلف قبائل کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور انہیں دین حق کی طرف بلاتے تھے۔ اسی غرض کے لیے حضورؐ عکاظ کے میلے میں بھی تشریف لے جاتے جہاں عرب کے بیسیوں قبائل جمع ہوتے تھے۔ ایک دفعہ حضورؐ عکاظ کے میلے میں تبلیغ حق کے لئے روانہ ہوئے۔ نخلہ کے مقام پر پہنچے تو رات ہو گئی۔ حضورؐ نے وہیں قیام فرمایا۔ صبح کے وقت حضورؐ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نمازِ فجر میں مصروف تھے اور جہر کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے کہ وہاں سے جنوں کی ایک جماعت کا گزر ہوا۔ یہ لوگ تہامہ سے اس نورِ حق کی تلاش کے لئے روانہ ہوئے تھے جس کے ظہور کی علامات وہ عرصہ سے اجرامِ فلکی میں دیکھ رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن حکیم کی آیات سنیں تو بے اختیار پکار اٹھے کہ یہی وہ نورِ حق ہے جس کی علامات ستاروں میں نمودار ہوئی ہیں۔ چنانچہ جنوں کی یہ جماعت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی اور پھر اپنے وطن جاکر اپنی قوم کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی بشارت سنائی۔ (صحیحین)

جنّوں نے حضور کو سلام بھیجا

جعد بن قیس مرادیؓ سے روایت ہے کہ ہم چار آدمی اپنے وطن سے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں یمن کے ایک جنگل سے ہمارا گزر ہوا۔ ایک جگہ ناگہاں کسی پکارنے والے کی آواز سنی کہ اے راہ جاتے سوار و جب تم زمزم اور حطیم پر پہنچو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا اسلام پہنچانا جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے اور ہماری طرف سے عرض کرنا کہ ہم آپؐ کے دین کو قبول کرتے ہیں کیونکہ ہمیں مسیح ابن مریمؑ نے یہی وصیت کی تھی۔

(طبقات ابن سعد)

رسولِ اکرمؐ نے جنّوں کا جھگڑا چکایا

حضرت بلال بن حارثؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے۔ عرج کے مقام پر لشکر نے پڑاؤ ڈالا میں رسول اکرمؐ سے ملاقات کے لئے اپنے خیمے سے روانہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ حضورؐ جنگل کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ میں ادھر گیا تو دیکھا کہ ایک جگہ حضورؐ تنہا بیٹھے ہیں اور شور و غل کی آواز آرہی ہے جیسے بہت سے آدمی آپس میں جھگڑ رہے ہوں میں بہت حیران ہوا۔ تھوڑی دیر بعد حضورؐ وہاں سے اُٹھ کر مسکراتے ہوئے تشریف لائے میں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان یہ کیا معاملہ تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ مسلمان جنوں اور

کافر جنوں میں سکونت کی نسبت جھگڑا تھا۔ اور وہ میرے پاس فیصلے کے لئے آئے تھے۔ میں نے اس جھگڑے کا ہمیشہ کے لئے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ مسلمان جن حبش میں اور کافر غور میں رہیں۔ (مسند احمد حنبل، بیہقی، ابو یعلی)

جنات نے حضورؐ کے ظہور کی اطلاع دی

حضرت تمیم داریؓ سے روایت ہے کہ جن ایام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے میں شام کے علاقے میں سفر کر رہا تھا۔ راستے میں ایک جنگل میں رات ہو گئی اور مجھے وہاں قیام کرنا پڑا۔ سونے سے پہلے میں نے عربوں کے قدیم دستور کے مطابق با آواز بلند کہا کہ میں اس جنگل کے سردار کی پناہ میں ہوں۔ ناگہاں میں نے ایک آواز سنی کہ اے مسافر اللہ کی پناہ مانگ۔ جن خدا کے حکم کے بغیر کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ جگہ جنوں کا مسکن ہے۔ پھر میں نے کہا۔ اے جن تو کیا کہہ رہا ہے۔ جواب میں آواز آئی رسولِ عربی کا ظہور ہو گیا ہے۔ ہم ان پر ایمان لائے ہیں اور حجون میں ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور جنوں کا مکر جاتا رہا وہ آگ کے شعلوں سے مارے جاتے ہیں۔ اے شخص تو محمد رسول اللہ کی خدمت میں جا اور ان پر ایمان لا۔ تمیمؓ کہتے ہیں کہ صبح کو میں وہاں سے روانہ ہوا اور ایک شہر میں پہنچا جہاں ایک راہب کے سامنے میں نے یہ واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا جنوں نے سچ کہا ہے۔ ہماری کتابوں میں درج ہے کہ ایک پیغمبر ایک حرم سے نکلیں گے۔ اور دوسرے حرم کو ہجرت کریں گے اور وہ پیغمبر سب

پیغمبروں کے سردار ہیں تو جلد ان کی خدمت میں حاضر ہو۔ (ابونعیم)

حضورؐ کی بعثت سے ستاروں کی دنیا میں انقلاب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے سرفراز ہوئے تو اجرام فلکی میں زبردست انقلاب پیدا ہوا۔ ستارے نہایت کثرت سے ٹوٹنے لگے اور جن اور شیاطین اوپر چڑھنے سے روک دیئے گئے۔ کاہنوں اور جادوگروں کی خبر رسانی کے ذرائع بند ہو گئے۔ اس آسمانی انقلاب نے جنات اور شیاطین کو دم بخود کر دیا اور وہ سمجھ گئے کہ صفحۂ ہستی پر کوئی نہایت اہم واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ (صحیحین)

حضورؐ نے جنوں کو قرآن پڑھ کر سنایا

ایک دفعہ رات کو صحابہ کرامؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور وہ سخت مضطراب ہوئے کہ کہیں نصیب دشمناں حضورؐ کو کسی نے دھوکے سے قتل نہ کر دیا ہو یا آپ کو کوئی اٹھا کر نہ لے گیا ہو۔ انہوں نے پہاڑوں اور گھاٹیوں میں ہر جگہ حضورؐ کو تلاش کیا۔ لیکن درِ مقصود ہاتھ نہ آیا۔ چنانچہ سب نے نہایت شکستہ دلی کے عالم میں رات بسر کی۔ صبح کو دیکھا کہ حضورؐ غارِ حرا کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہم رات بھر آپ کی عدم موجودگی سے سخت پریشان رہے اور آپ کو تلاش کرتے کرتے تھک گئے۔

حضورؐ نے فرمایا کہ رات کو جنوں کا ایک قاصد مجھے بلانے آیا تھا میں اس کے ساتھ جنوں میں گیا تھا اور ان کو قرآن پڑھ کر سنایا۔

پھر حضورؐ صحابہؓ کو لے کر مکہ سے باہر ایک مقام پر تشریف لے گئے اور وہاں جنوں کے قیام اور آگ جلنے کے نشانات دکھائے اور فرمایا کہ جنوں نے جاتے وقت مجھ سے زادِ راہ کی درخواست کی میں نے دعا کی کہ جو ہڈی اور گوبر ان کے ہاتھ آئے وہ ان کا کھانا بن جائے۔ (صحیح مسلم)

ایک شاتمِ رسول جن کا قتل

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک بار ایک جن نے مکہ معظمہ کے کوہ ابوقبیس پر چڑھ کر بآوازِ بلند دینِ اسلام کی ہجو میں چند اشعار پڑھے اور کفار کو ترغیب دی کہ مسلمانوں کو ختم کر ڈالو۔ حضورؐ کو خبر ملی تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ مسعر نامی ایک شیطان کا کام ہے عنقریب وہ اپنی سزا کو پہنچے گا۔ اس واقعہ کے تیسرے دن شام کے وقت اسی پہاڑ سے کسی شخص کو چند اشعار پڑھتے سنا گیا وہ کہہ رہا تھا کہ ہم نے مسعر کو مار ڈالا کیونکہ اس نے سرکشی اور تکبر کیا تھا اور ہمارے نبیٔ مطہرؐ کی شان میں گستاخی کی تھی۔ حضورؐ نے صحابہؓ کو بتایا کہ یہ سمحج نامی ایک جن ہے جو میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور میں نے اس کا اسلامی نام عبداللہ رکھا۔ وہ کئی دن سے اس شیطان کی تلاش میں تھا۔

(ابونعیم)

رسولِ اکرمؐ نے جنات کی امامت فرمائی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک رات مکہ معظمہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے (صحابہؓ کے) درمیان تشریف فرما تھے۔ یکایک آپؐ نے فرمایا کہ کوئی شخص میرے ساتھ چلے لیکن وہ نہ چلے جس کے دل میں ذرہ برابر آلودگی (یا کھوٹ) ہو۔ میں نے حضورؐ کا ارشاد سن کر پانی کی ایک چھاگل (یا بروایت دیگر ایک لوٹا) اٹھالی اور حضورؐ کے ساتھ چل دیا۔ حضورؐ مجھے ساتھ لے کر مکہ سے باہر ایک مقام پر پہنچے وہاں میں نے کچھ پرچھائیاں سی دیکھیں۔ حضورؐ نے زمین پر ایک لکیر کھینچ دی اور مجھے اس کے پاس بٹھا کر حکم دیا کہ جب تک میں واپس نہ آؤں۔ تم یہیں ٹھہرو اور اس خط سے باہر مت آؤ۔ اس کے بعد حضورؐ ان پرچھائیوں کی طرف تشریف لے گئے۔ وہ سب پرچھائیاں حضورؐ کے گرد جمع ہوگئیں اور آپؐ ان کے ساتھ باتوں میں مشغول ہوگئے۔ یہاں تک کہ فجر ہوگئی۔ حضورؐ میرے پاس تشریف لائے اور وضو کے لئے پانی مانگا۔ میں نے پانی پیش کیا۔ حضورؐ نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑے ہوگئے۔ اسی وقت ان پرچھائیوں میں سے دو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ چنانچہ وہ بھی میرے ساتھ حضورؐ کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ نماز کے بعد وہ چلے گئے اور میں نے حضورؐ سے پوچھا کہ یا رسولؐ اللہ یہ کون لوگ تھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ شہر نصیبینؔ کے جن تھے وہ اپنے کچھ تصفیہ طلب

معاملات میرے پاس فیصلہ کے لئے لائے تھے۔ انہوں نے مجھ سے زادِ راہ کی خواہش کی۔ میں نے ان کی خواہش پوری کر دی۔

میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا آپؐ کے پاس زادِ راہ کا کوئی سامان تھا۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے ان کو گوبر اور ہڈی کا توشہ دیا۔ گوبر یا گوبر کی قسم سے وہ جو چیز پائیں گے وہ ان کے لئے چھوہارہ (یا بروایت دیگر جو) بن جائے گا اور ہڈی پر گوشت بوٹی بن جائے گی۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ میں اپنی اُمّت کے لوگوں کو گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے کی ممانعت کرتا ہوں۔ (طبرانی۔ خصائص کُبریٰ سیوطی)

اخبارِ غیب یا پیشنگوئیاں

قیصر و کسریٰ کی بربادی کی خبر

جب قیصر اور کسریٰ کی حکومتیں روم اور ایران میں پورے عروج پر تھیں ۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشینگوئی کی کہ جب کسریٰ ہلاک ہو گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہو گا ۔ اور جب قیصر ہلاک ہو گا تو پھر کوئی دوسرا قیصر نہ ہو گا ۔ حضورؐ کی یہ پیشینگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ ایران کی آتش پرست بادشاہی کی شکست کے بعد کوئی آتش پرست بادشاہ ایران کے تخت پر نہیں بیٹھا اور رومی شہنشاہی کی بربادی کے بعد رومی قوم کا وجود تک صفحۂ ہستی سے مٹ گیا (صحیح بخاری)

نام بنام مقتولینِ بدر کی خبر

جنگِ بدر سے پہلے رسول کریمؐ صحابہؓ کو ساتھ لے کر میدان میں تشریف لے گئے اور فرمایا کل اس جگہ ابوجہل مارا جائے گا ۔ اس جگہ عتبہ جہنم داخل ہو گا ۔ غرض نام بنام متعدد سرداران قریش کی قتل گاہ بتائی ۔ چنانچہ جنگ کے بعد دیکھا گیا تو آپؐ نے ان لوگوں کے قتل ہونے کی جو جگہ بتائی تھی وہیں ان کی لاشیں پڑی تھیں ۔ (صحیح مسلم)

قالینوں پر بیٹھنے کی خبر

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا: "کیا قالین ہے" میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے یہاں قالین کا کیا کام حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں وہ وقت قریب ہے جب تم قالینوں پر بیٹھو گے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ (چند سال بعد) وہ دن آیا جب (ایران، شام وغیرہ کی فتح کے بعد) ہم قالینوں پر بیٹھے (صحیح بخاری)

فتح ونصرت کی پیشینگوئی

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: "تم لوگ جزیرۂ عرب میں لڑو گے اور اللہ تمہیں فتح دے گا۔ پھر فارس سے لڑو گے اور اس پر غالب آؤ گے پھر روم سے لڑو گے اور فتح حاصل کرو گے۔"

تاریخ شاہد ہے کہ چند سال کے اندر اندر حضورؐ کی یہ پیشینگوئی حرف بحرف پوری ہو گئی۔ (صحیح بخاری)

عدیم المثال امن وامان کی پیشینگوئی

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت عدیؓ بن حاتم طائی سے

فرمایا کہ اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ اکیلی شتر سوار عورت حیرہ (کوفہ سے متصل ایک شہر) سے چلے گی اور مکہ پہنچ کر خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور اس کو (اس طویل سفر میں) خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ کسریٰ کا خزانہ مسلمانوں کے تصرف میں آئے گا۔ اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ آدمی اپنی مٹھی بھر سونا اور چاندی خیرات کے لئے نکالے گا۔ لیکن کوئی خیرات لینے والا ڈھونڈے سے نہ ملے گا عدیؓ بن حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے (حضورؐ کے ارشاد کے کئی سال بعد) خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک شتر سوار (پردہ نشین) عورت حیرہ سے تنہا چل کر آتی ہے اور کعبے کا طواف کر کے باطمینان واپس جاتی ہے۔ اور میں اس لشکر میں تھا جس نے کسریٰ کا خزانہ فتح کیا۔ اور جو زندہ رہا وہ تیسری بات بھی دیکھے گا۔ (صحیح بخاری)

راویوں کا بیان ہے کہ تیسری بات بھی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد خلافت میں پوری ہو گئی۔

عظیم الشان فتوحات کی خبر

جنگِ خندق کے موقع پر خندق کھودتے ہوئے ایک سخت چٹان کھدائی کے کام میں مزاحم ہو گئی۔ صحابہ کرامؓ اس کے توڑنے سے عاجز آ گئے اور رسول اکرمؐ بہ نفسِ نفیس تشریف لائے اور تین ضربیں مار کر اس چٹان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ہر ضرب پر آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات جاری ہو جاتے تھے۔

(اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کے ساتھ پوری ہوئیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔) (سورہ انعام ۔ ۱۱۴)

بعض صحابہؓ نے حضورؐ سے ان کلمات کی حقیقت دریافت کی تو آپؐ نے فرمایا: "میں نے پہلی ضرب ماری تو کسریٰ کے شہر اور ان کے نواحی علاقے میرے سامنے کر دیئے گئے اور میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔"

صحابہؓ نے عرض کی، یارسول اللہ دعا فرمائیں کہ ہم انہیں فتح کریں۔ حضورؐ نے دعا فرمائی اور پھر فرمایا۔

"دوسری ضرب میں قیصر کے شہر اور ان کے نواحی مقامات میرے سامنے کر دیئے گئے۔" صحابہؓ نے ان کی فتح کے لئے بھی دعا کی درخواست کی۔ حضورؐ نے دعا کی اور پھر فرمایا تیسری ضرب میں حبشہ کے شہر اور گاؤں میں نے دیکھا اور تم لوگ حبشہ والوں سے تعرض نہ کرنا جب تک کہ وہ تم سے تعرض نہ کریں۔ اور ترکوں کو اس وقت تک چھوڑ دو جب تک تمہیں نہ چھیڑیں۔ (سنن نسائی)

فتنۂ ارتداد کی خبر

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں فتنہ ارتداد نے تقریباً تمام عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور ہزاروں مسلمان مرتد ہو گئے تھے۔ رسولِ اکرمؐ نے اس فتنہ کی خبر کئی سال پہلے دے دی تھی۔ ایک دفعہ آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا۔ "حوضِ کوثر پر بہت سے لوگ آئیں گے۔

میں کہوں گا کہ یہ میرے ساتھی ہیں لیکن فرشتے ان کو دھکے مار کر وہاں سے ہٹا دیں گے اور کہیں گے کہ یا رسول اللہ یہ لوگ آپ کے بعد بدل گئے تھے (مرتد ہو گئے تھے) (صحیحین)

فاتح خیبر کی نشاندہی

جب مسلمانوں نے خیبر پر لشکر کشی کی تو کئی دن تک یہ مضبوط قلعہ فتح ہونے میں نہ آیا۔ آخر ایک دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں نشان ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں دوسرے دن صحابہ کرامؓ عطائے نشان کی اُمید میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا کہ علیؓ کہاں ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ اُن کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ انہیں میرے پاس لاؤ۔ وہ حاضر ہوئے تو حضورؐ نے اپنا لعابِ دہن ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور وہ بالکل ٹھیک ہو گئیں۔ اب حضورؐ نے انہیں عَلَم عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی۔

وسیع علاقوں پر مسلمانوں کے غلبے کی خبر

ایک دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹ کر زمین کے مشارق و مغارب مجھے دکھا دیئے اور مجھے بتایا گیا

کہ جہاں تک میری نظر گئی ہے وہاں تک عنقریب میری امت کی حکومت پہنچے گی۔
چنانچہ بہت ہی قریب زمانہ میں یعنی عہد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین میں مسلمان اتنے وسیع علاقوں پر حکمران ہو گئے کہ روئے زمین پر کوئی دوسری سلطنت اس قدر وسیع نہ تھی۔ (صحیح مسلم)

قصرِ کسریٰ کی فتح کی خبر

رسولِ اکرمؐ نے ایک دفعہ فرمایا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت عنقریب کسریٰ شاہِ فارس کے خزانے پر قابض ہو جائے گی جو قصرِ ابیض میں ہے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں مدائن میں واقع کسریٰ کا سفید محل (قصرِ ابیض) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا اور کسریٰ کا خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ (صحیح مسلم)

شاہِ ایران کے کنگن سراقہؓ کو پہنائے جائیں گے

ایک دفعہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سراقہؓ بن مالک سے فرمایا کہ اے سراقہؓ اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی۔ جب کسریٰ کے (طلائی) کنگن تمہارے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔

حضورؐ کی رحلت کے کئی سال بعد حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جب ایران فتح ہوا تو مالِ غنیمت میں کسریٰ کے کنگن بھی آئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت سراقہؓ کو بلا کر یہ کنگن ان کے ہاتھوں میں پہنائے اور

فرمایا کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے یہ کنگن کسریٰ کے ہاتھوں سے چھینے اور سراقہؓ کے ہاتھوں میں پہنائے۔ (بیہقی)

ابوصفوان کے قتل کی خبر

جنگ بدر سے پہلے ایک دفعہ حضرت سعدؓ رئیس انصار عمرہ ادا کرنے مکہ گئے اور قریش کے ایک رئیس ابوصفوان کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ ایک دن وہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ کہ ابوجہل ادھر آنکلا۔ اس نے کہا۔ "تم اطمینان سے کعبہ کا طواف کر رہے ہو حالانکہ تم نے بے دینوں (مسلمانوں) کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے۔ اگر تم ابوصفوان کی پناہ میں نہ ہوتے تو آج یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے تھے۔"

حضرت سعدؓ نے کڑک کر جواب دیا۔ "اگر تم ہم کو طواف کرنے سے روکو گے تو ہم تمہارا کوئی تجارتی قافلہ مدینے کے راستہ سے نہیں گزرنے دیں گے۔"

حضرت سعدؓ کے میزبان ابوصفوان نے کہا۔ "اے سعد یہ ہمارے سردار ہیں ان سے درشت لہجہ میں گفتگو نہ کرو۔"

حضرت سعدؓ نے کہا۔ "اے ابوصفوان تم ابوجہل کی بے جا حمایت نہ کرو۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تم مستقبل قریب میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے جاؤ گے۔"

ابوصفوان یہ سن کر تھرا اٹھا۔ اس نے کہا "کیا مسلمان مجھے یہاں آ کر قتل کریں گے؟"

حضرت سعدؓ نے فرمایا "یہ نہیں جانتا"۔ تاہم ابوصفوان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی۔ کچھ عرصہ بعد جب قریش بدر کی لڑائی کے لئے مکہ سے روانہ ہونے لگے تو ابوصفوان کی بیوی نے اسے رسولِ اکرمؐ کی پیشنگوئی یاد دلائی۔ اس پر ابوصفوان نے لشکرِ قریش میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ لیکن ابوجہل نے اسے ترغیب و تحریص کے جال میں پھنسا کر اپنے ساتھ جانے پر آمادہ کر لیا۔ اور وہ جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی پوری ہو گئی۔ (صحیح بخاری)

بیت المقدّس کی فتح کی خبر

حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ وہ غزوۂ تبوک میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپؐ ایک چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ قیامت سے پہلے چند واقعے شمار کر لو۔ پہلا میری موت پھر بیت المقدس کی فتح۔ اس کے بعد آپؐ نے چار باتیں اور بیان فرمائیں۔ حضورؐ کے اس ارشاد کے مطابق بیت المقدس حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں کے ہاتھ پر فتح ہو گیا۔

ترکوں سے جنگ کی خبر

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے مسلمان ایسے لوگوں سے لڑیں گے جن کے چہرے چپٹے ہوں گے اور جن کے جوتے

اور لباس بال کے ہوں گے (صحیح بخاری)

(نوٹ) یہ پیشینگوئی پہلی صدی ہجری کے آخر تک پوری ہو گئی۔

فتح قسطنطنیہ کی خبر

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ یقیناً قسطنطنیہ فتح کرو گے۔ تو اس کا حاکم کتنا اچھا حاکم ہو گا اور اس کو فتح کرنے والی فوج کیسی اچھی فوج ہو گی۔ (مسند احمد)

(نوٹ) حضورؐ کی یہ پیشینگوئی سلطان محمد فاتح اور اس کی فوج ظفر موج کے حق میں پوری ہوئی۔

فاتح ایران کی نشاندہی

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حجۃ الوداع میں حضورؐ کے ہمراہ مکہ معظمہ گئے وہاں جا کر سخت بیمار ہو گئے اور زندگی سے مایوس ہو گئے۔ رسول اکرمؐ انکی عیادت کے لئے تشریف لے گئے حضرت سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں شاید اس مرض سے جانبر نہ ہو سکوں۔ میری وارث ایک لڑکی ہے کیا میں اپنے مال کے دو حصے کے لئے خیرات کی وصیت کر جاؤں۔ حضورؐ نے فرمایا "نہیں"۔ پھر انہوں نے کہا "نصف مال کے لئے" آپ نے فرمایا "نہیں" پھر انہوں نے ایک تہائی مال کے لئے عرض۔ حضورؐ نے فرمایا۔ "بس یہ کافی ہے" اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ خدا نے چاہا تو تم زندہ رہو گے۔

یہاں تک کہ بہت سے لوگوں کو تم سے فائدہ اور بہتیروں کو نقصان پہنچے گا۔

چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص اس بیماری سے شفایاب ہو گئے اور اس واقعہ کے بعد پچاس سال اور جیئے۔ فاروقِ اعظمؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے ایران پر چڑھائی کی تو عساکرِ اسلامی کی قیادت حضرت سعدؓ کو سونپی گئی۔ ایران کا دار السلطنت مدائن انہیں کے ہاتھ پر فتح ہوا گویا اس طرح مسلمانوں کو ان کی ذات سے فائدہ عظیم اور مجوسیوں کو نقصان عظیم پہنچا۔ (صحیحین)

فتح مصر کی خبر

حضرت ابوذرؓ غفاری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تم سرزمین مصر کو فتح کر لو گے جہاں کا قیراط (پانچ جَو سونے کے برابر ایک سکہ) مشہور ہے۔ پس وہاں کے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ تمہارے اور ان کے درمیان قرابت ہے اور جب تم دیکھو کہ دو آدمی ایک اینٹ بھر جگہ کے لئے لڑتے ہوں تو وہاں سے نکل جاؤ۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں مصر فتح ہو گیا۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں عبد الرحمان بن شرحبیلؓ بن حسنہ اور ربیعہ اور اس کے بھائی کو ایک اینٹ کے برابر جگہ کے لئے جھگڑتے دیکھا مجھے حضورؐ کا ارشاد یاد آگیا اور میں وہاں سے نکل آیا۔ (صحیح مسلم)

(نوٹ) حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ حضرت ہاجرہؓ مصر کی رہنے والی تھیں۔

اسی طرح حضرت ماریہ قبطیہؓ جن کے بطن سے حضورؐ کے فرزند ابراہیمؑ پیدا ہوئے قوم قبط سے تھیں جس کا وطن مصر تھا۔ اسی لئے اس حدیث میں حضورؐ نے اہل مصر اور مسلمانوں کے درمیان قرابت بتائی۔

یمن، شام اور عراق کی فتح کی خبر

یمن، شام اور عراق کی فتح کی خبر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سال پہلے ہی دے دی تھی۔ آپ نے فرمایا: "یمن مفتوح ہوگا تو لوگ اپنی سواریوں کو ہنکاتے ہوئے اپنے اہل وعیال اور ان لوگوں کے ساتھ، جو ان کا کہا مانیں گے، آئیں گے۔ حالانکہ مدینہ کا قیام ان کے لئے بہتر تھا اگر وہ سمجھتے۔"
اسی طرح کے الفاظ میں حضورؐ نے شام اور عراق کی فتح کی خبر دی۔

(صحیح مسلم، مؤطا امام مالک)

شام کی طرف ہجرت کی خبر

حضورؐ نے ایک دفعہ فرمایا کہ وہ وقت قریب ہے جب تم لوگ شام کی طرف ہجرت کروگے تو وہ تمہارے لئے فتح کر دیا جائے گا چنانچہ حضورؐ کی رحلت کے بعد شام مسلمانوں نے فتح کر لیا اور پھر عرب سے بکثرت مسلمان وہاں جا کر آباد ہو گئے۔ آج بھی عربوں کی آبادی وہاں سب سے زیادہ ہے۔

(مسند احمد حنبل)

غزوۂ ہند کی خبر

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میری اُمت کے دو گروہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نارِ جہنم سے محفوظ رکھے گا۔ ایک وہ جو ہندوستان کے غزوہ میں شریک ہوگا"

اس حدیث میں حضورؐ نے مسلمانوں کو ہندوستان میں اسلام کے داخلے اور غلبے کی خبر دی۔ (سنن نسائی)

اپنی وفات کی خبر دینا

حجۃ الوداع کے موقع پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ مسلمانوں کے مجمع میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا شاید آئندہ سال تم مجھے نہ پا سکو گے" اس سے پہلے آپ حضرت معاذؓ کو یمن رخصت کرتے ہوئے فرما چکے تھے "اب تم مجھ سے نہ مل سکو گے واپس آؤ گے تو میری قبر اور مسجد کے پاس سے گزرو گے" اسی طرح وصال سے چند دن پہلے فرمایا کہ خدا نے اپنے بندے کو دنیا اور آخرت کی زندگی کا اختیار دیا تو اس نے آخرت کی زندگی کو پسند کیا۔ (صحیحین)

اُمّ المومنین حضرت زینب کی وفات کی اطلاع

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرمؐ نے

ازواج مطہراتؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں سب سے پہلے مجھے وہ ملے گی جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہوں گے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ازواج مطہراتؓ نے سمجھا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد ان کا ناپ ہے۔ چنانچہ وہ لکڑی سے اپنے ہاتھ ناپا کرتی تھیں۔ مگر دراصل ہاتھ کی لمبائی سے حضورؐ کی مراد کشادہ دستی اور فیاضی تھی (حضرت زینبؓ اس وصف میں امتیازی حیثیت رکھتی تھیں اور حضورؐ نے ان کے اسی وصف کی طرف اشارہ کیا تھا) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواجؓ میں سے سب سے پہلے حضرت زینبؓ نے وفات پائی تو ازواج مطہراتؓ حضورؐ کے ارشاد کا اصل مطلب سمجھیں۔ (صحیح مسلم)

حضرت فاطمہ زہراؓ کی وفات کی اطلاع

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں ایک دن حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو اپنے پاس بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر ان کے کان میں کوئی بات کی اسے سن کر وہ رونے لگیں۔ پھر آپ نے دوسری بار ان کے کان میں کوئی بات کہی اسے سن کر وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے فاطمہؓ سے اس طرح رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید ظاہر نہ کروں گی۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو ایک دن میں نے فاطمہ زہراؓ سے اس واقعہ کی حقیقت دریافت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہاں اب

میں بتائے دیتی ہوں۔ پہلی مرتبہ رسول اکرمؐ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میں اسی بیماری میں انتقال کروں گا۔ اس پر میں رونے لگی۔ دوسری بار آپؐ نے فرمایا تھا کہ میرے اہل بیت میں تو سب سے پہلے میرے پاس پہنچے گی اس پر میں ہنسنے لگی۔ (صحیحین)

حضورؐ نے جو کچھ حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے فرمایا تھا۔ وہ حرف بحرف پورا ہوا۔ آپؐ نے اسی بیماری میں وفات پائی اور آپؐ کی وفات کے چھ ہی مہینوں کے بعد حضرت فاطمۃ زہراؓ نے بھی وفات پائی۔

اُمّ ورقہؓ کی شہادت کی خبر

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ بدر کی طرف روانہ ہونے لگے تو ایک صحابیہ حضرت ام ورقہؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ مجھے بھی ساتھ لے چلئے شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تم اپنے گھر ہی میں رہو۔ یہیں اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت نصیب فرمائے گا۔"

حضورؐ کا ارشاد عہد فاروقی میں حضرت امّ ورقہؓ کے حق میں پورا ہو گیا اور وہ اپنے ہی گھر میں رتبۂ شہادت پر فائز ہو گئیں۔ وہ اس طرح کہ ان کے دو نمک حرام ملازموں ایک غلام اور ایک لونڈی نے مل کر رات کے وقت ان کا گلا گھونٹ ڈالا۔ (ابوداؤد)

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر

ایک دفعہ رسولِ اکرمؐ جبلِ احد پر چڑھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ تھے۔ یکایک ایک پہاڑ تھرایا۔ آپؐ نے اس کو ٹھوکر ماری اور فرمایا "ٹھہر اے اُحد تجھ پر تو ایک نبی ہے ایک صدیق اور دو شہید۔ (صحیح بخاری)

خلافتِ راشدہ کی مدّت کی اطلاع

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت (یعنی خلافتِ راشدہ) میرے بعد تیس برس ہوگی پھر بادشاہی ہو جائے گی۔

(ترمذی۔ ابوداؤد، مستدرک حاکم)

(نوٹ) تیس برس کی مدّت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت پر پوری ہوگئی۔

خلافتِ شیخینؓ کی خبر

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کنوئیں کی جگت پر ایک ڈول پڑا ہے۔ میں نے اس کنوئیں سے اتنے ڈول پانی نکالا جتنا خدا نے چاہا۔ پھر اس ڈول کو ابوبکرؓ بن قحافہ نے لے لیا اور اس کنوئیں سے ایک یا دو ڈول آہستگی (یا ضعف) کے

ساتھ نکالے۔ پھر وہ ڈول بہت بڑا ڈول بن گیا اور اس کو عمر بن خطاب نے لیا اور اس طرح کھینچا کہ میں نے کسی طاقتور آدمی کو اس کی مانند پانی نکالتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو گئے اور کنوئیں کے ارد گرد مجتمع ہو گئے۔ (صحیحین)

حضرت عثمانؓ کے خونِ ناحق کی خبر

۱ - حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر کیا اور حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ اس میں بے گناہ مارے جائیں گے (ترمذی)

۲ - حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ اے عثمان بے شک اللہ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا پھر اگر منافقین چاہئیں کہ وہ قمیص تم اتار دو تو مت اتارنا۔ یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کر د۔

(مسند احمد، ترمذی، حاکم، ابن ماجہ)

۳ - ایک دن رسول اکرمؐ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے اتنے میں حضرت ابوبکرؓ باغ کا دروازہ کھلوا کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کو جنت کی بشارت دی۔ حضرت عمرؓ حاضر ہوئے آپؐ نے ان کو بھی جنت کی بشارت دی۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے تو آپؐ نے ان کو جنت کی بشارت کے ساتھ ایک خوفناک فتنہ کی بھی اطلاع دی جس سے انہیں سابقہ پڑنے والا تھا اور یہی فتنہ ان کی شہادت کا سبب بنا۔ (صحیح مسلم)

حضرت عمر فاروق کے بعد فتنوں کے ظہور کی اطلاع

۱ - ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کی طرح موجیں مارنے والے فتنے کی نسبت جو فرمایا تھا کس کو زیادہ یاد ہے۔ حضرت حذیفہ رضؓ نے کہا۔ اے امیر المومنین آپ کا اس فتنہ سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ حضورؐ کے ارشاد کے مطابق آپ کے اور اس فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔

حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کیا یہ دروازہ توڑ ڈالا جائے گا یا کھولا جائے گا۔ حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا کہ حضورؐ کی حدیث کے مطابق یہ دروازہ توڑ ڈالا جائے گا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا "تو پھر یہ دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔"

بعد میں حضرت حذیفہؓ سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت عمر رضؓ کو معلوم تھا کہ وہ دروازہ کون تھا؟

حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا کہ بیشک ان کو اس دروازہ کا علم تھا در اصل یہ دروازہ خود حضرت عمر رضؓ کا وجود تھا۔ جب وہ دنیا سے اٹھا لئے گئے تو سمندر کی طرح موجیں مارنے والے فتنوں نے سر اٹھا لیا۔

۲ - ایک دفعہ حضرت عمر رضؓ کی ملاقات حضرت ابوذر غفاریؓ سے ہوئی، انہوں نے حضرت ابوذرؓ کا ہاتھ پکڑ کر دبا دیا۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا۔ میرا ہاتھ چھوڑ اے فتنہ کے قفل۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے ابوذرؓ یہ کیا کہہ رہے ہو۔

حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ ایک دن ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں بیٹھے تھے کہ آپؓ آئے اور لوگوں کے پیچھے بیٹھ گئے۔ حضورؐ نے آپ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جب تک یہ شخص تم میں موجود ہے تمہارے درمیان کوئی فتنہ پیدا نہ ہوگا۔ (صحیحین)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادتؓ کی خبر

۱۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا "اے علیؓ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اگلی امتوں میں سب سے زیادہ شقی کون تھا اور اس اُمت میں سب سے زیادہ شقی کون ہے؟"

حضرت علیؓ نے عرض کی "یارسول اللہ میں نہیں جانتا"!

حضورؐ نے فرمایا "اگلی امتوں میں سب سے بدبخت قوم ثمود کا وہ سُرخ رنگ آدمی تھا جس نے ناقۃ اللہ کی کونچیں کاٹیں۔ اور اس امت کا بدبخت ترین آدمی وہ ہے جو تمہاری گردن (یا سر) پر تلوار مارے گا یہاں تک کہ تمہاری ریش تمہارے خون سے سرخ ہو جائے گی اور اسی تلوار سے تم شہید ہوگے (مسند احمد)

۲۔ ایک اور موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اے علیؓ آگاہ رہو کہ میرے بعد تمہیں مصیبت پیش آئے گی۔

حضورؐ نے فرمایا "ہاں تمہاری سلامتی دین کے ساتھ۔ (مستدرک حاکم)

جنگِ جمل کی خبر

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہراتؓ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے فرمایا: "تم میں سے کسی پر حواب کے کتے بھونکیں گے۔"
(حواب عراق میں ایک تالاب کا نام ہے)

جنگ جمل میں جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئیں تو حواب کے تالاب پر کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ اس وقت ان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آ گیا۔ (مسند احمد حنبل)

حضرت زبیرؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کے مقابلہ پر آئیں گے

ایک دن حواری رسولؐ حضرت زبیر بن العوامؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے نہایت محبت سے باتیں کرتے اور ہنستے ہوئے آ رہے تھے۔ رسول اکرمؐ نے ان کو دیکھا اور حضرت علیؓ سے پوچھا۔

"اے علی کیا تم زبیرؓ کو دوست رکھتے ہو؟"

انھوں نے کہا: "بیشک یا رسولؐ اللہ وہ میری پھوپھی کے فرزند ہیں اور میرے دین پر ہیں۔"

پھر حضورؐ نے حضرت زبیرؓ سے پوچھا: "اے زبیرؓ کیا تم علیؓ کو دوست رکھتے ہو؟"

انہوں نے کہا "یا رسول اللہ میں انہیں کیوں دوست نہ رکھوں گا وہ میرے ماموں کے بیٹے ہیں اور میرے دین پر ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ تم علیؓ سے قتال کرو گے۔ اس وقت حق علیؓ کی طرف ہوگا"

چنانچہ جنگ جمل میں جب حضرت زبیرؓ حضرت علیؓ کے مقابل ہوئے تو حضرت علی مرتضیٰؓ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پاک یاد دلائی۔

حضرت زبیرؓ نے کہا کہ واقعی میں نے حضورؐ کا یہ ارشاد سنا ہے لیکن میں بھول گیا تھا۔ یہ کہہ کر وہاں سے واپس چلے گئے۔ راستے میں ابن جرموز نامی ایک بد بخت نے وادی السباع میں انہیں سوتے ہوئے شہید کر دیا (مسند بیہقی)

اُبَیّ بن خلف کے قتل کی خبر

عروہؓ اور سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور دشمنِ اسلام اُبَیّ بن خلف سے ایک دفعہ فرمایا کہ تم میرے ہاتھ سے قتل ہو گے۔ چنانچہ جنگ اُحد میں ابی بن خلف رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے زخمی ہوا۔ (حضورؐ نے اسے اپنے نیزے کی اَنی سے زخمی کیا) اور اسی زخم سے مر گیا۔

(مسند بیہقی)

حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے مابین لڑائی کی خبر

ایک دفعہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک دو ایسے فریق آپس میں نہ لڑیں جن میں سے ہر ایک کا دعوےٰ ایک ہی ہوگا۔ شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ یہ پیشینگوئی حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے مابین لڑائیوں پر صادق آتی ہے۔ (صحیح مسلم و شرح مسلم)

حضرت عمّار بن یاسرؓ کی شہادت کی خبر

غزوۂ خندق میں ایک موقع پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشہور جان نثار اسلام حضرت عمّار بن یاسرؓ کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔ " اے عمارؓ افسوس کہ ایک دن تجھ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا "۔ چنانچہ جنگ صفین میں حضرت عمار بن یاسرؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے (صحیح مسلم)

امام حسنؓ صلح کرائیں گے

حضرت ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرمؐ نے امام حسنؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میرا یہ فرزند سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔ (صحیح بخاری)

خوارج کی اطلاع

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اتنے میں قبیلہ بنو تمیم کا ایک شخص آیا اور کہنے لگا "یا رسول اللہ مالِ غنیمت کی تقسیم میں انصاف فرمائیں"۔

حضورؐ نے فرمایا "میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون کرے گا"۔

حضرت عمر فاروقؓ جو قریب ہی تھے۔ اس شخص کی گستاخی پر سخت غضبناک ہوئے اور حضورؐ سے عرض کی کہ یا رسول اگر اجازت ہو تو اس کی گردن اڑا دوں۔

حضورؐ نے فرمایا "نہیں جانے دو اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے جو کثرت سے نمازیں پڑھیں گے اور روزے رکھیں گے یہاں تک کہ تم کو اپنے نماز روزے ان کے مقابلے میں حقیر معلوم ہوں گے وہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلے کے نیچے نہ اترے گا۔ وہ دین کے حلقے سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ کے پار نکل جاتا ہے۔ ان لوگوں کے اندر ایک سیاہ رنگ کا آدمی پیدا ہو گا جس کے دونوں بازوؤں میں عورت کے پستان کی مانند گوشت لٹکتا ہو گا۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج سے جنگ کی تو مقتولوں میں ایک ایسا آدمی بھی ملا جس کی نشانیاں حضورؐ نے بتائی تھیں۔ (صحیح بخاری)

امام حسینؓ کی شہادت کی خبر

۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنگ صفین کے لئے جا رہے تھے تو راستہ میں نینوی کا مقام آیا۔ انہوں نے امام حسینؓ کو پکار کر کہا کہ اے ابا عبداللہ صبر کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ جب ہم کنارۂ فرات پر پہنچے تو میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپؓ نے کیا فرمایا تھا انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے جبریلؑ نے خبر دی ہے کہ حسینؓ کنارۂ فرات پر قتل ہوں گے اور مجھے ایک مٹھی وہاں کی مٹی کی دکھا دی۔ (ابونعیم۔ سر الشہادتین)

۲۔ حضورؐ نے ایک دفعہ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں نے یحییٰؑ کے قتل کا بدلہ ستر ہزار سے لیا تھا اور تیرے نواسے کے قتل کا بدلہ ستر ہزار سے لوں گا۔ (مسند حاکم)

چنانچہ امام حسینؓ کی شہادت کے بعد مختار بن ابی عبید ثقفی نے قاتلانِ حسین سے اسی قدر انتقام لیا۔

عبداللہ بن عباسؓ خلیفوں کے باپ ہونگے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ تولد ہوئے تو ان کی والدہ ام الفضلؓ ننھے کو گود میں لے کر رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپؐ نے نومولود کے کانوں میں اذان اور اقامت کہی اور اپنا لعابِ دہن اس کے

منہ میں ڈالا۔ پھر آپؐ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور ام الفضلؓ سے فرمایا کہ لے جاؤ خلیفوں کے باپ کو۔ ام الفضلؓ کہتی ہیں کہ میں نے یہ بات حضرت عباسؓ کو بتائی تو وہ حضورؐ کی خدمت میں گئے اور اس بات کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ واقعی عبداللہ خلیفوں کا باپ ہے۔ (ابو نعیم)

اس حدیث میں حضورؐ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عباسؓ کی اولاد میں متعدد خلفاء ہوں گے چنانچہ خلفائے بنی عباس ان کی اولاد میں ہوئے اور پانچ سو برس سے زیادہ ان کی خلافت ہوئی۔

کفّار کا زور ٹوٹنے کی خبر

غزوۂ خندق میں کفّار کا لشکر محاصرہ اٹھا کر چلا گیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ اب وہ ہم پر لشکر کشی نہ کر سکیں گے بلکہ ہم ان پر لشکر کشی کریں گے۔

(صحیح بخاری)

چنانچہ غزوۂ خندق کے بعد کفّار کو کبھی مدینہ پر چڑھائی کرنے کی جرأت نہ ہوئی حتیٰ کہ حضورؐ نے مکہ پر چڑھائی کی اور اسے فتح کر لیا۔

کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ میں ہو گی

عثمان بن طلحہؓ جو کلید بردار کعبہ تھے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایام جاہلیت میں کعبے کو دوشنبہ اور جمعرات کے دن کھولا کرتے تھے۔ ایک دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ کعبے میں داخل ہونے

کے لئے آئے تو میں نے آپؐ کے ساتھ درشت کلامی کی اور کعبے میں داخل ہونے سے روکا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اے عثمانؓ ایک دن کعبے کی کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی۔ میں نے کہا کہ اس دن قریش مر جائیں گے اور ذلیل ہو جائیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں اس دن قریش کو زیادہ عزت حاصل ہوگی۔ چنانچہ فتح مکّہ کے دن حضورؐ فاتحانہ تشریف لائے تو آپؐ نے کعبہ کی کنجی مجھ سے منگائی۔ اسے اپنے دستِ مبارک میں پکڑا اور مجھے واپس لوٹا دی۔ پھر مجھ سے فرمایا کیوں عثمان یاد ہے کہ میں نے ایک دن تم سے کہا تھا کہ کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی۔ اب بتاؤ یہ بات پوری ہوئی یا نہیں میں نے عرض کی بیشک پوری ہوئی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

(طبقات ابنِ اسد)

غزوۂ حنین میں فتح کی خبر

سہل بن حنظلہؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین سے ایک دن پہلے ایک سوار نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں فلاں پہاڑ پر چڑھا تھا۔ وہاں سے میں نے دیکھا کہ قبیلہ ہوازن کے تمام لوگ اپنے اونٹ اور مویشی لے کر حنین میں آ گئے ہیں حضورؐ مسکرائے اور فرمایا کہ یہ سب (کثیر التعداد) مال مویشی کل انشاء اللہ مسلمانوں کی غنیمت ہوں گے (ابوداؤد)

دوسرے دن لڑائی میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اور دشمن کے بے شمار مویشی مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔

دومۃ الجندل کے حاکم کی گرفتاری کی خبر

غزوۂ تبوک کے موقع پر رسولِ اکرمؐ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو دومۃ الجندل پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہاں کا حاکم اکیدر نیل گائے کے شکار میں مشغول ہوگا اور تم اسے گرفتار کرلوگے۔ چنانچہ خالد بن ولیدؓ وہاں گئے تو فی الواقعہ وہ اپنے قلعہ سے باہر آکر نیل گایوں کا شکار کر رہا تھا۔ معمولی لڑائی کے بعد وہ حضرت خالدؓ کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔

(بیہقی۔ ابن اسحاق)

ہولناک آندھی کی خبر

غزوۂ تبوک میں ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات کو ہولناک آندھی آئے گی۔ اس میں کوئی شخص نہ اٹھے اور جس کے پاس اونٹ ہو وہ اسے مضبوطی سے باندھ لے۔ چنانچہ اس رات کو شدید آندھی آئی۔ ایک شخص اس میں اٹھا اس کو آندھی اڑا لے گئی اور بہت دور جا پھینکا۔

(صحیحین)

ایک کذاب اور ایک ظالم کی خبر

ایک دفعہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کہ قبیلہ ثقیف میں دو شخص پیدا ہوں گے ان میں ایک کذاب ہوگا اور دوسرا اسفاک۔ چنانچہ جب حجاج بن یوسف ثقفی نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی نعش کو سولی پر لٹکا دیا تو پھر اس نے ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ کو بلا بھیجا۔ حضرت اسماءؓ نے جانے سے انکار کر دیا۔ اب حجاج خود ان کے پاس گیا اور حضرت اسماءؓ کے ساتھ اس کے کئی سوال و جواب ہوئے۔ بالآخر حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بنو ثقیف میں ایک کذّاب اور ایک سفّاک پیدا ہوگا۔ سو کذّاب (مختار بن ابی عبید ثقفی) کو تو ہم نے دیکھ لیا۔ اور سفّاک کے متعلق میرا گمان ہے کہ تم ہی ہو۔ حجّاج اب کان لپیٹ کر واپس چلا گیا۔ (صحیح مسلم)

جھوٹے نبیوں کی خبر

رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تیس کاذب دجّال پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعوےٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔

(صحیح مسلم)

تاریخ بتاتی ہے کہ مسیلمہ کذاب کے وقت سے لے کر آج تک تیس کے قریب جھوٹے مدعیانِ نبوت گزر چکے ہیں۔

حدیث کا انکار کرنے والے لوگوں کی خبر

رسول اکرمؐ نے ایک دن صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم لوگوں میں سے کسی کو اس طرح پاؤں کہ وہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور جب اس کے سامنے میری حدیث بیان کی جائے تو کہے کہ ہم نہیں جانتے ہم تو اسی کو مانتے ہیں جو ہم نے قرآن میں پایا ہے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت ثابت بن قیسؓ کی شہادت کی خبر

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مشہور صحابی حضرت ثابت بن قیسؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ثابت تم اپنی زندگی عمدہ طور پر بسر کرو گے اور تمہاری موت شہادت کی موت ہوگی۔ چنانچہ حضرت ثابتؓ نے نہایت عمدگی سے زندگی بسر کی اور بالآخر جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذّاب کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

(مسند بیہقی)

حجاز میں ایک خوفناک آگ کی خبر

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ قیامت کے آنے سے پہلے ملک حجاز میں ایک آگ نکلے گی جس کی روشنی بُصریٰ (شام کے ایک

شہر) کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔ (صحیح مسلم)

شارحین حدیث اور مورخوں کا بیان ہے کہ ۳ر جمادی الآخر ۶۵۴ھ بروز جمعہ بعد عشاء وہ آگ سرزمینِ حجاز میں مدینہ طیبہ کے قریب ظاہر ہوئی یہ قریباً اڑتالیس مربع میل علاقے پر محیط تھی اور اس کی بلندی نو فٹ کے قریب تھی۔ یہ آگ سیلاب کی طرح چلتی تھی اور دریا کی طرح موجیں مارتی تھی۔ اس میں رعد جیسی کڑک تھی۔ اس میں ایک حیرت انگیز بات یہ تھی کہ پتھروں کو جلا دیتی تھی لیکن درختوں پر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ اور نہ انسان اس کی گرمی محسوس کرتے تھے۔ اس آگ کو مکہ معظمہ، شہر بُصریٰ، تیما اور صحرا سے بھی دیکھا گیا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ قیامت آگئی اور وہ بارگاہِ الٰہی میں توبہ و استغفار کرتے تھے۔ یہ آگ ستائیس رجب ۶۵۴ھ کو حکم الٰہی سے خود بخود ہی فرو ہو گئی۔ اس آگ کا حال بتواتر معلوم ہے۔ علامہ قسطلانیؒ، امام نوویؒ، علامہ ذہبیؒ، علامہ سمہودیؒ، علامہ جلال الدین سیوطیؒ، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور متعدد دوسرے علمائے کبار نے اس آگ کا حال تفصیل سے بیان کیا ہے۔

سُود کی کثرت کی اطلاع

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں کوئی شخص سود کھانے سے نہ بچ سکے گا۔ اگر وہ خود (براہ راست) نہیں کھائے گا تو اس کا

غبار یا دھواں اڑ کر اس تک ضرور پہنچے گا۔ (ابوداؤد، نسائی، مسند احمد حنبل)
دورِ حاضر سرورِ کائناتؐ کی اس پیشینگوئی کی حرف بحرف تصدیق کر رہا ہے۔

مصر، شام اور عراق حجاز سے الگ ہو جائیں گے

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرمؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ عراق نے اپنا چاندی کا سکہ (درہم) اور غلّہ کا پیمانہ روک دیا مصر نے اپنی اشرفی اور غلّہ کا پیمانہ روک دیا اور تم وہیں لوٹ گئے جہاں سے چلے تھے۔ وہیں لوٹ گئے جہاں سے چلے تھے وہیں لوٹ گئے جہاں سے چلے تھے۔ (صحیح مسلم)

(نوٹ) یہ حدیث دو پیشینگوئیوں کا مجموعہ ہے ایک یہ کہ علمبرداران حق جو حجاز سے اٹھیں گے۔ شام، عراق اور مصر کو فتح کر لیں گے اور یہ سب ایک متحدہ اسلامی حکومت میں شامل ہوں گے۔ دوسری یہ کہ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ یہ سب ملک حجاز سے الگ ہو جائیں گے۔

تاریخ نے ان دونوں پیشینگوئیوں پر اس طرح مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ آج اسلام کا کوئی بدترین دشمن بھی ان کی صداقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ مدتوں شام، عراق، مصر، حجاز وغیرہ ایک وسیع اسلامی سلطنت میں شامل رہے لیکن آج ان سب میں الگ خود مختار حکومتیں قائم ہیں۔

آخری زمانہ میں یورپین عیسائیوں کا دنیا میں زور ہو جائے گا

ایک دفعہ حضرت ابو مستور قریشیؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ فاتح مصر کے سامنے یہ روایت کی کہ آخری زمانہ میں یورپین عیسائیوں کا دنیا میں زور ہو جائے گا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے انہیں ٹوکا اور کہا کہ دیکھو کیا کہہ رہے ہو۔ سوچ سمجھ کر بات کرو۔ حضرت مستورؓ نے کہا میں تو وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے حضرت عمروؓ بن العاص بولے۔ پھر تو درست ہے آمنا وصدقنا۔ (صحیح مسلم)

یہ روایت اس وقت بیان کی گئی جب مسلمانوں نے قیصر و کسریٰ کے تخت اُلٹ کر رکھ دیئے تھے۔ اور ان کی فتوحات کا سیلاب لاکھوں مربع میل کو گھیرے میں لا چکا تھا۔ اور کسی کے تصور میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ یورپین اقوام ایک دن انتہائی عروج پر جا پہنچیں گی۔

مسلمانوں کے خلاف دنیا کی تمام قومیں اُٹھ کھڑی ہوں گی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ زمانہ آرہا ہے کہ (دنیا کی) قومیں تم پر حملہ کرنے کے لئے ایک دوسرے کو اس طرح پکاریں گی جس طرح کھانے والے کھانے کے پیالہ پر گرتے ہیں۔ صحابہؓ میں سے ایک نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ کیا اس زمانہ میں ہم مسلمان تعداد میں کم ہو جائیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں تم ان دنوں بہت زیادہ تعداد میں ہو گے۔

لیکن تمہاری حالت ایسی ہو جائے گی جیسے سیلاب کے پانی کی سطح پر جھاگ اور خس و خاشاک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب اٹھا لے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا۔ ایک صحابیؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ کمزوری کیسی ہو گی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے کراہت (یعنی موت کا ڈر)

(ابو داؤد۔ مسند بیہقی)

تجارت کی کثرت اور اس میں عورتوں کے حصہ لینے کی خبر

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے خصوصیت کا سلام ہو گا اور تجارت کا زور شور ہو گا حتیٰ کہ عورت بھی اپنے خاوند کا اس کام میں ہاتھ بٹایا کرے گی۔ (مسند احمد حنبل)

چار دوروں کے بعد اخلاقی انحطاط پیدا ہو جائے گا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین دور (زمانہ یا صدی) وہ ہے جس میں میں ہوں۔ پھر اس دور کے لوگ جو میرے بعد ہیں۔ پھر اس دور کے لوگ جو ان کے بعد ہیں، پھر اس دور کے لوگ جو ان کے بعد ہیں۔ پھر ایسا دور آئے گا۔ جس میں لوگ گواہی کے لئے طلب نہیں کئے جائیں گے۔ بلکہ خود جا کر گواہی دیں گے خیانت کرنے والے ہوں گے

امانت دار نہ ہوں گے۔ نذر مانیں گے لیکن دیں گے نہیں۔
(صحیح مسلم)

تشریح - اس حدیث میں حضورؐ نے جن چار دوروں کی طرف اشارہ کیا ہے وہ عہد نبویؐ - عہد صحابہؓ - عہد تابعینؒ اور عہد تبع تابعینؒ ہیں - ان کے بعد آپؐ نے جس دور کی پیشینگوئی فرمائی ہے وہ دورِ حاضر ہے اور اس کی اخلاقی حالت سب کے سامنے ہے۔

اطلاعِ غیب

صدہا میل دُور کے واقعات دیکھنا

۸ھ میں جنگ موتہ پیش آئی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ موتہ کے حاکم نے اسلامی قاصد کو شہید کر دیا۔ چنانچہ حضورؐ نے حاکم موتہ کی سرکوبی کے لئے لشکر تیار کیا اور اس کا سردار حضرت زیدؓ بن حارثہ کو مقرر فرمایا۔ لشکر کی روانگی کے وقت حضورؐ نے فرمایا "اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالبؓ لشکرِ اسلام کے سپہ سالار ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ قائدِ لشکر ہوں گے۔ اور جب وہ بھی راہِ حق میں کام آجائیں تو مسلمان باہمی مشورہ سے اپنا سردار کسی کو بنا لیں" حضورؐ کے یہ ارشادات دراصل پیش آنے والے واقعات کا آئینہ تھے۔ چنانچہ میدانِ جنگ میں پہلے حضرت زیدؓ بن حارثہ شہید ہوئے۔ پھر حضرت جعفرؓ نے جامِ شہادت پیا۔ ان کے بعد حضرت عبداللہؓ بن رواحہ رتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ پھر مسلمانوں نے باہمی مشورہ سے حضرت خالدؓ بن ولید کو اپنا امیر بنا لیا۔

عین اس وقت جب یہ واقعات پیش آ رہے تھے۔ رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے سینکڑوں میل دور مدینہ منورہ میں مسجد نبویؐ

کے منبر پر تشریف فرمایا تھے۔ آنکھوں سے سیلِ اشک رواں تھا اور فرما رہے تھے" نشان لیا زیدؓ نے اور شہید ہوئے۔ نشان لیا اب جعفرؓ نے اور شہید ہوئے۔ نشان لیا اب عبداللہ بن رواحہؓ نے اور شہید ہوئے۔ اب نشان لیا خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے اور اس کو فتح دی گئی" گویا میدانِ جنگ کا نقشہ رسول اکرم صلی اللہ کے بالکل سامنے تھا۔ اسی واقعہ کی بنا پر حضرت خالد بن ولیدؓ کو سیف اللہ کا خطاب عطا ہوا تھا۔

(صحیح بخاری۔ انسؓ)

منافق کو پہچان لیا

غزوۂ حنین میں حضورؐ نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص قزمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ دوزخی ہے۔ جب کفار سے مقابلہ ہوا تو یہ شخص لڑائی میں زخمی ہو گیا۔ لوگوں نے کہا "یا رسول اللہ آپ تو اسے دوزخی فرماتے تھے (حالانکہ یہ جہاد کرتا ہوا زخمی ہو گیا ہے)" حضورؐ نے فرمایا کہ تحقیق یہ دوزخی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد زخموں کی تکلیف سے تنگ آ کر قزمان نے خودکشی کر لی۔ فی الحقیقت یہ شخص منافق تھا۔ (صحیح بخاری۔ ابوہریرہؓ)

ہر سوال کا جواب دینا

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ حاضرین

میں سے بعض اصحاب نے حضورؐ سے کچھ ایسے سوالات کئے جو آپؐ کو ناگوار گزرے اور آپؐ نے جلالِ نبوّت میں آکر فرمایا "سلونی عمّا شئتم" (جو چاہو مجھ سے پوچھ لو) ایک صحابی نے اٹھ کر کہا "یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے" آپؐ نے فرمایا "حذافہ" ایک دوسرے صاحب نے بھی ایسا ہی سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا "سالم غلام شیبہؓ" اور بار بار آپؐ فرماتے جاتے تھے "پوچھو مجھ سے پوچھو مجھ سے" چہرۂ مبارک اس وقت جلالِ نبوت سے تمتما رہا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر فاروقؓ آگے آگے بڑھے اور عرض کی "یا رسول اللہ ہم کو اللہ اپنا پروردگار۔ محمدؐ اپنا رسولؐ اور اسلام اپنا دین پسند ہے۔ (صحیح بخاری)

ظہور آدم سے قیامت تک کے واقعات بتانا

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھ کر تقریر شروع کی اور ظہر کی نماز تک تقریر جاری رکھی۔ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر حضورؐ نے پھر تقریر شروع کی اور عصر تک جاری رکھی۔ نماز عصر پڑھ کر حضورؐ نے غروبِ آفتاب تک سلسلۂ تقریر جاری رکھا۔ اس طویل خطبہ میں حضورؐ نے ظہور آدم سے لے کر قیامت تک کے اہم واقعات بیان فرما دیئے۔ جن صحابہؓ نے یہ خطبہ سنا وہ کہا کرتے تھے کہ بہت کچھ ہمارے حافظہ سے اُتر چکا ہے لیکن ان واقعات میں سے جب کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو ہم کو معاً حضورؐ کے ارشادات یاد آجاتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

خفیہ منصوبے کا راز بتادیا

جنگ بدر کے بعد صفوان بن اُمیہ اور عمیر بن وہب خانہ کعبہ میں اکٹھے ہوئے اور بدر کے مقتولوں کا انتقام لینے کے لئے انھوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ عمیر مدینہ جاکر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے قتل کر آئے اور اگر وہ خود مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا تو اس کے اہل وعیال کی کفالت اور قرض کی ادائیگی صفوان کے ذمہ ہوگی۔ دونوں میں یہ عہد و پیمان ہو چکا تو عمیر زہر میں بجھی ہوئی تلوار لے کر سیدھا مدینہ پہنچا۔ اتفاقاً اس پر حضرت عمرؓ کی نظر پڑ گئی۔ وہ اس کو پکڑ کر دربار نبویؐ میں لے آئے۔ حضورؐ نے پوچھا "عمیر یہاں کس ارادے سے آئے ہو"۔ اس نے کہا۔ اپنے بیٹے کو چھڑانے آیا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا "کیوں نہیں کیا صفوان بن امیہ اور تم نے خانہ کعبہ میں بیٹھ کر میرے قتل کا منصوبہ نہیں بنایا اور تم اسی ارادے سے یہاں نہیں آئے"۔ عمیر حضورؐ سے یہ راز کی بات سن کر سکتے میں آگیا اور بے اختیار بول اٹھا "محمدؐ بیشک آپؐ خدا کے سچے پیغمبر ہیں۔ خدا کی قسم میرے اور صفوان کے سوا کسی تیسرے آدمی کو اس سازش کا علم نہ تھا"۔ عمیر اسی موقع پر مشرف باسلام ہوگئے اور رسول اکرمؐ نے ان کی جان بخشی کر دی۔

دل کا حال جان لیا

حضرت حذیفہؓ ایک دفعہ کئی دن تک رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ ان کی والدہ کو معلوم ہوا تو وہ ناراض ہوئیں کہ تم اتنے دن تک حضورؐ کی خدمت میں کیوں حاضر نہیں ہوئے انہوں نے ندامت کا اظہار کیا اور کہا کہ آج دربارِ نبوت میں حاضر ہو کر اپنی اور آپ کی بخشش کی دعا کراؤں گا۔ چنانچہ وہ مغرب کی نماز میں جاکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عشا کی نماز کے بعد حضورؐ مسجد سے نکلے تو حضرت حذیفہؓ بھی پیچھے پیچھے چلنے لگے حضورؐ نے آواز پہچان کر فرمایا یہ کون حذیفہ خدا تمہاری اور تمہاری ماں کی مغفرت کرے۔" اس طرح حضورؐ نے حضرت حذیفہؓ کے درخواست کرنے سے پہلے ہی ان کی خواہش پوری کر دی۔

(جامع ترمذی)

گوشت کی حقیقت بیان کردی

ایک دفعہ ایک صحابیہؓ نے رسول اکرمؐ کی دعوت کی اور ایک بکری ذبح کی۔ حضورؐ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے گئے حضورؐ نے ابھی گوشت کا پہلا لقمہ چکھا ہی تھا کہ ہاتھ روک لیا اور فرمایا یہ بکری اپنے مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔ صحابیہؓ نے عرض کی "ہاں یا رسول اللہ یہ بکری آلِ معاذ کی ہے۔ ان لوگوں اور ہمارے درمیان کوئی تکلف نہیں وہ ہماری چیز اور ہم ان کی بغیر پوچھے لے لیتے ہیں۔"

(سنن نسائی۔ عن جابرؓ)

سوال پوچھے جانے سے پہلے جواب دیدیا

حضرت وابصہ اسدیؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں یہ ارادہ کر کے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آج آپؐ سے نیکی اور گناہ کی حقیقت دریافت کروں گا۔ ابھی میں نے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکالا تھا کہ حضورؐ نے فرمایا "وابصہ تمہیں بتاؤں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو" میں نے عرض کی "ہاں یارسول اللہ" حضورؐ نے فرمایا "تم مجھ سے نیکی اور گناہ کی حقیقت دریافت کرنے آئے ہو" میں نے عرض کی "یارسول اللہ۔ خدا کی قسم آپ نے سچ فرمایا" پھر حضورؐ نے فرمایا "نیکی وہ ہے جس کے کرنے کے خیال سے تمہارے دل میں خوشی اور اطمینان پیدا ہو۔ اور گناہ وہ ہے جس سے تمہارے دل میں کھٹک پیدا ہو اگرچہ لوگوں نے اسے جائز ٹھہرایا ہو"

(مسند احمد۔ بیہقی)

دوسروں کے سوال خود ہی بتا کر جواب دیئے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد منیٰ میں بیٹھا ہوا تھا کہ دو اشخاص ایک انصاری اور ایک ثقفی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی یارسولؐ اللہ ہم کچھ پوچھنے آئے ہیں۔" حضورؐ نے فرمایا "میں بتاؤں جو تم پوچھنے آئے ہو یا تم خود ہی کہو گے" انہوں نے عرض کی۔

"آپ ہی ارشاد فرمائیے" حضورؐ نے فرمایا "تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ ہم جو اپنے گھر سے بقصدِ خانہ کعبہ آئے اس میں ہمیں کتنا ثواب ہے اور بعد طواف کے دو رکعتوں کا کیا ثواب ہے اور صفا اور مروہ کے درمیان طواف کا کتنا ثواب ہے اور وقوف بعرفات کا کیا ثواب ہے اور قربانی کرنے کا کتنا ثواب ہے اور رمی جمار کا کیا ثواب ہے"

ان دونوں نے عرض کی۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپؐ کو رسول بنا کر بھیجا ہم یہی باتیں پوچھنے آئے تھے۔ (طبرانی)

زہر آلود گوشت کا حال جان لیا

غزوۂ خیبر میں ایک یہودیہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور گوشت میں زہر ملا دیا۔ حضورؐ چند صحابہؓ کے ہمراہ اس کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضورؐ نے پہلا ہی لقمہ اٹھایا تھا کہ صحابہؓ سے فرمایا کہ ہاتھ روک لو۔ اس گوشت میں زہر ملایا گیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے خیبر کے تمام یہودیوں کو جمع کر کے پوچھا کیا تم نے اس عورت سے سازش کر کے اس گوشت میں زہر ملایا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں، لیکن آپ کو کیونکر معلوم ہوا آپؐ نے فرمایا کہ بکری کے اس دست نے مجھ سے کہا۔ اس موقع پر حضورؐ نے بعض یہودیوں سے ان کے باپ کا نام پوچھا۔ انہوں نے غلط بتایا تو حضورؐ نے فرمایا کہ تم جھوٹے ہو تمہارے باپ کا اصل نام یہ ہے۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ واقعی حضورؐ نے

درست فرمایا۔

غائبانہ واقعہ کا حال بتادیا

حضرت صہیب رومیؓ نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تو راستے میں کافروں نے انہیں پکڑ لیا۔ انہوں نے کچھ زرِ نقد دے کر ان سے رہائی حاصل کر لی۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا "ابو یحییٰ تم نے بڑے نفع کا سودا کیا"۔ انہوں نے عرض کی "یا رسول اللہ مجھ سے پہلے یہاں کوئی نہیں آیا۔ لیکن اللہ نے آپؐ کو بذریعہ وحی اس راز کی خبر دے دی۔ (مستدرک حاکم)

لڑائی کے نتیجے کا حال بتا دیا

مسلمانوں نے ۸ھ میں طائف کا محاصرہ کیا۔ جب محاصرے کو کئی دن گزر گئے تو ایک دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کل ہم انشاء اللہ محاصرہ اٹھا کر کوچ کریں گے۔ اس سے آپؐ کی مراد یہ تھی کہ محاصرہ سے طائف کی فتح مقدر نہیں۔ صحابہؓ نے متعجب ہو کر پوچھا۔ یا رسول اللہ کیا ہم فتح حاصل کئے بغیر محاصرہ اٹھا لیں "۔ حضورؐ نے فرمایا "اچھا کل پھر قسمت آزمائی کر لو"۔ دوسرے دن مسلمان جان توڑ کر لڑے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ شام ہوئی تو آپؐ نے فرمایا۔ "کل انشاء اللہ ہم محاصرہ اٹھا کر کوچ کریں گے"۔

مسلمان اب سمجھ گئے کہ جو بات، حضورؐ کے علم میں ہے وہ ہم نہیں جانتے چنانچہ دوسرے دن مسلمان محاصرہ چھوڑ کر عازم مدینہ ہو گئے۔

(صحیحین)

چوری کی اطلاع دے دی

ایک غزوہ میں ایک شخص لڑتا ہؤا مارا گیا۔ کسی نے آکر حضورؐ کو خبر دی کہ یا رسول اللہ فلاں شخص نے جام شہادت پیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ شہادت اس کی قسمت میں کہاں۔ میں نے اس کو دوزخ میں دیکھا ہے کیونکہ اس نے مالِ غنیمت سے ایک عبا چرائی تھی۔

(جامع ترمذی)

ایک منافق کی موت کی خبر دے دی

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرمؐ ایک سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے جب مدینے کے قریب پہنچے تو ایک شدید ہوا چلی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لئے چلی ہے چنانچہ جب آپ مدینے میں داخل ہوئے تو لوگوں نے خبر دی کہ آج رفاعہ بن یزید مر گیا ہے۔ یہ شخص فی الحقیقت بہت بڑا منافق تھا۔

(مسلم)

پوشیدہ دفینے کا حال بتا دیا

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں کافروں کو شکست ہوئی تو حضورؐ کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب (جو اس وقت ایمان نہیں لائے تھے) بھی اسیر ہو کر آئے۔ حضورؐ نے قیدیوں کے عوض فدیہ طلب کیا تو انہوں نے عرض کی کہ میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ زرِ فدیہ ادا کر سکوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ مال کیا ہوا جو تم نے ام الفضل (حضرت عباس کی زوجہ) کے پاس دفن کیا ہے اور اس سے کہہ آئے تھے کہ اگر میں مارا جاؤں تو یہ مال میری اولاد کے لئے ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ خدا کی قسم اس مال کی میرے اور ام الفضل کے سوا کسی کو خبر نہ تھی۔" (مسند احمد)

بغیر پوچھے سوال کا جواب دے دیا

واثلہ بن اسقعؓ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضورؐ کے ارد گرد صحابہؓ کا حلقہ تھا میں حلقے کے درمیان جا بیٹھا۔ کچھ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ کیونکہ وسط حلقہ میں بیٹھنا منع ہے۔ اس پر رسول کریمؐ نے فرمایا کہ "اسے یہیں بیٹھا رہنے دو۔ میں جانتا ہوں جس غرض کے لئے وہ گھر سے آیا ہے" میں نے عرض کی "یا رسول اللہ وہ کیا ہے؟" حضورؐ نے فرمایا "تم یہ بات،

پوچھنے کے لئے گھر سے نکلے ہو کہ برّ کیا چیز ہے اور شک کیا چیز ہے؟"
میں نے کہا "قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے میں اسی لئے گھر سے آیا ہوں"۔

حضورؐ نے فرمایا کہ بِرّ وہ چیز ہے کہ سینے میں ٹھہرے اور دل کو اس پر اطمینان حاصل ہو اور شک وہ چیز ہے کہ سینے میں نہ ٹھہرے پس تو شبہے والی بات چھوڑ کر غیر شبہے والی بات اختیار کر اگرچہ مفتی لوگ اول الذکر کے حق میں فتویٰ دے دیں۔ (ابنِ عساکر)

بغیر اجازت لی ہوئی بکری کا حال بتا دیا

حضرت عاصم بن کلیبؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے جنازے پر تشریف لے گئے۔ میّت کی تدفین کے بعد مرحوم انصاری کی بیوہ نے رسولِ اکرمؐ کی دعوت کی۔ آپؐ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ جب کھانا آیا تو آپؐ نے کھانا شروع کیا۔ ایک لقمہ آپؐ نے منہ میں چبایا اور نگلا نہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے جو مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی ہے۔ میزبان خاتون نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں نے بازار میں بکری خریدنے کے لئے آدمی بھیجا تھا وہاں نہ ملی۔ پھر میں نے اپنے ہمسائے کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ اپنی بکری میرے پاس فروخت کر دے لیکن میرا ہمسایہ گھر میں موجود نہ تھا۔ اس کی بیوی نے بکری بھیج دی۔ حضورؐ نے حکم دیا کہ اس کھانے

کو (غیر مسلم) قیدیوں کو کھلا دو۔ (ابوداؤد۔ بیہقی)

گمشدہ اونٹنی کی خبر دے دی

ایک مرتبہ رسول اکرمؐ کی اونٹنی گم ہوگئی۔ آپؐ نے اس کی بہت تلاش کرائی لیکن نہ ملی۔ اس پر منافقین چہ میگوئیاں کرنے لگے ایک منافق زید بن لصیب کہنے لگا کہ محمدؐ کہتے ہیں کہ میں غیب کی خبریں جانتا ہوں لیکن وہ اپنی گمشدہ اونٹنی کا حال بھی نہیں جانتے سرورِ کائناتؐ کو ان باتوں کی خبر ملی تو آپؐ نے فرمایا کہ میں یہ دعوےٰ نہیں کرتا کہ میں غیب جانتا ہوں لیکن اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے اور اس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی ہے۔ لوگ دوڑتے ہوئے اس گھاٹی میں پہنچے تو اونٹنی کو اسی طرح پایا جیسا حضورؐ نے فرمایا تھا۔

(بیہقی)

پوشیدہ خط کا حال جان لیا

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کا قصد فرمایا تو اس بات کا خاص التزام فرمایا کہ قریشِ مکہ کو مسلمانوں کے عزائم کی خبر نہ ہونے پائے۔ تمام صحابہؓ کو حضورؐ نے ہدایت فرمائی کہ اپنے ارادوں کی اطلاع کسی کو نہ ہونے دیں۔ ایک بدری صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے اہل و عیال مکہ میں تھے۔ ان کی سلامتی کے خیال سے انہوں نے بتقاضائے

بشری کفار مکہ کو مسلمانوں کی لشکر کشی کی خبر دینی چاہی اور ایک خط قریش مکہ کے نام لکھ کر ایک عورت کے ہاتھ مخفی طور پر روانہ کیا۔ جس دن یہ عورت مدینہ سے روانہ ہوئی۔ حضورؐ نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ، حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ کو بلا کر حکم دیا کہ تم روضۂ خاخ تک جاؤ وہاں ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے۔ وہ خط اس سے لے آؤ۔ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہم تینوں گھوڑے دوڑاتے وہاں پہنچے اور عورت کو وہاں پایا۔ ہم نے کہا خط نکال دے۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا کہ خط نکال دے ورنہ ہم تیری تلاشی لیں گے۔ چنانچہ اس نے اپنے بالوں کے جُوڑے میں سے خط نکال کر دیا۔ یہ خط اگر قریشِ مکہ کو پہنچ جاتا تو مسلمانوں کے لئے مہیب خطرے پیدا ہو سکتے تھے حضورؐ نے حضرت حاطبؓ کو بلا بھیجا اور اس حرکت کا سبب پوچھا انہوں نے کہا کہ میں قریش مکہ پر یہ اطلاع بھیج کر احسان کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ میرے بیوی بچوں کو تکلیف نہ دیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی "یا رسولؐ اللہ آپؐ اجازت دیں تو میں حاطب کی گردن اڑا دوں کہ اس نے یہ منافقانہ حرکت کیوں کی" حضورؐ نے فرمایا "نہیں بدریوں پر اللہ تعالیٰ نے خاص مہربانی کی ہے اور ان کی سب خطائیں معاف کر دی ہیں۔

(صحیحین)

بنو نضیر کی سازش کی اطلاع

یہود بنو نضیر کھل کر تو مسلمانوں کی مخالفت نہیں کر سکتے تھے لیکن در پردہ وہ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن تھے ایک دفعہ حضورؐ چند صحابہؓ کے ساتھ ایک مزدوری کام کے لئے بنو نضیر کے قلعہ میں تشریف لے گئے۔ بدبخت یہودیوں نے آپس میں خفیہ مشورہ کیا کہ یہ حضورؐ کو شہید کرنے کا بہترین موقع ہے چنانچہ سازشیوں میں سے ایک شخص اس دیوار پر چڑھ گیا جس کے نیچے حضورؐ کھڑے تھے۔ اس کا منصوبہ یہ تھا کہ ایک بھاری پتھر آپؐ پر پھینک دے تاکہ آپؐ اس کے نیچے دب کر شہید ہو جائیں حضورؐ کو عین وقت پر اللہ تعالےٰ نے اس سازش کی اطلاع دے دی اور آپؐ فوراً اس جگہ سے ہٹ گئے۔ سورۂ مائدہ کی اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(اے مسلمانو یاد کرو اللہ کے اس احسان کو جو اس نے تم پر کیا کہ جب ایک گروہ نے تم پر دست درازی کا قصد کیا تو خدا نے تم سے ان کے ہاتھوں کو روک دیا۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور مسلمانوں کو چاہئیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں) (سورۂ مائدہ - ع ۲)

اہلِ کتاب کے سوالوں کے جواب

یہودیوں کو روح کی حقیقت بتائی

ایک دفعہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھیت میں جا رہے تھے کہ راہ میں چند یہودی ملے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ محمدؐ سے کچھ پوچھنا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے حضورؐ سے دریافت کیا "محمدؐ بتاؤ روح کی کیا حقیقت ہے" حضور ذرا دیر خاموش رہے اور پھر یہ آیت پڑھی۔

(وہ پوچھتے ہیں کہ روح کیا ہے اے پیغمبر ان سے کہہ دے کہ روح میرے رب کی ایک بات ہے اور تم کو علم کا بہت کم حصہ دیا گیا ہے) (سورۂ بنی اسرائیل ع-۱)

یہودی خاموش ہو گئے۔ (صحیح بخاری)

عبداللہ بن سلامؓ کے تین سوالوں کے جواب

عبداللہ بن سلامؓ مدینہ منورہ میں یہودیوں کے سربرآوردہ عالم تھے اسلام لانے سے پہلے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں آپؐ سے تین سوال کروں گا ان کا

جواب سوائے ایک پیغمبر کے اور کوئی نہیں دے سکتا۔ چنانچہ انہوں نے یہ تین سوال کئے۔

۱۔ قیامت کی پہلی علامت کیا ہے؟

۲۔ اہل جنت کی پہلی غذا کیا ہوگی؟

۳۔ بچہ کبھی ماں سے اور کبھی باپ سے کیوں مشابہ ہے۔

حضورؐ نے ان سوالوں کے یہ جواب دیئے۔

۱۔ قیامت کی پہلی علامت ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے ہنکا کر مغرب کی طرف لے جائے گی۔

۲۔ اہل جنت کی پہلی غذا مچھلی کا جگر ہوگی۔

۳۔ جب ماں کا نطفہ سبقت کرتا ہے تو بچہ ماں سے مشابہ ہوتا ہے اور جب باپ کا نطفہ سبقت کرتا ہے تو بچہ باپ سے مشابہ ہوتا ہے۔

ایک یہودی عالم کے سوالوں کے جواب

ایک دفعہ ایک یہودی عالم حضورؐ کی خدمت میں آیا اور آپؐ سے یہ سوالات دریافت کیئے۔

۱۔ محشر کے دن جب زمین اور آسمان بدلے جائیں گے۔ مخلوق خدا کہاں ہوگی۔

۲۔ سب سے پہلے جنت میں کس کو جگہ ملے گی۔

۳ - بچہ کبھی لڑکی اور کبھی لڑکا کیوں ہوتا ہے۔

حضورؐ نے ان سوالوں کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

۱ - اس وقت لوگ پل کے پیچھے تاریکی میں ہوں گے۔

۲ - ان غریبوں کو جن کو راہِ حق میں گھر بار چھوڑنا پڑا۔

۳ - مرد کا نطفہ سپید ہوتا ہے اور عورت کا زرد جب یہ دونوں ملتے ہیں تو اگر مرد کا نطفہ غالب ہوتا ہے تو لڑکا اور اگر عورت کا نطفہ غالب ہوتا ہے تو لڑکی پیدا ہوتی ہے۔

یہودی نے یہ جواب سن کر کہا کہ بے شک آپ پیغمبر ہیں۔

یہودیوں کے چار سوالوں کے جواب دیئے

ایک دفعہ چند یہودی حضورؐ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہم آپؐ سے چند سوال کرنا چاہتے ہیں جن کا جواب ایک پیغمبر کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ حضورؐ نے فرمایا تم جو چاہو پوچھ سکتے ہو لیکن وعدہ کرو کہ اگر میرے جوابات صحیح ہوئے تو تم اسلام قبول کر لو گے۔ انہوں نے کہا ہم کو یہ شرط منظور ہے۔ پھر انہوں نے یہ چار سوال پیش کئے۔

۱ - حضرت یعقوبؑ نے تورات کے نازل ہونے سے پہلے جو کھانا اپنے اوپر حرام کر لیا تھا وہ کیا واقعہ تھا؟

۲ - ایک ہی نطفہ میں کبھی لڑکا اور کبھی لڑکی کیوں ہو جاتی ہے؟

۳ - تورات میں نبی امّی کی کیا پہچان بتائی گئی ہے؟

۴ ۔ فرشتوں میں سے تمہارا دوست کون ہے ؟

حضورؐ نے فرمایا اپنے سوالوں کے جواب سنو۔

۱ ۔ ایک دفعہ حضرت یعقوب سخت بیمار ہو گئے انہوں نے نذر مانی کہ اگر میں صحت یاب ہو گیا تو کھانے پینے کی جو چیز مجھ کو سب سے زیادہ مرغوب ہے اس کو ترک کر دوں گا۔ چنانچہ صحت یاب ہونے پر انہوں نے اونٹ کا گوشت اور دودھ ترک کر دیا کیونکہ یہی ان کی مرغوب ترین غذا تھی ۔

۲ ۔ مرد کا نطفہ گاڑھا اور سفید ہوتا ہے اور عورت کا زرد اور پتلا۔ ان میں سے جو غالب ہوتا ہے خدا کے حکم سے وہ نطفہ بھی اسی جنس سے ہو جاتا ہے ۔

۳ ۔ اس نبی کی آنکھیں سوئیں گی اور دل نہیں سوئے گا۔

۴ ۔ میرا رفیق جبریلؑ ہے اور وہ ہر پیغمبر کا رفیق رہا ہے۔

یہودیوں نے آپؐ کے سب جوابات درست تسلیم کئے مگر اپنا وعدہ پورا کرنے سے اس بنا کر مکر گئے کہ جبریل ان کا دشمن ہے ۔

(مسند ابو داؤد ۔ طیالسی)

شفائے امراض

خطرناک زخم ٹھیک ہو گیا

غزوۂ بدر میں حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو ساق (پنڈلی) پر ایسا زخم آیا کہ جان کے لالے پڑ گئے۔ انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا زخم دکھایا۔ حضورؐ نے تین بار دم کیا وہ بالکل اچھا ہو گیا اور صرف نشان باقی رہ گیا۔ (بخاری۔ یزید بن ابی عبید)

اندھے صحابی بینا ہو گئے

ایک بار ایک نابینا صحابی رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "یا رسولؐ اللہ دعا فرمائیں کہ میں بینا ہو جاؤں"۔ حضورؐ نے فرمایا۔ "اُٹھ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ اور پھر صدق دل سے دعا مانگ[1]"۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ان کی آنکھیں کٹورہ سی کھل گئیں۔

[1] حدیث میں اس دعا کے الفاظ بھی درج ہیں اور وہ یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ اَنْ یَّکْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ۔

گویا کبھی نابینا تھے ہی نہیں۔ (ترمذی۔ نسائی۔ عثمان بن حنیفؓ)

ٹوٹی ہوئی ہڈی ٹھیک ہوگئی

ابورافع یہودی اسلام اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ اور دشمنوں سے ملا ہوا تھا۔ اس کی سرکوبی کے لئے حضرت عبداللہ بن عتیکؓ چند انصاری جوانوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ابورافع کی رہائش ایک چھوٹے قلعہ (گڑھی) میں تھی۔ حضرت عبداللہؓ اس قلعہ میں داخل ہوئے تو رات کی سیاہی بہت گہری تھی۔ انہوں نے اندھیرے میں تلوار چلائی لیکن وار کارگر نہ ہوا۔ اور ابورافع بیدار ہوگیا غضبناک ہوکر چلایا کہ کسی نے مجھ پر تلوار چلائی ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے اب آواز پر وار کیا اور ابورافع کو قتل کر ڈالا۔ قلعہ سے نکلتے وقت ان کا پاؤں زینہ سے پھسل گیا اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ انہوں نے اپنی پنڈلی پگڑی سے کس کر باندھی اور لنگڑاتے ہوئے رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اپنا پاؤں پھیلاؤ۔" حضرت عبداللہؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ حضورؐ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیر دیا اور پنڈلی آناً فاناً صحیح وسالم ہوگئی۔ گویا کبھی اسے صدمہ پہنچا ہی نہ تھا۔

(صحیح بخاری۔ براء بن عازبؓ)

حضرت خالدؓ کا زخمی پاؤں ٹھیک ہو گیا

غزوۂ حنین میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاؤں میں شدید زخم لگا لڑائی کے بعد رسولِ اکرمؐ کو ان کے زخمی ہونے کا حال معلوم ہوا تو آپؐ ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ وہ کجاوہ سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور زخم کی وجہ سے چلنے پھرنے سے عاری تھے حضورؐ نے ان کے زخم پر اپنا لعابِ دہن ڈال دیا۔ اور وہ اسی وقت مندمل ہو گیا گویا کبھی زخم لگا ہی نہ تھا۔ (مسند احمد بن حنبلؒ)

نابینا صحابی کی بصارت عود کر آئی

حضرت حبیب بن فدیکؓ کے باپ کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا۔ اور بالکل نابینا ہو گئے۔ وہ رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضورؐ نے ان کی آنکھوں پر دم کیا۔ اسی وقت ان کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں راوی کا بیان ہے کہ میں نے انہیں ۸۰ برس کی عمر میں سوئی میں دھاگہ ڈالتے دیکھا

(بیہقی۔ طبرانی۔ ابن شیبہ)

جلا ہوا ہاتھ ٹھیک ہو گیا

محمدؓ بن خاطب ایک صحابی ہیں۔ جب وہ بچہ تھے تو آگ میں گر پڑے (یا بروایت دیگر ہنڈیا الٹ کر ان کے ہاتھ پر جا پڑی) اور

ان کا ہاتھ جل گیا۔ ان کی ماں ان کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں حضورؐ نے جلے ہوئے ہاتھ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور پھر لعابِ دہن لگا کر دعا کی۔ اسی وقت اچھا ہو گیا۔ (بیہقی۔ نسائی)

مرض استسقاء دور ہو گیا

ابن ملاعب الاسنّہ مرض استسقاء میں مبتلا ہو گئے اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قاصد بھیجا اور دعا کی درخواست کی۔ حضورؐ نے ایک مٹھی مٹی لے کر اس میں اپنا لعابِ دہن ملا دیا اور قاصد کو دے کر فرمایا کہ اسے پانی میں گھول کر مریض کو پلا دینا۔ قاصد نے واپس جا کر ایسا ہی کیا اور ابنِ ملاعب جن کی حالت نازک ہو چکی تھی بالکل اچھے ہو گئے۔ (ابو نعیم۔ واقدی)

علی مرتضیٰؓ کا آشوب چشم دور ہو گیا

غزوۂ خیبر میں جب مشہور یہودی جنگجو مرحب کا قلعہ سخت کوشش کے باوجود سر نہ ہو سکا تو رسولِ اکرمؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا بھیجا۔ وہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے اور آنکھوں میں ایسی شدید تکلیف تھی کہ کسی کے سہارے کے بغیر چلنا بھی دوبھر تھا۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ ان کا ہاتھ پکڑ کر حضورؐ کی خدمت میں لے آئے۔ حضورؐ نے اپنا لعابِ دہن حضرت علیؓ کی آنکھوں میں مل دیا اور دَم کر دیا۔ وہ اسی وقت اچھے

ہوگئیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کبھی آشوب ہوا ہی نہیں اب حضورؐ نے انہیں علَم عطا فرمایا اور اللہ تعالےٰ نے ان کے ہاتھ پر قلعہ فتح کرادیا۔ (صحیحین)

شدید زخم فی الفور مندمل ہوگیا

حضرت خبیب بن میافؓ کو غزوۂ بدر میں کندھوں کے درمیان نہایت شدید زخم آیا۔ رسولِ اکرمؐ نے انہیں دیکھا تو ان کے بدن کے دونوں حصوں کو جن میں زخم نے شگاف ڈال دیا تھا ملادیا اور پھر اس پر دم کیا۔ زخم فی الفور مندمل ہوگیا اور خبیبؓ پھر لڑائی میں شریک ہوگئے۔ (بیہقی)

تیر کا زخم مندمل ہوگیا

حضرت ابوقتادہؓ کو غزوۂ ذیقرد میں تیر لگ گیا۔ رسولِ اکرمؐ نے ان کے زخم پر لعابِ دہن لگادیا اور وہ اسی وقت مندمل ہوگیا۔
(ترمذی۔ بیہقی)

زخمی آنکھ ٹھیک ہوگئی

حضرت قتادہ بن نعمانؓ جنگ احد میں دادِ شجاعت دے رہے تھے کہ ناگہاں دشمن کا ایک تیر ان کی آنکھ میں پیوست ہوگیا اور آنکھ

رخسار پر بہ آئی - ان کو حضورؐ کے سامنے لائے تو آپؐ نے باہر نکلی ہوئی آنکھ کو اپنے دستِ مبارک میں پکڑ کر ان کے خانۂ چشم میں رکھ دیا۔ وہ آنکھ اسی وقت ٹھیک ہو گئی۔ بلکہ پہلے سے زیادہ روشن اور خوبصورت ہو گئی۔ حضرت قتادہؓ کی اولاد ہمیشہ اس بات پر فخر کیا کرتی تھی کہ ان کے جد کی آنکھ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے ٹھیک ہوئی۔ (بیہقی - محمد بن اسحاق)

گونگا بچہ ٹھیک ہو گیا

حجۃ الوداع میں ایک عورت اپنے بچے کو لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی "یا رسول اللہ میرا بچہ کوئی بات نہیں کرتا" حضورؐ نے پانی منگا کر ہاتھ دھویا اور کلّی کی اور فرمایا کہ اس پانی میں سے کچھ اس بچے پر چھڑک دو اور کچھ اسے پلا دو۔ دوسرے سال وہ عورت آئی تو اس نے بیان کیا کہ اس پانی کی برکت سے بچہ خوب باتیں کرنے لگا۔ (سنن ابن ماجہ)

حافظہ کی کمزوری دور ہو گئی

ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میں قرآن یاد کرتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں۔ حضورؐ نے انہیں ایک دعا بتائی اور فرمایا کہ نماز پڑھ کر یہ

دعا مانگا کرو۔ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ پہلے چار چار آیتیں یاد کرتا تھا اب چالیس چالیس آیتیں یاد ہو جاتی ہیں۔ پہلے بات حافظہ سے اتر جاتی تھی اب ذرا ذرا چیز یاد رہتی ہے۔ (ترمذی۔ مستدرک حاکم)

بلا دُور ہو گئی

رسولِ اکرمؐ ایک دفعہ سفر میں تھے۔ راستے میں ایک عورت اپنے کمسن بچّہ کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ اس بچّے کو دن میں کئی بار کسی بلا کا دورہ پڑتا ہے حضورؐ نے بچے کو کجاوہ کے سامنے بٹھا کر تین بار فرمایا "اے خدا کے دشمن نکل میں اللہ کا رسول ہوں" اس کے بعد وہ عورت بچّے کو لے کر چلی گئی۔ کچھ مدّت بعد وہ دو دُنبے لے کر حضورؐ کی خدمت میں پھر آئی۔ اور عرض کی "یا رسول اللہ خدا کی قسم پھر بچّے کو کبھی اس بلا کا دورہ نہیں ہوا۔ یہ دو دُنبے ہدیہ قبول فرمائیے۔ حضورؐ نے ایک دُنبہ قبول فرما لیا اور دوسرا واپس کر دیا۔ (مسند احمد حنبلؒ۔ یعلیٰ بن مرّہؓ)

نسیان کا مرض دور ہو گیا

حضرت عثمانؓ بن ابی العاصؓ طائف کے عامل تھے۔ ایک دفعہ وہ رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "یا رسول اللہ

میں نماز پڑھتا ہوں تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا پڑھتا ہوں"۔ حضورؐ نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور منہ میں دم کیا ان کا مرض بالکل دور ہو گیا۔ (ابن ماجہ)

علی مرتضٰےؓ شدید علالت سے صحت یاب ہو گئے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ایک بار میں اتنا سخت بیمار ہوا کہ موت کی دعا کرنے لگا۔ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے مجھے تنبیہہ فرمائی اور پھر دعا فرمائی کہ یا اللہ اسے شفا دے۔ میں اسی وقت اچھا ہو گیا اور پھر مجھے کبھی ویسی تکلیف نہیں ہوئی۔ (بیہقی)

ہاتھ کی رسولی دور ہو گئی

حضرت شرجیل جعفیؓ کی ہتھیلی میں (رسولی کی قسم کا) ایک غدود تھا۔ جس کی وجہ سے وہ نہ گھوڑے کی باگ تھام سکتے تھے اور نہ ہاتھ میں تلوار پکڑ سکتے تھے۔ انہوں نے رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تکلیف کا حال بیان کیا۔ حضورؐ نے ان کی ہتھیلی کے غدود پر اپنی ہتھیلی کو جما کر زور سے چکر دیا۔ یہاں تک کہ وہ غدود بالکل جاتا رہا۔ اور اس کا نشان تک باقی نہ رہا۔

(طبرانی ۔ بیہقی)

پچکا ہوا پاؤں ٹھیک ہوگیا

معاویہ بن حکمؓ سے روایت ہے کہ ہم غزوۂ خندق میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ میرے بھائی علی بن حکمؓ نے اپنا گھوڑا خندق میں ڈالا۔ ان کے پاؤں کو خندق کی دیوار سے سخت صدمہ پہنچا جس سے ان کا پاؤں پچک کر رہ گیا۔ وہ گھوڑے پر سوار رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تکلیف بیان کی۔ حضورؐ نے ان کی چوٹ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا بسم اللہ۔ ان کی چوٹ اسی وقت اچھی ہوگئی اور کوئی تکلیف باقی نہ رہی۔ (البوالقاسم بغوی)

پیدائشی گونگا بولنے لگا

سمیّ بن عُطیہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نوجوان کو لائے جو پیدائشی گونگا تھا۔ رسول اکرمؐ نے اس سے پوچھا "لڑکے میں کون ہوں" اس نے فوراً جواب دیا "آپ رسولؐ اللہ ہیں" (بیہقی)

جنون دُور ہوگیا

ایک صاحب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا بھائی بیمار ہے اس کی صحت یابی

کے لئے دعا فرمائیے۔ حضورؐ نے پوچھا اسے کیا بیماری ہے انہوں نے کہا" اسے جنون کے دورے پڑتے ہیں" حضورؐ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ" وہ آیا تو حضورؐ نے قرآن مجید کی متعدد سورتیں پڑھ کر اس پر دم کیا۔ جب وہ اٹھا تو کامل طور پر شفایاب ہو چکا تھا اور جنون کا نام و نشان تک باقی نہ رہا تھا۔ (ابن ماجہ)

رسول اکرمؐ کی بتائی ہوئی دافع مرض دُعا

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور فرمایا" یہ دعا سات دفعہ پڑھو اور اپنا ہاتھ بدن پر پھیرو" حضرت عثمانؓ نے ایسا ہی کیا اور ان کی بیماری بالکل دور ہو گئی۔ چنانچہ وہ اپنے احباب کو بھی یہ دعا بتایا کرتے تھے۔ (ترمذی)

نسیان کا عارضہ دور ہو گیا

حضرت ابوہریرہؓ کو ایک دفعہ نسیان کا عارضہ ہو گیا۔ وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مرض کا حال بیان کیا۔ حضورؐ نے فرمایا" اپنا دامن پھیلاؤ" حضرت ابوہریرہؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ حضورؐ نے ان کے دامن میں اپنا دست مبارک ڈالا اور فرمایا کہ اب اسے سمیٹ لو۔ حضرت ابوہریرہؓ نے ایسا ہی کیا۔ اس کے

بعد انہیں پھر کبھی نسیان کا عارضہ نہ ہوا بلکہ ان کا حافظہ پہلے سے بھی زیادہ قوی ہو گیا۔ (صحیح بخاری)

گونگا لڑکا باتیں کرنے لگا

ام جندبؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا۔ وہ باتیں نہیں کرتا تھا۔ حضورؐ نے اس کے منہ میں پانی کی کُلّی ڈال دی اور دونوں ہاتھ دھو کر ان کا دھوون اس عورت کو دیا کہ لڑکے کو پلا دے اور دونوں آنکھوں کو لگا دے۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ وہ لڑکا فوراً اچھا ہو گیا اور باتیں کرنے لگا۔ پھر وہ لڑکا ایسا عقل مند ہوا کہ لوگ اس پر رشک کرتے تھے۔ (ابنِ ابی شیبہ)

حضورؐ کے لعاب دہن سے زخم مندمل ہو گیا

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن انیسؓ کے سر میں لاٹھی کی ضرب سے شدید چوٹ آئی۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے اس چوٹ پر اپنا لعابِ دہن ڈال دیا۔ اس کے اثر سے وہ چوٹ اچھی ہو گئی۔

(طبرانی)

رسولِ کریمؐ کا لعابِ دہن تریاق بن گیا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے ہمراہ تھے۔ حضورؐ غارِ ثور میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پہلے غار میں جھاڑو دی۔ پھر اپنی پگڑی کو پھاڑ کر اس کے ٹکڑوں سے غار کے سوراخوں کو بند کیا۔ دو سوراخ باقی رہ گئے صدیق اکبرؓ نے ان دونوں میں اپنے پاؤں اڑا دیئے حضورؐ اپنا سر اقدس صدیق اکبرؓ کی گود میں رکھ کر سو گئے۔ ایک سوراخ سے ایک سانپ نے حضرت صدیقؓ کے پاؤں میں کاٹا۔ انہوں نے جنبش نہ کی کہ کہیں حضورؐ کے آرام میں خلل نہ آئے۔ لیکن زہر کے صدمہ سے بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور حضورؐ کے چہرۂ مبارک پر گر پڑے۔ آپؐ بیدار ہو گئے اور صدیق اکبرؓ سے آنسو نکلنے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے عرض کی: "یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے سانپ نے کاٹا ہے" حضورؐ نے اپنا لعابِ دہن اس جگہ پر ڈالا جہاں سانپ نے کاٹا تھا۔ اسی وقت زہر کا اثر جاتا رہا۔ (رزین)

حیوانات اور دوسری اشیاء پر معجزانہ اثر

جلالِ نبوّت سے پہاڑ ہلنے لگا

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حضرت عمر فاروق رضؓ اور حضرت عثمان غنی رضؓ کے ہمراہ ایک پہاڑ (کوہِ حرا یا کوہِ احد) پر چڑھے۔ آپؐ کے جلالِ نبوت سے پہاڑ ہلنے لگا۔ حضورؐ نے پہاڑ کو ٹھوکر ماری اور فرمایا "ٹھہر جا اس وقت تیری پشت پر پیغمبر ہے یا صدیق ہے یا شہید ہے" چنانچہ پہاڑ ساکن ہو گیا۔

(صحیح بخاری)

سست رفتار گھوڑے کی رفتار تیز ہو گئی

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ اہل مدینہ کو دشمن کے حملے کا اندیشہ ہؤا۔ حضرت ابوطلحہ رضؓ کے ایک گھوڑا تھا جو بہت سست رفتار اور تنگ قدم تھا۔ حضورؐ اسی گھوڑے پر سوار ہو گئے اور سارے مدینہ کا چکر لگا کر واپس تشریف لائے اور فرمایا "ابوطلحہ رضؓ تمہارے گھوڑے کو میں نے دریا پایا" اس کے بعد وہ گھوڑا ایسا تیز رفتار ہو گیا کہ کوئی

گھوڑا اس سے آگے نہیں جا سکتا تھا۔ (صحیح بخاری)

بکریوں نے سجدہ کیا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور ایک انصاری کے ہمراہ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ بکریاں تھیں انہوں نے آپؐ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم پر آپؐ کی تعظیم جانوروں سے زیادہ واجب ہے کیا ہم بھی آپؐ کو سجدہ کر سکتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا "نہیں سوائے خدا کے کسی کو سجدہ نہیں کرنا چاہیئے"

(مسند احمد)

جانور کا آپ کے پاس فریاد کرنا

ایک دفعہ حضورؐ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ بلبلا رہا تھا۔ حضورؐ کو دیکھ کر وہ اور زور سے بلبلانے لگا۔ اور آنکھوں میں آنسو بھر کر آپؐ کی طرف دیکھا۔ حضورؐ نے اس کے سر اور کنپٹی پر اپنا دستِ شفقت پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔ پھر آپؐ نے اس اونٹ کے مالک کو بلا بھیجا جب وہ آئے تو آپؐ نے فرمایا تم جانوروں پر جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری تحویل میں دیا ہے رحم کیا کرو۔ اس اونٹ نے میرے پاس فریاد کی ہے کہ تم اس کو تکلیف دیتے ہو اور بھوکا

رکھتے ہو۔ (ابوداؤد۔ مسند احمد)

آپؐ کے ہاتھ سے ذبح ہونے کے لئے اونٹوں کی بیتابی

ایک دفعہ باختلاف روایت پانچ یا چھ یا سات اونٹ عید کے دن حضورؐ کے سامنے قربانی کے لئے لائے گئے۔ وہ حضورؐ کو دیکھتے ہی آپ کی طرف جھپٹے۔ ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ حضورؐ پہلے اس کی قربانی کریں۔ (طبرانی۔ مسند حاکم۔ ابونعیم)

پہاڑوں اور درختوں سے سلام کی آواز

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ جو پہاڑ اور درخت بھی ہمارے سامنے آتا تھا اس سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللہ کی آواز آتی تھی۔

(صحیح بخاری)

خوشۂ خرما کا چلنا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک اعرابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں کیسے جانوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں کھجور کے

اس درخت کے خوشۂ خرما کو اپنے پاس بلاؤں تو تم میری رسالت کی تصدیق کروگے۔ اس نے کہا "ہاں" چنانچہ آپؐ نے اس خوشۂ خرما کو بلایا وہ درخت سے الگ ہوکر آپ کے قدموں میں آگرا۔ اور پھر آپؐ کے حکم سے اپنی جگہ واپس چلاگیا۔ وہ اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر فوراً مشرف باسلام ہوگیا۔ (ترمذی۔ ابویعلی)

درختوں کا چلنا

یعلی بن مرۃؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک سفر میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک جگہ حضورؐ کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی۔ آپؐ نے چھوہارے کے دو درختوں کو حکم دیا وہ دونوں مل گئے اور آپؐ نے ان کی آڑ میں بیٹھ کر قضائے حاجت کی۔ (مسند احمد۔ بیہقی۔ طبرانی)

حضرت اسامہ بن زیدؓ کا بیان ہے کہ حجۃ الوداع میں میں رسولِ اکرمؐ کے ساتھ تھا۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ قضائے حاجت کے لئے کہیں جگہ ہے؟ میں نے عرض کی کہ اس میدان میں آدمیوں کی کثرت سے کہیں جگہ نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ دیکھو کہیں درخت یا پتھر ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کچھ درخت قریب ہی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ان درختوں سے جاکر کہو کہ رسول اللہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ آپس میں مل جاؤ اور پتھروں سے بھی اسی طرح کہو۔ میں نے جاکر درختوں اور

پتھروں سے اسی طرح کہا۔ خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ وہ درخت باہم مل گئے اور پتھر مثل دیوار کے بن گئے۔ رسول اکرمؐ نے ان کی آڑ میں قضائے حاجت کی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ اب ان سے کہو کہ الگ ہو جائیں۔ میں نے ایسا ہی کہا۔ خدا کی قسم تمام درخت اور پتھر جدا ہو کر اپنی جگہ پر چلے گئے۔

(ابو یعلی۔ بیہقی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک جگہ حضورؐ کو قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ لیکن وہاں کوئی آڑ نہیں تھی۔ البتہ میدان کے کنارے ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر دو درخت تھے۔ حضورؐ ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی ایک شاخ پکڑ کر فرمایا کہ خدا کے حکم سے میری اطاعت کر وہ درخت اس طرح آپؐ کے ساتھ ہو لیا جیسے مہار والا اونٹ مہار پکڑنے والے کے ساتھ ہو لیتا ہے۔ پھر آپؐ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی ایک شاخ پکڑ کر فرمایا کہ خدا کے حکم سے میری اطاعت کر۔ وہ بھی آپؐ کے ساتھ ہو لیا۔ پھر آپؐ نے دونوں کو ایک جگہ ٹھہرایا اور فرمایا کہ خدا کے حکم سے دونوں مل جاؤ۔ دونوں درخت فوراً آپس میں جڑ گئے۔ حضورؐ ان کی آڑ میں قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو دونوں درخت علیحدہ ہو کر اپنی جگہ جا کھڑے ہوئے (صحیح مسلم)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ایک بدو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے اس سے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک اور لاشریک ہے اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے اس نے کہا۔ آپؐ کی اس بات پر کون گواہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا سلم کا یہ درخت (سلم ایک بلند اور خاردار درخت ہوتا ہے) پھر حضورؐ نے اس درخت کو اپنے پاس بلایا وہ میدان کے کنارے پر تھا۔ حضورؐ کے حکم کی تعمیل میں زمین چیرتا ہوا آپؐ کے سامنے آ کھڑا ہوا آپؐ نے اس سے تین بار گواہی چاہی۔ اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ آپؐ خدا کے سچے رسول ہیں۔ پھر وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔

(مسند دارمی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ چند جن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے پوچھا کہ کون آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ حضورؐ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ درخت۔ پھر آپؐ نے اس درخت کو بلایا وہ اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا چلا آیا اور آپ کی رسالت کی تصدیق کی۔

ستون رونے لگا

مسجد نبوی میں پہلے منبر نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

خطبے کے وقت مسجد کے ایک ستون سے ٹیک لگا لیا کرتے تھے جو خرمے کی لکڑی کا تھا۔ جب منبر تیار ہوا اور حضورؐ نے اس پر خطبہ دینے کا آغاز فرمایا تو یکایک اس ستون سے رونے کی آواز آنے لگی (حضورؐ نے منبر سے اتر اس ستون کو اپنے سینے سے لگالیا اس پر اس ستون سے ہچکیوں کی آواز آنے لگی (جیسے کسی روتے ہوئے بچے کو چپ کرایا جائے تو وہ ہچکیاں لینے لگتا ہے) پھر آہستہ آہستہ وہ آواز بند ہو گئی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکرِ خدا سنا کرتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا۔ (صحیح بخاری)

منبر ہلنے لگا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر یہ آیت پڑھی وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ یعنی اللہ کی قدر کافروں نے نہیں پہچانی جیسا کہ اس کا حق تھا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جبار اپنی بڑائی بیان کرتا ہے اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالُ۔ یعنی میں جبار ہوں میں جبار ہوں اور میں بڑا ہوں بہت بلندی والا۔ اس پر وہ منبر زور سے ہلنے لگا (جیسے ہیبت الٰہی سے تھرتھراتا ہے) یہاں تک کہ ہم لوگوں کو اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ منبر سے گر نہ پڑیں۔

(صحیح مسلم۔ مسند احمد)

ہاتھ کی لکڑی چراغ بن گئی

ایک رات کو حضرت اسید بن حضیرؓ اور عبّاد بن بشرؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ رخصت ہونے لگے تو باہر سخت اندھیرا تھا دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک چھوٹی لکڑی تھی۔ معاً ایک کے ہاتھ کی لکڑی روشن ہو گئی اور دونوں اصحابؓ اس کی روشنی میں چلنے لگے۔ جب دونوں کی راہ الگ ہوئی تو دوسرے صاحب کی لکڑی بھی روشن ہو گئی اور دونوں اپنی اپنی لکڑی کی روشنی میں گھر پہنچے۔ (صحیح بخاری)

خرمے کی شاخ تلوار بن گئی

۱۔ حضرت عبداللہ بن حجشؓ کی تلوار غزوۂ اُحد میں ٹوٹ گئی حضورؐ نے ان کے ہاتھ میں خرمے کی ایک شاخ دے دی وہ تلوار بن گئی۔ اور حضرت عبداللہؓ اپنی شہادت تک اسی سے جہاد کرتے رہے۔ (بیہقی)

۲۔ رسولِ اکرمؐ نے جنگ بدر میں حضرت عکاشہؓ کو ایک خشک لکڑی دی۔ وہ ان کے ہاتھ میں لمبی سفید براق تلوار بن گئی۔ اس تلوار سے وہ غزوۂ بدر میں اور بعد کے تمام غزوات میں لڑے اس تلوار کا نام عون مشہور ہو گیا۔ (بیہقی)

درخت کی شاخ قندیل بن گئی

ایک دفعہ حضرت قتادہ بن نعمانؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی۔ رات اندھیری تھی اور مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے اندھیرا اور بھی بڑھ گیا تھا۔ حضورؐ نے ان کو درخت کی ایک شاخ دی اور فرمایا کہ یہ ایسی روشن ہو جائے گی کہ دس آدمی تمہارے آگے اور دس آدمی تمہارے پیچھے اس کی روشنی میں چل سکیں گے اور جب تم گھر پہنچو گے تو ایک سیاہ چیز دیکھو گے اسے مار کر نکال دینا۔ حضرت قتادہؓ حضورؐ سے رخصت ہوئے تو درخت کی وہ شاخ روشن ہو گئی۔ وہ اس کی روشنی میں گھر پہنچے اور سیاہ چیز کو دیکھا۔ حضورؐ کے ارشاد کے مطابق انہوں نے اسے مار کر نکال دیا۔ (مسند احمد حنبل)

سست گھوڑی برق رفتار ہو گئی

حضرت جعیل اشجعیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر جہاد میں رسولِ اکرمؐ کے ساتھ تھا۔ جس گھوڑی پر میں سوار تھا وہ بہت لاغر اور سست رفتار تھی اور میں لشکر کے پیچھے چل رہا تھا۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے پوچھا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری گھوڑی بہت لاغر اور ضعیف ہے۔ حضورؐ

کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا۔ آپؐ نے آہستہ سے وہ کوڑا میری گھوڑی کو مارا اور فرمایا اللہ تعالےٰ تجھے اس گھوڑی میں برکت دے۔ چنانچہ وہ گھوڑی اس قدر تیز ہو گئی کہ اس کا تھامنا مشکل تھا اور اس کی نسل کی گھوڑی میں نے بارہ ہزار کو بیچی۔ (مسند بیہقی)

بے دودھ کی بکری نے دودھ دیا

مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ لڑکپن میں رئیسِ مکہ عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ایک دن جہاں وہ بکریاں چرا رہے تھے رسول اکرمؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ وہاں سے گزرے اور ان سے پوچھا کہ لڑکے تمہارے پاس دودھ ہے۔ حضرت عبداللہ نے جواب دیا۔ ہے تو سہی لیکن امانت دار ہوں یہ بکریاں میری نہیں ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کوئی ایسی بکری لاؤ جس نے ابھی تک بچہ نہ دیا ہو۔ (یعنی بیٹھ) اور دودھ اس کے تھنوں میں ابھی نہ اترا ہو ابن مسعودؓ نے ایک بیٹھ حضورؐ کے سامنے کر دی۔ آپؐ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی۔ حضرت ابوبکرؓ پتھر کا ایک بڑا سا پیالہ لے آئے۔ حضورؐ نے دودھ دوہا اور پھر خود بھی پیا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کو بھی پلایا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اے تھنوں سمٹ جاؤ۔ چنانچہ وہ تھن سمٹ کر پہلے جیسے ہو گئے یہی معجزہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اسلام لانے کا سبب ہوا۔ (بیہقی)

کنکریوں سے تسبیح کی آواز

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اتنے میں ابوبکر صدیقؓ آئے اور سلام کر کے حضورؐ کے دائیں ہاتھ بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمرؓ آئے اور سلام کر کے حضرت ابوبکرؓ کی داہنی طرف بیٹھ گئے پھر حضرت عثمانؓ آئے اور سلام کر کے حضرت عمرؓ کی داہنی طرف بیٹھ گئے۔ اس وقت حضورؐ کے سامنے سات کنکریاں تھیں۔ آپؐ نے انہیں اٹھا کر اپنی ہتھیلی میں رکھا ان سے تسبیح کی آواز آنے لگی۔ جیسے شہد کی مکھی کی آواز ہوتی ہے یہ آواز سب نے سنی۔ پھر ان کنکریوں کو آپؐ نے رکھ دیا تو آواز بند ہو گئی۔ اس کے بعد حضورؐ نے باری باری حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی ہتھیلی پر یہ کنکریاں رکھیں اور ان سے اسی طرح تسبیح کی آواز آئی۔ حضورؐ نے فرمایا یہ خلافت نبوت کی ہے۔

(مسند بیہقی)

شارحینِ حدیث نے لکھا ہے کہ اس موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ موجود نہیں تھے ورنہ ان کے ہاتھ پر بھی کنکریوں سے تسبیح کی آواز آتی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس مجلس میں کچھ اور اصحاب بھی موجود تھے۔ حضورؐ نے ان کے ہاتھ پر بھی کنکریاں رکھیں لیکن ان سے تسبیح کی آواز نہ آئی۔ (مسند بیہقی)

مکان کے در و دیوار نے آمین کہا

ایک بار رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضؓ سے فرمایا کہ کل آپ اور آپ کی اولاد اپنے مکان پر ہی موجود رہیں۔ میں کسی کام کے لئے آپ کے ہاں آؤں گا۔ دوسرے دن وہ سب حضورؐ کے منتظر رہے۔ آپؐ تشریف لائے اور ان کی خیر و عافیت پوچھی انہوں نے کہا خیریت ہے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ آپ سب لوگ ایک دوسرے کے قریب ہو کر بیٹھ جائیں۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ آپؐ نے ان سب کو ایک کپڑا اوڑھا دیا اور دُعا کی کہ الٰہی یہ میرے چچا ہیں میرے باپ برابر اور یہ ان کی اولاد ہے جس طرح میں نے انہیں کپڑا اوڑھا رکھا ہے تو انہیں آتشِ دوزخ سے محفوظ رکھ۔ حضورؐ کی دُعا پر اس مکان کے در و دیوار سے "آمین آمین" کی آواز آئی۔

(مسند بیہقی)

شارحین نے لکھا ہے کہ اس وقت حضرت عباس رضؓ کے ساتھ ان کے چھ لڑکے فضل رضؓ، عبداللہ رضؓ، عبیداللہ رضؓ، عبدالرحمٰن رضؓ، قثم رضؓ اور سعید رضؓ تھے اور ایک بیٹی ام حبیبہ رضؓ تھیں۔

سست اونٹنی تیز رفتار ہو گئی

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک شخص کو بلایا۔ اسے حاضر ہوتے میں دیر لگی۔ حضورؐ نے دیر کا سبب دریافت کیا تو اس نے عرض کی کہ یا رسول میری اونٹنی سست رفتار ہے۔ حضورؐ نے اونٹنی کو ایک ایڑ لگائی اس کے بعد وہ سب سے آگے نکلنے لگی۔ (صحیح مسلم)

شیر حضورؐ کا اسم گرامی سن کر مطیع ہوگیا

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ بحری سفر کر رہا تھا۔ راستے میں جہاز تباہ ہوگیا اور میں تختے پر بہتا ہوا ساحل سے جا لگا۔ اس کے قریب ایک جنگل تھا۔ اس سے ایک شیر نکل کر میری طرف آیا۔ میں نے کہا۔ "او شیر میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں"۔ شیر دُم ہلانے لگا اور اپنا بدن میرے جسم کے ساتھ ملنے لگا۔ پھر میرے ساتھ ہولیا یہاں تک کہ مجھے راہ پر کھڑا کر دیا۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر خر خر کرتا رہا اور میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوا دی۔ میں سمجھا کہ مجھے رخصت کرتا ہے۔

(مسند بیہقی)

اُونٹ نے سجدہ کیا

مدینہ منورہ کے ایک باغ میں ایک اونٹ تھا جو بہت شریر (یا بروایت دیگر دیوانہ) تھا۔ جو کوئی باغ میں جاتا اس پر دوڑتا اور کاٹنے

کے لئے جھپٹتا۔ رسولِ کریمؐ اس باغ میں تشریف لے گئے اور اس اونٹ کو بلایا۔ اس نے آپ کے سامنے سجدہ کیا (یا بروایت دیگر مطیعانہ سر جھکا دیا) اور پھر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضورؐ نے اس کی ناک میں مہار ڈال دی اور فرمایا کہ ارض و سما کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے نافرمان جن و انس کے۔

(صحیح مسلم، ابوداؤد، مسند احمد، مستدرک حاکم، مسند دارمی)

کنکریوں کی برکت سے بکریاں اپنے گھر پہنچ گئیں

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ایک شخص آپؐ کی خدمت میں آکر مسلمان ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں اہل خیبر کی بکریاں چراتا ہوں یہ بکریاں میرے لئے امانت کا درجہ رکھتی ہیں اب ان کو کیا کروں۔ حضورؐ نے فرمایا تو ان کے منہ پر کنکریاں مار دے۔ اللہ تیری امانت ادا کرے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور سب بکریاں بھاگتی ہوئی اپنے گھر پہنچ گئیں۔

(دلائل النبوۃ بیہقی)

بابرکت جُبّہ

حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ کے پاس ایک جُبّہ تھا جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے۔ حضرت اسماءؓ اس

مقدس جبے کو دھو کر بیماروں کو پانی پلاتی تھیں اور ان کے بدن کو لگاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے دیتا تھا۔ (صحیح مسلم)

حضورؐ کے بابرکت موئے مبارک

حضرت خالدؓ بن ولید کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک تھے وہ ہمیشہ انہیں اپنی ٹوپی میں رکھتے تھے۔ اور جس لڑائی میں جاتے تھے فتحیاب ہوتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان موئے مبارک کی برکت سے انہیں ہمیشہ فتح عطا فرماتا ہے۔ (بیہقی)

حضورؐ کے آبِ دہن کی برکت

حضرت عتبہ بن فرقدؓ ایک بار بیمار ہوئے۔ رسول اکرمؐ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور انہیں اپنے سامنے بٹھا کر ان کے کپڑے اتروائے اور اپنا لعابِ دہن ہتھیلیوں میں لگا کر ان کی پیٹھ اور بدن پر ہاتھ پھیرا۔ حضرت عتبہؓ صحتیاب ہو گئے اور اس کے بعد ان کے بدن میں ایسی عمدہ خوشبو پیدا ہو گئی کہ کوئی دوسری خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ یہ خوشبو ان کے بدن میں اخیر عمر تک رہی۔

(بیہقی۔ استیعاب)

سخت چٹان سرمہ بن گئی

غزوۂ خندق میں صحابہ کرامؓ خندق کھود رہے تھے کہ ایک جگہ سخت چٹان آگئی۔ صحابہؓ نے بہت زور لگایا لیکن وہ کسی طرح ٹوٹنے میں نہ آتی تھی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ خود تشریف لائے اور کدال ہاتھ میں لے کر ایک ہی ضرب لگائی تھی کہ چٹان سرمہ بن گئی۔ (صحیح بخاری۔ نسائی۔ بیہقی)

ہرنی نے انسانوں کی طرح کلام کیا

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگل میں جا رہے تھے کہ ایک ہرنی نے آپؐ کو انسانوں کی طرح پکارا۔ آپ نے مڑ کر دیکھا تو ایک ہرنی کو بندھا ہوا پایا جس کے پاس ایک اعرابی سو رہا تھا۔ حضورؐ نے ہرنی سے پوچھا کہ کیا کہتی ہے۔ اس نے کہا مجھے اس اعرابی نے پکڑ لیا ہے۔ سامنے پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ مجھے چھوڑ دیں میں ان کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی۔ حضورؐ نے فرمایا تو ضرور آجائے گی نا۔ اس نے کہا بے شک یا رسولؐ اللہ۔ حضورؐ نے اسے کھول دیا۔ وہ گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی۔ حضورؐ نے اسے پھر باندھ دیا۔ اتنے میں وہ اعرابی جاگ پڑا اور حضورؐ کو وہاں دیکھ کر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آپ یہاں کیسے تشریف رکھتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تو

اس ہرنی کو چھوڑ دے اس نے حکم کی تعمیل کی اور ہرنی کلمۂ شہادت پڑھتی ہوئی وہاں سے رخصت ہوئی۔ (طبرانی۔ بیہقی)

ایک مٹھی خاک سے کفّار کا لشکر بھاگ اٹھا

مسلمۃ بن الاکوعؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین میں مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ جس وقت معرکۂ کارزار گرم تھا اور کفار بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھائی اور شاھت الوجوہ فرما کر لشکر کفّار کی طرف پھینکی۔ اسی وقت کفّار میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ پشت پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

حضورؐ کے اشارے سے کعبہ کے بُت سرنگوں ہو گئے

فتح سے پہلے قریش نے خانۂ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے تھے (اور ایک روایت کے مطابق ان کے پاؤں سیسہ سے جمے ہوئے تھے۔ فتح مکّہ کے موقع پر رسولِ اکرمؐ خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے۔ آپؐ کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی تھی اور زبان مبارک پر یہ آیت جاری تھی۔

(حق آیا اور باطل مٹ گیا اور بے شک باطل مٹنے ہی کے لئے آیا ہے)

(سورۂ بنی اسرائیل)

آپؐ چھڑی سے جس بُت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ بے چھوٹے اوندھے منہ یا پشت کی طرف گر پڑتا تھا ۔

(صحیحین، بیہقی، طبرانی، ابونعیم)

بُت نے حضورؐ کی رسالت کی خبر دی

حضرت عمرؓ ایام جاہلیت میں ایک دن بتوں کے پاس حاضر تھے ایک شخص آیا اور ایک گئوسالہ بتوں کی نذر کر کے ذبح کیا۔ اس وقت ایک بُت کے پیٹ سے آواز آئی "اے مرد قوی ایک کام کی بات ہے۔ ایک شخص فصیح کہتا ہے "لَا اِلٰہَ الا اللّٰہ"

یہ آواز سن کر لوگ سراسیمہ ہو کر بھاگ گئے۔ البتہ حضرت عمرؓ وہیں ٹھہرے رہے۔ بت کے شکم سے پھر وہی آواز نکلی۔ چند دن بعد حضرت عمرؓ نے سن لیا کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا اِلٰہَ الا اللّٰہ کی تلقین کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

زمین نے ایک مرتد کو قبول نہ کیا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک عیسائی نے اسلام قبول کیا۔ وہ لکھنا پڑھنا جانتا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کتابتِ وحی پر مامور فرمایا۔ چند دنوں کے بعد وہ مرتد ہو گیا اور کافروں سے جا ملا۔ اس نے مشہور کیا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے محمدؐ اس کے سوا

کچھ نہیں جانتے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس شخص کو زمین بھی قبول نہ کرے گی۔ چند دن بعد وہ شخص مرگیا۔ لوگوں نے اسے کئی بار دفن کیا مگر ہر بار اس کی لاش قبر سے باہر آجاتی تھی۔ اس کا مردہ اسی طرح خراب ہوا۔ (صحیح بخاری)

پتھر کا سلام کرنا

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے مکے میں سلام کیا کرتا تھا۔ شارحین حدیث میں سے بعض کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ سنگِ اسود کی طرف تھا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ ایک دوسرا پتھر ہے جو مکہ معظمہ میں اب تک موجود ہے اور لوگ اب بھی اسے زقاق المرفق میں دیکھنے جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

آفتاب لوٹ آیا

امام طحاوی اور طبرانی نے حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ خیبر کے قریب ایک گاؤں صہبا میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ حضرت علیؓ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ حضورؐ بیدار ہوئے اور حضرت علی مرتضےٰ رضؓ

سے پوچھا۔ علی تم نے نماز پڑھ لی ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ "یارسولؐ اللہ نہیں"۔

حضورؐ نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی کہ الٰہی علیؓ تیرے رسول کی طاعت میں مشغول تھے۔ آفتاب کو پھیر لا تاکہ وہ نماز پڑھ لیں۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا تھا کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آفتاب نکل آیا اور اس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پڑی۔

(علامہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔ لیکن علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

کھانوں سے تسبیح کی آواز

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ تم لوگ معجزوں کو خوف کی چیز سمجھتے ہو اور ہم لوگ ان کو برکت سمجھتے تھے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد بابرکات میں ہم کھانوں سے جب وہ کھائے جاتے تھے۔ تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ کے دامن نے حدیث پاک کی لذت دو سمیٹ لی

حضرت ابوہریرہؓ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صرف چار برس رہے۔ لیکن ان سے مروی احادیث کی تعداد دوسرے تمام صحابہؓ کی مرویات سے زیادہ ہے۔ اس کی وجہ حضرت ابوہریرہؓ نے خود

بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مہاجرین تو بالعموم کاروبار میں اور انصار کھیتی باڑی میں مشغول رہتے تھے اور میں ہر وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہتا تھا۔ ایک دن حضورؐ نے فرمایا کہ "جو اپنا دامن پھیلا کر اس وقت میری باتیں سمیٹ لے گا وہ پھر کبھی نہ بھولے گا" میں نے اپنا دامن پھیلا دیا اور جب حضورؐ کا ارشاد مقدس ختم ہوا میں نے اپنے دامن کو سینے سے لگا لیا۔ اس وقت سے میں کوئی بات نہیں بھولا۔

(صحیحین)

بے دودھ لاغر بکری نے دودھ دیا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکّہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی تو راستے میں آپؐ کا گزر ام معبدؓ خزاعیہ کے خیمے پر ہوا۔ ام معبدؓ اور ان کے خاوند ابو معبدؓ اس خیمہ میں رہتے تھے اور مسافروں کو آرام پہنچایا کرتے تھے۔ جب حضورؐ وہاں رونق افروز ہوئے تو ابو معبدؓ تمام دودھ والی اور اچھی بکریاں لے کر چراگاہ کو گئے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ام معبدؓ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز فروخت کے لئے موجود ہے۔ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ ایک کونے میں ایک لاغر بکری بندھی ہوئی تھی۔ حضورؐ نے ام معبدؓ سے پوچھا کہ یہ بکری کیسی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ لاغر (یا بیمار) ہے اس لئے دوسری بکریوں کے ساتھ چرنے کے لئے نہیں جا سکی۔

حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ اس کے دودھ ہے؟ ام معبدؓ نے کہا کہ نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو اس کا دودھ دوہ لوں۔ ام معبدؓ نے کہا کہ اگر یہ دودھ دے سکے تو بخوشی دوہ لیں حضورؐ نے دعا فرمائی اور پھر بسم اللہ کہہ کر اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو فوراً ان میں دودھ اتر آیا۔ دودھ سب نے سیر ہو کر پیا اور کچھ باقی بچ گیا اس کے بعد قافلۂ نبوی سوئے مدینہ روانہ ہو گیا۔

(طبرانی۔ بیہقی۔ حاکم وغیرہ)

کھانے پینے کی اشیاء میں برکت

تھوڑے سے آٹے اور ایک بکری میں برکت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ سفر میں تھے۔ آپ کی معیت میں ایک سو تیس صحابہ کرامؓ کی جماعت تھی۔ حضورؐ نے پوچھا کہ تمہارے پاس سامان خوراک سے کوئی چیز ہے۔ ایک صاحب ایک صاع[1] آٹا لائے۔ حضورؐ نے اسے گوندھنے کا حکم دیا۔ پھر ایک کافر بکریاں چراتا ہوا آیا۔ حضورؐ نے اس سے ایک بکری خرید فرمائی اسے ذبح کیا گیا تو حضورؐ نے حکم دیا کہ اس کی کلیجی الگ بھونی جائے اور گوشت الگ پکایا جائے۔ کلیجی تیار ہوئی تو حضورؐ نے تمام ساتھیوں کو تقسیم فرمائی۔ گوشت تیار ہوا تو اسے دو پیالوں میں بھرا گیا۔ اور اسی ایک صاع آٹے سے پکائی گئی روٹیاں ساتھ رکھ دی گئیں۔ سب لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی کھانا بچ گیا۔ (صحیح بخاری)

---

[1] ایک صاع دو سیر سات چھٹانک کا ہوتا ہے۔

دودھ کے پیالہ میں برکت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں بھوک سے بیتاب ہوکر سرِ راہ آبیٹھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ادھر سے گزر ہوا۔ میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت کی بابت پوچھا۔ اس سے میرا مقصد ان کو اپنی طرف متوجہ کرنا تھا۔ لیکن وہ میرا مطلب نہ پا سکے اور چلے گئے۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ ادھر آنکلے ان سے بھی ایک آیت پوچھی لیکن وہ بھی یونہی چلے گئے۔ ان کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے میرے چہرے کو دیکھ کر اصل حقیقت پالی اور فرمایا۔ ابوہریرہؓ میرے ساتھ آؤ۔ میں حضورؐ کے پیچھے ہولیا۔ حضورؐ اپنے خانۂ اقدس کے اندر تشریف لے گئے۔ وہاں دودھ کا ایک بھرا ہوا پیالہ پڑا تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کسی نے ہدیتہً بھیجا ہے۔ حضورؐ نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ اصحابِ صفہ کو بلا لاؤ۔ میں نے دل میں کہا کہ اس ذرا سے دودھ کی اتنے آدمیوں میں کیا حقیقت ہوگی۔ کاش حضورؐ یہ دودھ مجھے ہی دے دیتے تاکہ میں اسے پی کر کچھ قوت حاصل کرتا۔ تاہم حضورؐ کے ارشاد کی تعمیل میں اصحابِ صفہ کو بلا لایا۔ وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو حضورؐ نے مجھے حکم دیا کہ انہیں باری باری دودھ پلاؤ۔ چنانچہ میں نے پلانا شروع کیا۔ ایک آدمی کو وہ پیالہ دیتا تھا جب وہ سیر ہوکر پی لیتا تھا تو پھر اگلے آدمی کو دے دیتا تھا۔ جب سارے لوگ سیر ہو گئے تو حضورؐ

نے پیالہ اپنے دست مبارک پر رکھ لیا اور متبسم ہو کر فرمایا۔ ابوہریرہؓ اب تم رہ گئے یا میں۔ لو اب بیٹھ جاؤ اور اطمینان سے یہ دودھ پیو۔ میں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا یہاں تک کہ پیٹ میں بالکل جگہ نہ رہی حضورؐ بار بار فرماتے تھے اور پیو، اور پیو۔ جب میں نے قسم کھائی کہ اس سے زیادہ ایک گھونٹ بھی نہیں پی سکتا تو آپؐ نے وہ پیالہ خود لے لیا اور بسم اللہ پڑھ کر باقی دودھ پی لیا۔ (صحیح بخاری)

گھی کی مقدار میں برکت

ایک صحابیہ ام مالکؓ کے پاس گھی کی ایک کپّی تھی۔ وہ گاہے گاہے اس میں سے گھی نکال کر رسول کریمؐ کی خدمت میں بھیجا کرتی تھیں۔ ان کے بچے سالن مانگتے اور گھر میں سالن نہ ہوتا تو وہ اس کپّی کو اٹھالاتیں۔ اس میں سے بقدرِ ضرورت گھی نکل آتا اور ان کے بچے سالن کی جگہ وہ گھی استعمال کر لیتے۔ مدتوں یہی طریقہ جاری رہا۔ ایک دن ام مالکؓ نے اس کپّی کو نچوڑ لیا پھر اس میں سے گھی کا نکلنا بند ہو گیا۔ حضورؐ کے پاس حاضر ہوئیں تو آپؐ نے فرمایا اگر تم اس کپّی کو نچوڑ نہ لیتیں تو اس میں سے ہمیشہ گھی نکلا کرتا۔ (صحیح مسلم)

تھوڑے سے کھانے میں عظیم برکت

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کا نکاح حضرت زینبؓ سے ہوُا تو میری ماں ام سلیم نے حیسؓ تیار کیا۔ اور اسے ایک پیالے میں ڈال کر مجھے دیا اور کہا کہ اسے رسول اکرمؐ کی خدمت میں لے جا اور عرض کر کہ میری ماں نے آپ کو سلام کہا ہے اور عرض کی ہے کہ یہ تھوڑا سا حیس آپؐ کے لئے ہے اسے قبول فرمائیں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ حضورؐ نے مجھے حکم دیا کہ فلاں فلاں آدمیوں کو بلا لاؤ۔ میں نے تعمیل ارشاد کی۔ جب سب لوگ آ گئے تو ان کا شمار تین سو کے قریب تھا۔ رسول اکرمؐ نے اپنا دستِ مبارک حیس کے پیالے پر رکھا اور زبان مبارک سے کچھ کلمات ادا کئے پھر آپؐ نے دس دس آدمیوں کو بلانا شروع کیا۔ ایک گروہ آتا تھا اور حضورؐ فرماتے تھے کہ خدا کا نام لے کر اپنے منفصل سے کھاؤ وہ شکم سیر ہو کر نکلتا تھا تو دوسرا گروہ آتا تھا اور اسی طرح شکم سیر ہو کر نکل جاتا تھا حتیٰ کہ سب لوگ آسودہ ہو گئے۔ پھر حضورؐ نے مجھے حکم دیا کہ اے انسؓ اس پیالے کو اٹھا۔ میں نے اٹھایا تو وہ بدستور حیس سے بھرا ہوُا تھا۔ مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ جس وقت میں نے پیالہ لا کر رکھا اس وقت کھانا زیادہ تھا یا جب لوگوں کے کھانے کے بعد میں نے پیالہ اٹھایا اس وقت زیادہ تھا۔

(صحیح مسلم)

لہ "حیس" حلوے کی قسم کا ایک کھانا ہوتا ہے جسے چھوہارے گھی اور پنیر سے بناتے ہیں۔ اگر پنیر نہ ہو تو اس کی جگہ آٹا اور ستو ڈال دیتے ہیں۔

ایک وسق جَو کی برکت

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو گھر میں صرف چند وسق (ایک پیمانہ) جَو تھے۔ ہم مدّت تک یہی جَو کھاتی رہی وہ ختم ہونے میں ہی نہیں آتے تھے۔ ایک دن ہم نے ان کو تولا۔ اس کے بعد وہ ختم ہو گئے (یعنی تولنے سے ان کی برکت جاتی رہی) (صحیحین)

تھوڑی کھجوروں میں برکت

ایک دفعہ چارسو چودہ اصحاب پر مشتمل ایک جماعت رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کھانے کی درخواست کی۔ حضرت عمر فاروقؓ بھی اس وقت بارگاہ نبوی میں حاضر تھے۔ حضورؐ نے ان کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور کھانا کھلاؤ۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی "یا رسولؐ اللہ میرے گھر میں اتنی خوراک نہیں ہے جو اس قدر آدمیوں کو کفایت کر سکے۔"
حضورؐ نے مکرّر فرمایا "جاؤ اور ان کو کھانا کھلاؤ۔"

حضرت عمرؓ فاروق حضورؐ کے ارشاد کے مطابق ان کو ساتھ لے گئے۔ گھر میں کچھ کھجوریں تھیں وہ ان کے سامنے لاکر رکھ دیں سب لوگوں نے شکم سیر ہو کر یہ کھجوریں کھائیں لیکن پھر بھی ان میں کوئی کمی نہ آئی۔
(مسند احمد۔ ابوداؤد)

جو کی مقدار میں برکت

ایک بار ایک شخص رسولِ کریمؐ سے غلّہ کا سائل ہوا۔ حضورؐ کے پاس تھوڑے سے جَو تھے۔ آپؐ نے اسے عطا فرما دیئے۔ اُن میں اس قدر برکت ہوئی کہ وہ مدّت تک ان میں سے اپنے اہل خانہ اور مہمانوں کے لئے نکال نکال کر صرف کرتا رہا لیکن ان میں کمی نہ ہوتی تھی۔ ایک دن اس نے یہ جَو تولے اور رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا اگر تم ان کو نہ تولتے تو ان میں کبھی کمی نہ آتی۔ (صحیح مسلم)

دودھ میں برکت

حضرت خبابؓ کی صاحبزادی بیان کرتی ہیں کہ ان کے والد جہاد پر چلے گئے۔ رسول اکرمؐ روزانہ ان کے گھر تشریف لاتے اور بکری کا دودھ دوہ جاتے۔ گھر کا سب سے بڑا برتن دودھ سے بھر جاتا۔ جب حضرت خبابؓ جہاد سے واپس آئے اور بکری کا دودھ دوہا تو اتنا ہی نکلا جتنا پہلے ہوا کرتا تھا۔ (مسند احمد۔ طبرانی۔ ابن سعد)

قلیل زادِ راہ میں حیرت انگیز برکت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ سفر میں تھے۔ صحابہؓ کے پاس خوراک کا بہت کم سامان موجود تھا۔ انہوں نے بھوک سے بیتاب ہو کر اپنے اونٹ

ذبح کرنے چاہیے۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں جو سامان خوراک کسی کے پاس ہے وہ یہاں لے آئے۔ چنانچہ ایک چادر بچھائی گئی اور ہر ایک نے اپنا زادِ راہ لاکر اس پر ڈھیر کر دیا۔ اس سارے سامان نے صرف اتنی جگہ گھیری کہ اس پر ایک بکری بیٹھ سکتی تھی۔ ادھر صحابہ کرامؓ کی تعداد چودہ سو تھی۔ لیکن اس قلیل زادِ راہ میں اتنی برکت ہوئی کہ سب لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور اپنے توشہ دان بھی بھر لئے۔ کھانے کے بعد حضورؐ نے پانی طلب فرمایا۔ ایک صحابی تھوڑا سا پانی لائے۔ آپؐ نے اس کو ایک پیالہ میں انڈیل دیا اور چودہ سو آدمیوں نے اس سے وضو کیا۔ (صحیح مسلم)

توشہ دان کا بھرا رہنا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے تھے کہ مجھ پر اسلام میں تین مصیبتیں سخت آئیں۔ پہلی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات، دوسری حضرت عثمانؓ کی شہادت اور تیسری میرے توشہ دان کا گم ہو جانا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا یہ توشہ دان کا کیا معاملہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں حضورؐ کے ہمراہ ایک غزوہ میں تھا۔ ہماری رسد ختم ہو گئی تو حضورؐ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ میرے پاس اکیس کھجوریں تھیں۔ میں نے وہ حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ حضورؐ نے ان کو دسترخوان پر پھیلا دیا۔ پھر آپؐ نے ہر ایک کھجور کو دستِ مبارک میں لے کر اس پر اللہ کا نام پڑھا اور حکم دیا کہ دس دس آدمی آئیں۔ چنانچہ دس دس آدمی

آتنے تھے اور شکم سیر ہو کر اٹھ جاتے تھے۔ اس طرح ساری فوج سیر ہو گئی۔ اور پھر بھی کچھ کھجوریں بچ رہیں۔ حضورؐ نے میری استدعا پر ان کھجوروں میں برکت کے لئے دعا کی اور پھر ان کھجوروں کو میں نے اپنے توشہ دان میں ڈال لیا۔ جب مجھے کھجوروں کی ضرورت ہوتی اس توشہ دان میں ہاتھ ڈالتا اور کھجوریں نکل آتیں۔ ۵۰ وسق ان میں سے میں نے راہِ خدا میں خیرات کیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ان میں سے کھاتا رہا۔ پھر حضرت عثمانؓ کی شہادت میں دوسری چیزوں کے ساتھ یہ توشہ دان بھی جاتا رہا۔ (مسند احمد۔ ترمذی، بیہقی، ابن سعد)

قلیل زادِ راہ میں غیر معمولی برکت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں صحابہ کرامؓ کو بھوک کی تکلیف تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس حال کی اطلاع رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہنچائی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جس کے پاس جو کچھ کھانا تھوڑا بہت ہے وہ سب لے آؤ۔ اور ایک دسترخوان بچھا دو۔ ہر ایک نے جو خوراک اس کے پاس تھی اس دسترخوان پر لاکر رکھ دی۔ کوئی ایک مٹھی چھوہارے لایا کوئی روٹی کا ایک ٹکڑا۔ حضورؐ نے دعا فرمائی اور تمام لشکر کو حکم دیا کہ اپنے برتن اس دسترخوان سے بھر کر لے جاؤ۔ لشکر کے سب لوگ اپنے اپنے برتنوں کو پُر کر کے لے گئے اور سب نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر بھی کھانا ابھی دسترخوان پر بچا ہوا موجود تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں)

اور جو شخص اس پر ایمان لائے گا بہشت میں جائے گا (صحیح مسلم)

کھجوروں کی مقدار میں حیرت انگیز برکت

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میرے والد جب فوت ہوئے تو ان پر یہودیوں کا قرض تھا۔ میں نے قرضخواہوں سے کہا کہ سب کھجوریں جو ہمارے نخلستان سے حاصل ہوئی تھیں اپنے قرض میں لے لیں۔ وہ نہ مانے میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی "یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد جنگ اُحد میں شہید ہوئے اور بہت سا قرض چھوڑا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے نخلستان میں تشریف لے چلیں۔ شاید آپ کو دیکھ کر قرضخواہ کچھ رعایت کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ چلو جا کر ہر قسم کی کھجوروں کا علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگا دو۔ میں نے ویسے ہی کیا۔ حضورؐ تشریف لائے تو قرضخواہ آپؐ کے سامنے مجھ سے اور بھی شدید تقاضا کرنے لگے۔ حضورؐ یہ حال دیکھ کر بڑے ڈھیر کے گرد تین بار گھومے پھر اس کے اوپر بیٹھ کر فرمایا کہ اپنے قرضخواہوں کو بلاؤ اور اسی ڈھیر میں سے آپؐ نے پیمانہ کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ سب قرض میرے والد کا ادا ہو گیا لیکن ڈھیر ویسے کا ویسا ہی لگا رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس

میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔ اس کے علاوہ جو دوسرے ڈھیر میں نے لگائے تھے ان کو تو چھونے کی بھی نوبت نہ آئی اور وہ پورے کے پورے بچ گئے۔ (صحیح بخاری)

چند آدمیوں کا کھانا ہزاروں کو کافی ہو گیا

غزوۂ خندق میں مسلمان خندق کھود رہے تھے۔ حضرت جابرؓ نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین دن کا فاقہ ہے۔ وہ اپنے گھر آئے اور بیوی سے کہا کہ رسول اللہ فاقہ سے ہیں کچھ ہے تو ان کے کھانے کے لئے دو۔ انہوں نے ایک صاع جَو نکالے۔ گھر میں ایک بکری تھی۔ بی بی نے آٹا گوندھا اور حضرت جابرؓ نے وہ بکری ذبح کر کے گوشت دیگچی میں چڑھا دیا۔ پھر وہ رسولِ اکرمؐ کو لینے چلے۔ بی بی نے کہا کہ دیکھو حضورؐ کے ساتھ اور لوگوں کو نہ لانا ایسا نہ ہو کہ ہمیں خفت اٹھانی پڑے۔ حضرت جابرؓ رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چپکے سے عرض کی "یا رسولؐ اللہ ہم نے آپ کے لئے کھانے کا انتظام کیا ہے۔ آپ چند آدمیوں کے ساتھ تشریف لے چلئے۔ لیکن حضورؐ نے تمام اہلِ خندق کو پکارا کہ اے اہل خندق جابرؓ نے تمہاری دعوت کی ہے تیار ہو جاؤ۔ پھر حضرت جابرؓ سے کہا کہ چولہے سے دیگچی نہ اتارنا اور جب تک میں نہ آؤں آٹا نہ پکانا۔ پھر آپؐ تمام اہل خندق کے ہمراہ حضرت جابرؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضورؐ نے آٹے اور دیگچی میں اپنا لعابِ دہن ملا دیا اور دعا کی۔ اس کے بعد آپؐ نے روٹی پکانے اور دیگچی سے سالن

نکالنے کا حکم دیا۔ سب نے اس میں سے پیالے بھر بھر کر کھایا نہ تو سالن کم ہؤا اور نہ آٹا ختم ہؤا اور ہزار آدمی سیر ہو گئے۔ (صحیحین۔ عن جابرؓ)

قلیل کھانے میں حیرت انگیز برکت

ایک دن حضرت ابو طلحہؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک کی شدت سے ضعیف ہو رہے ہیں وہ گھر آئے اور بیوی سے حضورؐ کے کھانے کیلئے کچھ مانگا انہوں نے جَو کی چند روٹیاں دوپٹے میں لپیٹ کر حضرت انسؓ کے ہاتھ حضورؐ کی خدمت میں بھیجیں۔ حضرت انسؓ روٹیاں لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا "کیا ابو طلحہؓ نے تمہارے ہاتھ کھانا بھیجا ہے"۔ انہوں نے کہا "ہاں یا رسول اللہ"۔ حضور تمام صحابہؓ کے ساتھ اٹھ کر حضرت ابو طلحہؓ کے مکان پر تشریف لائے اور ان کی بی بی ام سلیمؓ سے کہا کہ تمہارے پاس کھانے کے لئے جو کچھ ہے لاؤ انہوں نے وہی روٹیاں پیش کر دیں جو حضرت انسؓ کے ہاتھ بھیجی تھیں۔ حضورؐ نے حکم دیا کہ ان کو چورا کر دو۔ ام سلیمؓ نے حکم کی تعمیل کی اور اس چورے میں گھی کا برتن انڈیل دیا۔ حضورؐ نے اب حکم دیا کہ دس دس آدمی آئیں اور کھاتے جائیں۔ چنانچہ دس دس آدمی آتے اور شکم سیر ہو کر اٹھ جاتے۔ یہاں تک کہ اس قلیل کھانے سے ستر اسی آدمی آسودہ ہو گئے۔ (صحیح بخاری)

کھانے اور دودھ کی قلیل مقدار میں عظیم برکت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جب رسول اکرمؐ پر آیت

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ o نازل ہوئی تو حضورؐ نے مجھے حکم دیا کہ بکری کے پائے اور ایک صاع گندم لے کر کھانا تیار کرو اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا مہیا کرو جب یہ سب انتظام مکمل ہوجائے تو بنی عبدالمطلب کو کھانے کی دعوت دو۔ میں نے حضورؐ کے حکم کی تعمیل کی اور بنی عبدالمطلب کے چالیس آدمی جمع ہوگئے۔ ان میں سے حضورؐ کے چچا ابوطالب حمزہؓ اور عباسؓ بھی تھے۔ میں کھانے کا بڑا پیالہ حضورؐ کے سامنے لے کر گیا۔ حضورؐ نے اس پیالہ میں سے گوشت کا ایک لمبا سا ٹکڑا لے کر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پیالہ میں چاروں طرف ڈال دیا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو۔ لوگوں نے کھانا شروع کیا۔ سب شکم سیر ہوگئے اور وہ پیالہ اسی طرح کھانے سے پُر رہا اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا "اے علیؓ اب لوگوں کو دودھ پلاؤ" سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور دودھ اتنے کا اتنا پیالہ میں رہا۔ کھانے سے فراغت پا کر ابولہب نے لوگوں سے کہا دیکھو تمہارے میزبان نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ یہ سن کر تمام حاضرین اُٹھ کھڑے ہوئے۔ دوسرے دن حضورؐ نے پھر کھانا تیار کرایا اور ان لوگوں کو دوبارہ بلا بھیجا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہو گئے تو حضورؐ نے فرمایا "اے بنی عبدالمطلب خدا کی قسم میں تمہارے لئے دنیا و آخرت (کی بہتری) لایا ہوں۔ میرا اتباع کرو۔ (خصائص کبریٰ)

دستی کے گوشت میں برکت

ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے حضورؐ کی دعوت کی اور بکری ذبح کی۔ حضورؐ

کھانے کے لئے بیٹھے تو میزبان نے گوشت کے پیالے میں بکری کے دونوں دست رکھ دیئے کیونکہ حضورؐ دست کا گوشت رغبت سے کھاتے تھے۔ آپؐ نے دست تناول فرمائے تو پھر دست مانگا۔ میزبان نے مسکراتے ہوئے عرض کی: "یارسولؐ اللہ بکری کے کتنے دست ہوتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر تم خاموش رہتے تو میں جس قدر دست مانگتا تم مجھے دیتے رہتے۔ (شمائل ترمذی)

ایک پیالہ میں برکت

حضرت سمرہؓ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ دس دس کے گروہوں میں صبح سے شام تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے رہے اور حضورؐ کے پاس رکھے ہوئے ایک پیالہ سے مسلسل کھاتے رہے۔ لوگوں نے حضرت سمرہؓ سے پوچھا کہ اس کھانے میں اتنا اضافہ کیسے ہوتا جاتا تھا۔ انہوں نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر کہا "وہاں سے"۔ (ترمذی)

کھانے کی قلیل مقدار میں عظیم برکت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حکم دیا کہ جس شخص کے پاس دو آدمیوں کے کھانے کا سامان ہو وہ اصحابِ صفہ میں سے ایک کو اور جس کے پاس چار آدمیوں کی خوراک ہو وہ دو کو اپنے ساتھ لے جائے اور کھانا کھلائے۔ اس اصول کے مطابق رسولِ اکرمؐ کے حصّہ میں دس اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حصے میں تین آدمی آئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان لوگوں کو اپنے گھر بھیج دیا اور

حضورؐ ہی کے یہاں کھانا کھایا اور پھر نماز عشا پڑھی اس طرح کافی دیر ہو گئی۔ گھر پہنچے تو اس کی زوجہ ام رومانؓ نے کہا کہ مہمانوں کو گھر بھیج کر خود پیچھے رہ گئے۔ صدیق اکبرؓ نے کہا تو کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا۔ وہ بولیں آپ کے بغیر انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان لوگوں کو کھلانا شروع کیا۔ جب وہ لوگ شکم سیر ہو گئے تو بچا ہوا کھانا پہلے سے بھی زیادہ نکلا۔ صدیق اکبرؓ نے یہ کھانا رسول اکرمؐ کے گھر بھیج دیا۔ وہ کھانا حضورؐ کے گھر میں صبح تک رہا۔ دوسرے دن آپؐ کی خدمت میں بارہ آدمی آئے اور ان میں سے بھی ہر ایک کے ساتھ کئی کئی آدمی تھے۔ حضورؐ نے وہ کھانا ان کے پاس بھیج دیا اور وہ لوگ بھی اس سے سیر ہو گئے۔ (صحیح بخاری)

ایک آدمی کا کھانا چالیس کو کافی ہوا

مشہور صحابیہ حضرت ام سلیمؓ نے ایک دفعہ ایک خاص کھانا تیار کیا اور اپنے فرزند حضرت انسؓ کو بھیجا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لائیں۔ حضرت انسؓ نے حضورؐ کے سامنے اپنی والدہ کی درخواست پیش کی تو آپؐ نے فرمایا "میرے ساتھیوں کو بھی بلایا ہے؟" حضرت انسؓ نے گھر آکر پوچھا تو حضرت ابوطلحہؓ (ان کے سوتیلے والد) حضورؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کی "یا رسول اللہ وہ تو ذرا سی چیز ہے جسے اُمّ سلیم نے آپؐ کے لئے تیار کیا ہے۔ حضورؐ ان کے گھر تشریف لے گئے اور حکم دیا۔ دس دس آدمیوں کو بلاؤ۔ اس طرح چالیس آدمی دس دس کر کے آئے اور سیر ہو کر کھایا لیکن وہ کھانا ویسے کا

ویسا ہی رہا۔ (صحیح بخاری)

بکری کے دودھ میں برکت

حضرت مقدادؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ پر اور میرے دو ساتھیوں پر بڑا سخت وقت آیا۔ ہم سخت عسرت میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ ایک وقت کی روٹی کے لئے بھی ترستے تھے۔ جب مسلسل فاقوں تک نوبت پہنچی تو ہم نے صحابہؓ سے درخواست کی کہ وہ ہمارے کفیل بن جائیں لیکن کسی نے ہماری کفالت کی ہامی نہ بھری۔ بالآخر ہم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنی حالت بیان کی۔ حضورؐ ہم تینوں کو اپنے گھر لے گئے۔ وہاں تین بکریاں بندھی ہوئی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ان کا دودھ پیا کرو۔ چنانچہ ہم ان بکریوں کا دودھ دوہ کر پی لیتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ رکھ دیا کرتے۔ حضورؐ رات کو تشریف لاتے پہلے ہمیں آہستگی سے سلام کرتے پھر مسجد میں جا کر نماز پڑھتے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ اپنے حصہ کا دودھ نوش فرماتے۔ ایک دن میں اپنے حصہ کا دودھ پی چکا تو شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضورؐ اپنا بہت سا وقت انصار کے ہاں گزارتے ہیں وہ آپؐ کی خدمت میں اشیائے خورد و نوش ہدیۃً پیش کرتے ہوں۔ آپؐ ان کو تناول فرماتے ہوں گے اور آپؐ کو اس دودھ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ چنانچہ یہی تصور کر کے میں سارا دودھ پی گیا۔ اور حضورؐ کے لئے کچھ بھی باقی نہ رکھا۔ لیکن دودھ پینے کے بعد خیال آیا کہ ممکن ہے حضورؐ بھوکے ہوں اور جب

آپؐ اپنے حصّے کا دودھ نہ پائیں تو مجھے بد دعا دیں۔ اس طرح میرا دین اور دنیا دونوں برباد ہو جائیں گے۔ یہ خیال آتے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں سخت بے چین ہو گیا۔ کسی پہلو قرار نہ آتا تھا۔ اتنے میں حضورؐ تشریف لائے۔ معمول کے مطابق ترم آواز سے سلام کیا۔ پھر نماز پڑھی۔ اس کے بعد دودھ کا برتن دیکھا تو وہ خالی تھا۔ حضورؐ نے آسمان کی طرف دیکھا۔ میں سمجھا کہ اب حضورؐ میرے لئے بد دعا فرمائیں گے اور میں برباد ہو جاؤں گا۔ لیکن رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

"الٰہی جس شخص نے مجھے کھلایا اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا اسے پلا۔"

اب میں چادر لپیٹ کر اس ارادے سے اٹھا کہ ان بکریوں میں جو سب سے زیادہ فربہ ہو اس کو ذبح کروں اور اس کا گوشت بھون کر حضورؐ کی خدمت میں پیش کروں لیکن تینوں بکریوں کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں۔ اب میں نے ایک بڑے برتن کو ہاتھ میں لیا جس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال کو یہ خیال بھی نہ آیا تھا کہ کبھی اس قدر دودھ ہو گا کہ اس برتن میں دوہنے کی ضرورت پیش آئے گی میں نے اللہ کا نام لے کر اس میں دودھ دوہنا شروع کیا تو وہ بھر گیا اور اس پر جھاگ نظر آنے لگی۔ میں نے یہ دودھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپؐ نے فرمایا۔

"کیا تم اپنا حصّہ پی چکے؟"

"میں نے عرض کی:" آپؐ پی لیجئے"

آپؐ نے کچھ دودھ پی کر باقی کا مجھے عنایت فرمایا۔ میں نے عرض کی:" یارسول اللہ آپ پی لیجئے۔" حضورؐ نے پھر دودھ پیا۔ لیکن برتن میں کچھ دودھ بدستور موجود رہا۔ آپؐ نے یہ مجھے عنایت فرمایا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپؐ سیر ہو گئے ہیں اور یہ آپؐ کی دعا کی برکت ہے کہ دودھ ختم نہیں ہوا اور آپؐ نے اپنی دعا کی برکت میں مجھے بھی شامل کر لیا ہے۔ میں فرطِ مسرت سے بے خود ہو گیا اور اس قدر ہنسا کہ زمین پر گر پڑا۔

پھر میں نے تمام واقعہ حضورؐ کی خدمت میں بیان کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا "یہ اللہ تعالےٰ کی رحمت ہے تم نے اپنے دونوں ساتھیوں کو کیوں نہیں جگایا کہ وہ بھی پیتے۔"

میں نے عرض کی:" یارسولؐ اللہ جب میں نے آپؐ کے ساتھ پی لیا تو مجھے اس کی پروا نہیں کہ کسی اور نے پیا یا نہیں۔

(صحیح مسلم)

پانی جاری ہونا

تھوڑے پانی میں کثیر برکت

حضرت ابو قتادہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ میرے پاس ایک لوٹا تھا۔ اس میں پانی تھا۔ رسول اکرمؐ نے اس لوٹے سے وضو کیا۔ تھوڑا سا پانی بچ رہا۔ آپؐ نے فرمایا اسے ضائع نہ کرنا یہ کام آئے گا۔ تھوڑی دیر بعد دھوپ نکلی تو لوگ پیاس سے بیتاب ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا "گھبراؤ نہیں" اور وہی لوٹا منگایا اور اس سے پانی ڈالنے لگے۔ حضورؐ پانی ڈالتے جاتے تھے اور میں لوگوں کو پلاتا جاتا تھا۔ لوگ ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ حضورؐ نے فرمایا "گھبراؤ نہیں سب کے لئے کافی ہے" جب سب پی چکے تو حضورؐ نے پہلے مجھے پلایا اور سب سے آخر خود پیا اور فرمایا کہ ساقی کو سب سے پیچھے پینا چاہیئے۔ غرض ایک لوٹے سے تمام لشکر سیراب ہو گیا۔ (صحیح مسلم)

انگلیوں سے چشمہ جاری ہو گیا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے لوگوں کے ہمراہ سفر میں تھا پانی ختم ہو گیا تو ہم

رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا کچھ بچا ہوا پانی لاؤ۔ ہم ایک برتن لے گئے۔ آپؐ نے اپنا دستِ مبارک اس میں ڈالا۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ (صحیح بخاری)

وضو کے پانی میں برکت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہؐ نے وضو کا بچا ہوا پانی قبا کے کنوئیں میں ڈال دیا۔ اس کی برکت سے اس کنوئیں میں اس کثرت سے پانی ہو گیا کہ کبھی کم نہ ہوا۔ (بیہقی)

انگلیوں سے پانی کا فوارہ چھوٹنے لگا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسولِ اکرمؐ کے ہمرکاب مدینہ کے قریب مقام زوراء میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہمارے ساتھ تین سو یا اس کے لگ بھگ آدمی تھے۔ عصر کا وقت ہوا تو لوگوں نے پانی کی تلاش شروع کی۔ لیکن صرف حضورؐ کے لئے تھوڑا سا پانی دستیاب ہوا۔ آپ کی خدمت میں پانی پانی کا برتن پیش کیا گیا تو آپؐ نے اپنا دستِ مبارک اس میں رکھ دیا اور آپؐ کی انگلیوں سے پانی کا فوارہ چھوٹنے لگا یہاں تک کہ اس سے سب نے وضو کر لیا۔ (صحیحین۔ ترمذی)

تھوڑے پانی میں عظیم برکت

ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ پانی ختم ہو گیا لوگ

پیاس سے بیتاب ہو گئے۔ حضورؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ایک دوسرے شخص کو بلا کر حکم دیا کہ جاؤ پانی ڈھونڈ کر لاؤ۔ وہ ایک عورت کو ڈھونڈ کر لے آئے جس کے پاس دو بڑی مشکیں پانی سے بھری ہوئی تھیں۔ حضورؐ نے ایک برتن منگایا اور دونوں مشکوں کے منہ کھول کر کچھ پانی اس میں ڈلوایا۔ پھر چالیس آدمیوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور جتنی مشکیں اور برتن ساتھ تھے وہ سب پانی سے بھر لئے۔ اس پر بھی اس عورت کی مشکیں پانی سے بھری رہیں بلکہ پہلے سے زیادہ پانی ان میں معلوم ہوتا تھا۔ (صحیحین عن عمران بن حصینؓ)

کنوئیں کا پانی بڑھ گیا

حدیبیہ میں ایک کنواں تھا۔ وہ پانی سے خالی ہو گیا۔ رسول اکرمؐ کنوئیں پر تشریف لائے اور تھوڑا سا پانی منگا کر اس کنوئیں میں کلی کر دی۔ تھوڑی دیر میں اس کنوئیں میں اس قدر پانی ہو گیا کہ تمام لشکر نے جس میں چودہ سو آدمی تھے پانی پیا اور وضو کیا۔ (بخاری۔ براء بن عازبؓ)

انگلیوں سے پانی کا چشمہ بہنے لگا

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے دن لشکر میں پانی کی قلت ہو گئی۔ لوگ پیاس سے گھبرا گئے۔ حضورؐ کے پاس چمڑے کے ایک برتن میں پانی تھا۔ آپؐ نے اس برتن میں اپنا دستِ مبارک ڈالا اور آپ کی انگلیوں سے پانی چشمے کی طرح نکلنے لگا۔ سب نے سیر ہو کر پیا اور وضو کیا۔ لشکر میں اس وقت

تخمیناً پندرہ سو آدمی تھے (صحیحین)

انگلیوں کی برکت

ایک بار نماز کا وقت آیا تو اس قدر پانی موجود نہیں تھا جس سے تمام لوگ وضو کر سکتے۔ جن صحابہؓ کے گھر مسجد کے قریب تھے وہ وضو کرنے کے لئے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ باقی اصحاب بے وضو رہ گئے۔ رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا ایک برتن پیش کیا گیا۔ اس کا دہانہ اس قدر تنگ تھا کہ حضورؐ کا دست مبارک اس کے اندر نہیں جا سکتا تھا۔ آپؐ نے اپنی انگلیاں اس کے اندر ڈال دیں اور اس برتن کا پانی تقریباً اسّی آدمیوں کے وضو کے لئے کافی ہوا۔ (صحیح بخاری)

انگلیوں سے پانی کا چشمہ ابلنے لگا

حضرت حبان بن بح الصدائیؓ سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے قبیلے کے خلاف فوجی تیاری فرما رہے ہیں۔ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری قوم مسلمان ہو گئی ہے۔ پھر میں نے رات بھر رسولِ اکرمؐ کے ساتھ سفر کیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اذان دی۔ آپؐ نے مجھے پانی کا ایک برتن دیا۔ میں نے اس سے وضو کیا۔ پھر آپؐ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں تو پانی ان کے درمیان سے چشمہ کی طرح ابلنے لگا۔ حضورؐ نے حکم دیا کہ جو شخص چاہے اس سے وضو کرے (مسند احمد بن حنبلؒ)

ہاتھ دھونے کی برکت

غزوۂ تبوک کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کی اور پھر فرمایا کہ کل تم لوگ دوپہر کے وقت نہر تبوک کے کنارے پر پہنچو گے لیکن جب تک میں نہ پہنچوں کوئی شخص پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔ صحابہ کرامؓ وہاں پہنچے تو نہر میں بہت تھوڑا پانی تھا اور وہ محض ایک نالی معلوم ہوتی تھی۔ حضورؐ نے حکم دیا کہ اس میں سے پانی الیچو۔ صحابہؓ نے حکم کی تعمیل کی اور پانی ایک گڑھے میں جمع ہو گیا۔ حضورؐ نے اس میں ہاتھ منہ دھوئے اور فرمایا کہ اب یہ پانی نہر میں ڈال دو جونہی وہ پانی نہر میں ڈالا گیا۔ تو وہ پانی سے اُبل گئی۔ (صحیح مسلم)

انگلیوں کے درمیان سے پانی امنڈنے لگا

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسولِ اکرمؐ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ایک جگہ حضورؐ نے مجھ سے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا میں نے بہت جستجو کی لیکن کہیں سے پانی دستیاب نہ ہوا۔ ایک انصاری حضورؐ کے لئے خاص طور پر پانی ٹھنڈا کر کے رکھتے تھے۔ حضورؐ نے مجھے ان کے پاس بھیجا۔ ان کے پاس پانی مل تو گیا لیکن اس کی مقدار اتنی قلیل تھی کہ برتن میں انڈیلا جاتا تو اس میں جذب ہو کر رہ جاتا۔ حضورؐ نے پانی کا برتن دست مبارک میں لیا اور اس پر کچھ پڑھا۔ پھر اس کو طشت میں رکھ کر مجھے دیا اور حکم دیا کہ بسم اللہ پڑھ کر میرے ہاتھ پر پانی

گراؤ۔ میں نے جونہی پانی ڈالنا شروع کیا تو دیکھا کہ پہلے حضورؐ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی امڈا۔ پھر تمام طشت بھر گیا یہاں تک کہ سب لوگ پانی پی کر سیراب ہو گئے۔ اس کے بعد آپؐ نے ہاتھ کھینچ لیا تو طشت بھرا کا بھرا رہ گیا (صحیح مسلم)

غیب سے پانی برسنے لگا

حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد پر روانہ ہوئے۔ راستہ میں پانی نہ ملا اور لوگ پیاس سے بیتاب ہو گئے۔ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی "یا رسول اللہ پانی کے لئے دعا فرمائیں"۔ حضورؐ نے دعا کی۔ اسی وقت آسمان ابر آلود ہو گیا اور اس قدر بارش ہوئی کہ لوگوں کی حاجت پوری ہو گئی (بیہقی۔ حاکم)

غیب سے پانی نمودار ہو گیا

عمروؓ بن سعید سے روایت ہے کہ ابو طالب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک دن مقام ذی المجاز میں اپنے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ جا رہا تھا۔ مجھے پیاس محسوس ہوئی۔ میں نے کہا "بھتیجے مجھے پیاس لگ رہی ہے"۔ محمدؐ اونٹنی سے اتر پڑے اور کہا "چچا آپ کو پیاس لگ رہی ہے لیجئے پانی پیجئے"۔ یہ کہہ کر پشت کی جانب مڑ کر دیکھا۔ وہاں پانی موجود تھا (ابن سعد)

پانی خوشبودار ہو گیا

ابن ماجہ سے روایت ہے کہ لوگ ایک دن رسولؐ اللہ کے سامنے ایک

ڈول میں آب زمزم بھر کر لائے۔ حضورؐ نے اس میں سے ایک چلّو بھر پانی لے کر منہ میں ڈالا اور اس ڈول میں کُلّی کر دی۔ اسی وقت اس پانی میں مشک سے زیادہ خوشبو آنے لگی۔ (ابن ماجہ)

پانی دودھ بن گیا

سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو توشۂ راہ کے لئے پانی کی ایک مشک منہ بند کر کے دی اور دعا کی۔ راستے میں نماز کا وقت ہوا اور صحابہؓ نماز کے لئے سواریوں سے اترے تو دیکھا کہ اس مشک میں دودھ تھا اور اس کے منہ پر مکھن آیا ہوا تھا۔

(ابن سعد)

بنو صداء کے کنوئیں کا پانی بڑھ گیا

۸ھ ہجری میں قبیلہ صداء کا وفد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ زیاد بن حارث صدائیؓ اس وفد کے سردار تھے اور ان کے ساتھ اپنی قوم کے پندرہ سربرآوردہ آدمی تھے زیادؓ اس سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے۔ اب ان کے ساتھیوں نے بھی اسلام قبول کر لیا اور اپنے قبیلہ میں واپس جا کر تبلیغ اسلام کی ہامی بھر لی۔ اس موقع پر زیادؓ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کی کہ "یا رسول اللہ ہمارے ہاں صرف ایک کنواں ہے۔ گرمیوں میں اس کا پانی خشک ہو جاتا ہے۔ اور ہمارے قبیلہ کے لوگ مختلف مقامات پر

منتشر ہو جاتے ہیں۔ دعا فرمائیے کہ کنوئیں کا پانی ختم نہ ہوا کرے۔ اس سے ہمارے جدید الاسلام قبیلہ پر بہت اچھا اثر پڑے گا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تم سات کنکر اٹھا لاؤ۔ زیادؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ حضورؐ نے کچھ دیر انہیں اپنے دست مبارک میں رکھا اور پھر زیادؓ کو واپس دے کر فرمایا کہ ایک ایک کنکر اس کنوئیں میں گرا دینا۔ ہر کنکر پر اللہ اللہ پڑھتے جانا۔ زیادؓ نے ایسا ہی کیا۔ ان کا بیان ہے کہ پھر اس کنوئیں میں پانی اتنا بڑھ گیا کہ کبھی ختم ہونے میں نہیں آتا تھا اور نہ اس کی گہرائی کا پتہ چلتا تھا (رحمۃ للعالمین)

کنوئیں کا پانی میٹھا ہو گیا

ابو نعیم سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن حضرت انس بن مالکؓ کے گھر کے کنوئیں میں ڈالا۔ اس کنوئیں کا پانی ایسا میٹھا ہو گیا کہ سارے مدینے میں اس کے برابر میٹھا پانی نہ تھا (دلائل النبوۃ)

ایک پیالہ بھر پانی سے ستّر آدمیوں نے وضو کیا

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ نماز کا وقت آیا تو وضو کے لئے پانی موجود نہ تھا۔ صحابہ کرامؓ پانی کی تلاش میں بہتیرا ادھر پھرے لیکن در مقصود ہاتھ نہ آیا۔ ایک صحابیؓ کہیں سے ایک پیالہ میں تھوڑا سا پانی لے آئے۔ حضورؐ نے اس پانی سے وضو کیا۔ پھر پیالے پر اپنی انگشت ہائے مبارک پھیلا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کی مقدار میں اتنی برکت دی کہ تقریباً ستّر آدمیوں نے اس سے وضو کیا۔ (صحیحین)

قبولیتِ دُعا

قتل سے محفوظ رہنے کی دُعا

ایک دفعہ حضرت ضمرہؓ بن ثعلبہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالےٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ حضورؐ نے دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّمُ دَمَ ابْنِ ثَعْلَبَۃَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ ہ

(الٰہی میں مشرکین پر ابن ثعلبہ کا خون حرام کرتا ہوں)

اس کے بعد حضرت ضمرہؓ کا یہ حال تھا کہ وہ جہاد میں بے دھڑک دشمن کی صفوں میں گھس جاتے اور تلوار چلاتے ہوئے صحیح سلامت واپس آجاتے تھے (طبرانی)

حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف کے حق میں دعائے برکت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ ۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ فرماتے تھے کہ اس دعا کی برکت سے اگر میں پتھر اٹھاتا تھا تو توقع ہوتی تھی کہ یہاں سے مجھے چاندی یا سونا ملے گا۔

(صحیحین)

حضرت سائب ابن یزیدؓ کے لئے دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سائب بن یزیدؓ کے لئے طولِ عمر اور سلامتیٔ ہوش وحواس کی دعا فرمائی۔ حضرت جعد بن عبدالرحمٰنؓ سے روایت ہے کہ سائب ۹۴ سال کے ہوکر فوت ہوئے اور آخری وقت تک ان کی سماعت اور بصارت معمول کے مطابق تھی اور وہ بڑے صحت مند وتوانا تھے۔
(صحیح بخاری)

کثرتِ اولاد کی دعا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مالک بن ربیعہؓ کے حق میں کثرت اولاد کی دعا فرمائی۔ اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اسّی بیٹے عطا فرمائے۔ (ابن عساکر)

رؤسائے قریش کے لئے بددعا

ایک دن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحن حرم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل اور چند دوسرے رؤسائے قریش وہاں آگئے۔ ابوجہل نے کہا کہ کوئی جائے اور اونٹ کا اوجھ لاکر ان کی گردن پر رکھ دے۔ عقبہ بن ابی معیط دوڑتا ہوا گیا اور اونٹ کا اوجھ لے آیا۔ حضورؐ جس وقت سجدے میں گئے تو وہ اوجھ آپ کی گردن مبارک پر ڈال دیا اور سب ہنسنے لگے۔ کسی نے

حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو خبر دی وہ آئیں اور وہ اوجھ ہٹایا۔ حضورؐ نے سجدہ سے سر اٹھا کر ابوجہل، عقبہ، عقبہ بن ابی معیط، ابی بن خلف، ولید بن عتبہ، اور عمارہ بن ولید کے حق میں نام بنام بد دعا کی کہ الٰہی ان کو پکڑ۔ چنانچہ یہ سب ہلاک ہوئے اور ان میں سے بیشتر جنگِ بدر میں جہنم واصل ہوئے۔ (صحیحین)

سلطنت کسریٰ کی تباہی کی بد دعا

صلح حدیبیہ کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر سلاطین اور حکمرانوں کو خطوط لکھ کر اسلام کی دعوت دی۔ اس زمانہ میں فارس کا فرمانروا نوشیرواں کا پوتا کسریٰ پرویز تھا۔ وہ بڑے جاہ وجلال کا بادشاہ تھا۔ اس کے نام بھی حضورؐ کا نامۂ مبارک گیا۔ اس نے تکبر سے یہ نامہ مبارک پھاڑ کر پھینک دیا۔ حضورؐ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے بد دعا دی کہ الٰہی اس متکبر کی سلطنت کو پاش پاش (پرزے پرزے) کر دے۔ چنانچہ عہد فاروقی سلطنت کسریٰ پاش پاش ہو گئی۔ (صحیحین)

سراقہؓ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا

ہجرت کے موقعہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ ثور سے نکل کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو قریش کے ایک نامور شہسوار سراقہؓ بن مالک نے آپؐ کا تعاقب کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نظر اس پر پڑی تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ دشمن سر پر آ پہنچا حضورؐ نے انہیں تسلی دی اور پھر دعا کی۔

معاً سراقہ کا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ اس کے اوسان خطا ہو گئے اور گڑگڑا کر معافی مانگنے لگا۔ حضور نے پھر دعا کی اور اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا۔ سراقہ اسی وقت واپس آیا اور دوسرے تعاقب کرنے والوں کو بھی راہ سے واپس لے گیا۔ سراقہؓ بعد میں مسلمان ہو گئے۔ (صحیحین)

ایک نوجوان کے حق میں دعائے عفت

ایک دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اصحابؓ کے حلقے میں رونق افروز تھے کہ ایک نوجوان آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی " یا رسول اللہ مجھے زنا کی اجازت دیجئے "۔ اس نوجوان کی بات سن کر تمام لوگ اس کو لعنت ملامت کرنے لگے۔ حضورؐ نے ان کو روکا اور اس نوجوان کو قریب بلا کر اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم دیا۔ وہ بیٹھ گیا تو حضورؐ نے پوچھا " کیا تو یہ بات اپنی ماں کے لئے پسند کرتا ہے "۔ اس نے کہا " قربان جاؤں یا رسول اللہ نہیں "

فرمایا " کوئی شخص بھی اپنی ماں کے لئے یہ بات پسند نہیں کرے گا "

پھر حضورؐ نے پوچھا " کیا یہ فعل تم اپنی بیٹی کے لئے پسند کرو گے ؟ "

نوجوان نے کہا۔ " آپ پر قربان نہیں یا رسول اللہ "

فرمایا " ہاں کوئی شخص بھی اپنی بیٹی کے لئے یہ بات پسند نہیں کرے گا "

پھر پوچھا " کیا تم یہ اپنی بہن کے لئے پسند کرتے ہو "

وہ بولا " قربان جاؤں ۔ نہیں "

فرمایا" ہاں کوئی بھی اپنی بہن کے لئے یہ بات پسند نہیں کرتا۔
پھر پوچھا" کیا تم اپنی پھوپھی کے لئے یہ بات پسند کرتے ہو"
عرض کی" قربان جاؤں یا رسول اللہؐ نہیں"
فرمایا" ہاں کوئی انسان اسے اپنی پھوپھی کے لئے پسند نہیں کرتا"
پھر پوچھا" کیا تم اپنی خالہ کے لئے یہ فعل پسند کرو گے"
وہ بولا" آپ پر قربان۔ نہیں یا رسول اللہؐ"
فرمایا" ہاں کوئی شخص بھی اپنی خالہ کے لئے یہ بات پسند نہیں کرے گا"
اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس نوجوان پر رکھا اور دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ وَطَھِّرْ قَلْبَہٗ وَاَحْصِنْ فَرْجَہٗ۔

(الٰہی اس کے گناہ کو بخش دے اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کا ستر محفوظ کر دے یعنی اسے عصمت وعفت عطا کر)

اس حدیث کے راوی حضرت ابو امامہ باہلیؓ کہتے ہیں کہ اس دعا کے بعد وہ نوجوان کبھی ایسی بات کا خیال تک بھی دل میں نہ لاتا تھا اور کسی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتا تھا۔ (مسند احمد۔ شعیب الایمان۔ بیہقی)

حضورؐ کی دعا سے حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ مسلمان ہو گئیں

حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ مشرک تھیں۔ ایک دن انہوں نے رسول اکرمؐ

کی شان میں کوئی ناشائستہ کلمہ کہا۔ ابوہریرہؓ پر ان کی بات بہت گراں گزری۔ وہ روتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ دعا فرمائیں کہ اللہ میری ماں کو ہدایت دے۔ حضورؐ نے اسی وقت دعا فرمائی۔ ابوہریرہؓ کو اطمینان ہو گیا اور وہ خوش خوش اپنے گھر روانہ ہوئے جب مکان پر پہنچے تو دروازہ بند تھا اور پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ ان کے قدموں کی آہٹ سن کر اندر سے والدہ نے آواز دی کہ ابوہریرہؓ باہر ہی ٹھہرو میں غسل کر رہی ہوں۔ غسل سے فارغ ہو کر انہوں نے دروازہ کھولا تو زبان پر کلمۂ شہادت جاری تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ کو اس قدر مسرت ہوئی کہ آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ (صحیح مسلم)

صبح کے سویرے میں برکت کی دعا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے دعا فرمائی کہ الٰہی میری امت کو صبح کے سویرے میں برکت دے۔ ایک تجارت پیشہ صحابی نے حضورؐ کی دعا سن کر اپنا مالِ تجارت صبح سویرے روانہ کرنا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کاروبار میں اتنی برکت دی کہ انہیں اپنی دولت رکھنے کے لئے جگہ نہیں ملتی تھی۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ مسند احمد)

حضورؐ کی دعا سے قحط دور ہو گیا

ایک بار مدینہ منورہ اور اس کے نواحی علاقوں میں سخت قحط پڑا۔ حضورؐ جمعہ

کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کی "یا رسول اللہ مویشی ہلاک ہو گئے، لوگ بھوکوں مر گئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیراب کرے" حضورؐ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اسی وقت تیز ہوا چلنے لگی اور مطلع ابر آلود ہو گیا پھر موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ لوگ نماز جمعہ سے فارغ ہوئے تو بارش میں بھیگتے ہوئے اپنے گھروں تک پہنچے۔ یہ بارش مسلسل سات دن جاری رہی یہاں تک کہ لوگ گھبرا اٹھے اور دوسرے جمعہ کو پھر اسی آدمی یا کسی اور نے عرض کی "یا رسول اللہ مکانات گر گئے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ بارش کو روک لے" سرور کائناتؐ متبسم ہو گئے اور دعا فرمائی۔ اسی وقت بادل پھٹنے لگے اور تھوڑی دیر میں آسمان صاف ہو گیا۔ (صحیحین)

مکہ کا قحط دور ہونا اور باران رحمت کا نزول

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے ایک دفعہ مکہ میں ہولناک قحط پڑا۔ مشرکین مکہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ حضورؐ نے دعا فرمائی تو موسلا دھار بارش ہوئی اور دوست دشمن سب سیراب ہو گئے کہتے ہیں حضورؐ کا یہ معجزہ دیکھ کر آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب نے یہ شعر کہا۔

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

(محمدؐ گورے رنگ والا ہے اس کے چہرے کے وسیلہ سے باران رحمت ے

سیرابی کی دعا مانگی جاتی ہے۔ یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کا محافظ ہے)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ جب کبھی بارش کے لئے دعا مانگتے تو مجھے ابوطالب کا یہ شعر یاد آجاتا اور میں آپؐ کے رُخِ اقدس کو تکتا رہتا۔ حضورؐ دعا مانگ کر منبر سے اترنے بھی نہ پاتے تھے کہ موسلا دھار بارش سے مدینہ کا ہر پرنالہ زور شور سے بہنے لگتا تھا۔ (صحیح بخاری)

مدینہ منورہ کی آب و ہوا صحت بخش بن گئی

مدینہ کی آب و ہوا اچھی نہ تھی۔ چنانچہ ہجرت کے بعد مہاجرین کو یہاں کی آب و ہوا موافق نہ آئی اور کئی مہاجرین بیمار ہو گئے۔ اس حالت میں ان کو بار بار اپنے وطن مکہ کی یاد آتی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ "الٰہی مدینہ کو بھی ہمارے لئے ویسا ہی محبوب بنا دے جیسا کہ ہم کو مکہ محبوب ہے بلکہ اسے زیادہ محبوب بنا دے۔ الٰہی اس کو ہمارے لئے صحت بخش بنا دے اور یہاں کا بخار جحفہ میں منتقل کر دے۔" حضورؐ کی دعا کی تاثیر سے مدینہ منورہ کی آب و ہوا نہایت صحت بخش بن گئی۔ یہاں سے بخار کی وبا ہمیشہ کے لئے دُور ہو گئی اور یہ صحابہ کرامؓ کا محبوب ترین شہر بن گیا۔ (صحیح بخاری)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ شدید علالت سے اُٹھ کھڑے ہوئے

ایک دفعہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ رسولِ اکرمؐ کے ساتھ مکہ معظمہ گئے۔ وہاں جا کر ایسے سخت بیمار ہوئے کہ بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ حضورؐ ان کی

عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اس بات کا صدمہ ہے کہ اس سرزمین میں مرتا ہوں جہاں سے ہجرت کی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں انشاء اللہ۔ پھر تین دفعہ فرمایا کہ الٰہی سعدؓ کو شفا دے۔ سعدؓ کو شفا دے۔ سعدؓ کو شفا دے۔" حضورؐ کی دعا کی برکت سے حضرت سعدؓ شفایاب ہو گئے اور اس واقعہ کے بعد قریباً پچاس برس زندہ رہے۔

(صحیح مسلم۔ سنن نسائی)

بے ستری کے دُور ہونے کے لئے دُعا

ایک حبشیہ خاتون رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی" یا رسول اللہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں بے ستر ہو جاتی ہوں۔ میرے لئے دعا فرمائیے"۔

حضورؐ نے فرمایا" اگر صبر کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں جگہ دے گا اور اگر کہو تو میں تمہاری صحت کے لئے دعا کروں"۔

اس نے عرض کی" یا رسول اللہ میں صبر کرتی ہوں لیکن دعا فرمائیے کہ میں بے ستری سے محفوظ ہو جاؤں"۔

چنانچہ حضورؐ نے اس کے لئے دعا فرمائی اور پھر دورے میں وہ کبھی بے پردہ نہ ہوئی۔

(صحیح مسلم)

حضرت ابو امامہ باہلیؓ کے حق میں دعائے سلامتی

ایک دفعہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے لشکر روانہ کر رہے تھے۔ مجاہدین میں حضرت ابو امامہ باہلیؓ بھی تھے۔ انہوں نے حضورؐ سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ میں میدانِ جہاد میں شہید ہو جاؤں۔ حضورؐ نے دعا کی کہ الٰہی اس کو صحیح سلامت واپس لا۔ چنانچہ وہ صحیح سلامت مالِ غنیمت لے کر واپس آئے ایک دوسرے موقع پر لشکرِ اسلام کہیں جانے لگا تو ابو امامہؓ نے حضورؐ سے پھر یہی درخواست کی۔ حضورؐ نے ان کے لئے سلامتی کی دعا مانگی اور وہ بخیریت واپس آئے۔ تیسری بار پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا اور وہ جہاد سے صحیح سالم واپس آئے۔ (مسند احمد۔ بیہقی)

ایک بچّے کی ہدایت کے لئے دُعا

۱۔ ایک صحابی حضرت ابو سلمہؓ بچہ تھے تو ان کے نانا اور دادا میں ان کی تولیت کے بارے میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ ان میں سے ایک کافر اور ایک مسلمان تھا۔ یہ جھگڑا رسولِ اکرمؐ کے سامنے پیش ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ جس کے پاس بچہ خود رہنا چاہے اسی کے پاس رہے۔ ابو سلمہؓ نے پہلے اپنے کافر رشتہ دار کا رُخ کیا۔ اس وقت حضورؐ نے دعا کی کہ الٰہی اس بچے کو ہدایت دے۔" اس کا یہ اثر ہوا کہ وہ دوڑ کر اپنے مسلمان رشتہ دار کی گود میں چلے گئے اور حضورؐ نے حکم دیا کہ بچہ انہیں کے پاس رہے۔ (ابنِ سعد)

۲ - حضرت رافع بن سنانؓ نے اسلام قبول کر لیا لیکن ان کی بیوی نے ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ اس کی گود میں ایک بچی تھی۔ اس کی تولیت کے بارے میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ حضورؐ کے سامنے مقدمہ پیش ہؤا تو آپؐ نے اس کے فیصلہ کا اختیار خود بچی کو دے دیا۔ اور دونوں کو الگ الگ بٹھا کر حکم دیا کہ بچی کو بلاؤ۔ انہوں نے بلایا تو بچی پہلے ماں کی طرف بڑھی۔ حضورؐ نے دعا مانگی کہ الٰہی اس کو ہدایت دے۔ بچی اسی وقت باپ کے پاس چلی گئی اور فیصلہ رافعؓ کے حق میں ہو گیا۔ (ابوداؤد)

ریتلا میدان سخت ہو گیا

مقام بدر میں مسلمانوں نے جس جگہ قیام کیا وہ اس قدر ریتلی تھی کہ پاؤں نہ جمتے تھے۔ مجاہدین کو پانی کی بھی سخت ضرورت تھی۔ سرورِ کائناتؐ نے مسلمانوں کی پریشانی دیکھ کر بارش کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے بارانِ رحمت کا نزول فرمایا۔ ریت جم گئی اور زمین سخت ہو گئی۔ مجاہدین نے پینے کے لئے نہ صرف مشکیزوں میں پانی بھر لیا بلکہ چھوٹے چھوٹے گڑھے کھود کر غسل اور وضو کے لئے پانی محفوظ کر لیا۔ (صحیحین)

مجاہدین بدر کے لئے دعا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ بدر کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین سو پندرہ آدمیوں کے ساتھ نکلے۔ ان لوگوں کی یہ

حالت تھی کہ نہ پاؤں میں جوتے نہ تن پر ڈھنگ کے کپڑے۔ نہ سواری کے لئے جانور۔ حضورؐ نے دعا فرمائی کہ الٰہی یہ لوگ برہنہ پا ہیں ان کو سواری دے برہنہ بدن ہیں ان کو کپڑے دے۔ یہ لوگ بھوکے ہیں ان کا پیٹ بھر دے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو میدانِ بدر میں فتح عطا فرمائی تو اتنا مال غنیمت ہاتھ آیا کہ تمام مجاہدین آسودہ حال ہو گئے۔ جب بدر سے پھرے تو کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس کے پاس ایک یا دو اونٹ نہ ہوں یا وہ برہنہ تن یا برہنہ پا ہو۔ (ابوداؤد)

حضرت فاطمہ زہراؓ کے حق میں دعا

ایک دن حضرت فاطمۃ الزہراؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو ان کی یہ حالت تھی کہ بھوک کی شدت سے چہرہ زرد تھا اور نہایت لاغر ہو رہی تھیں۔ حضورؐ نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا اور دعا کی کہ الٰہی تو بھوکوں کا پیٹ بھرتا ہے۔ پست کو بلند کرتا ہے۔ فاطمہ بنت محمد کو بلندی عطا کر (یعنی ان کی تکلیف دور کر) حضورؐ کی دعا کی برکت سے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا چہرہ سرخ اور روشن ہو گیا اور زردی کا نام و نشان نہ رہا۔ اس دن کے بعد انہیں بھوک نے کبھی تکلیف نہیں دی (مسند بیہقی)

حضورؐ کی دعا سے ابوطالب صحتیاب ہو گئے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابوطالب سخت بیمار ہو گئے انہوں نے رسول اکرمؐ سے کہا کہ اے بھتیجے اپنے رب سے میری صحتیابی

کے لئے دعا کر۔ حضورؐ نے دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَمِّی ابوطالب
اسی وقت صحتیاب ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ (ابن عدی)

حضورؐ کی دُعا سے قبیلہ دوس مسلمان ہو گیا

ایک بار حضرت طفیل دوسیؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "یا رسول اللہ میں نے اپنے قبیلہ (دوس) کو بہتیرا حق کی طرف بلایا ہے لیکن انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے آپؐ ان کے لئے بد دعا فرمائیں کہ برباد ہو جائیں"

سرورِ کونینؐ نے بد دعا کی بجائے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ دَوْسًا وَّاْتِ بِھِمْ

(الٰہی دوس کو ہدایت دے اور ان کو لا)

حضورؐ کی دعا قبول ہوئی اور دوس کا تمام قبیلہ مسلمان ہو کر بارگاہِ نبویؐ میں حاضر ہوا۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابوطلحہ کے حق میں برکتِ اولاد کی دعا

مشہور صحابی حضرت ابوطلحہؓ اور ان کی بیوی حضرت ام سلیمؓ دونوں رسولِ اکرمؐ پر دل و جان سے فدا تھے۔ ایک دن ان کا کمسن بچہ بیمار ہو گیا حضرت ابوطلحہؓ گھر سے باہر گئے ہوئے تھے۔ کہ بچہ فوت ہو گیا۔ بیوی نے اس کی میّت کو ایک گوشے میں لٹا دیا۔ حضرت ابوطلحہؓ گھر آئے اور بچے کا حال پوچھا۔ بیوی

نے جواب دیا" وہ آرام پا گیا" ابوطلحہؓ سمجھے کہ اسے اب آرام ہے۔ دونوں میاں بیوی ایک ہی بستر پر سوئے۔ صبح کو حضرت ابوطلحہؓ غسل کر کے نماز کے لئے مسجد نبوی میں جانے لگے تو بیوی نے حقیقت حال بتائی۔ حضرت ابوطلحہؓ رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا واقعہ من وعن بیان کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ شاید گذشتہ شب کو اللہ تعالیٰ نے برکت عطا کی ہو۔ چنانچہ ۹ ماہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوطلحہؓ کو لڑکا عطا کیا۔ ایک انصاری صحابی کا بیان ہے کہ انہوں نے ابوطلحہؓ کی نو اولادیں دیکھیں اور سب کی سب قرآن خوان تھیں۔ یہ سب حضورؐ کی بابرکت دعا کا اثر تھا۔ (صحیح بخاری)

حضرت عروہؓ کے حق میں دعائے برکت

حضرت عروہ بن ابی الجعد ارقیؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے خرید و فروخت کے معاملات میں دعائے برکت فرمائی۔ خدا کی قسم میرا یہ حال ہوا کہ کناسہ (کوفہ کے ایک بازار) میں جا کھڑا ہوتا تھا اور وہاں سے نہیں پھرتا تھا یہاں تک کہ چالیس ہزار کا نفع حاصل کر لیتا تھا۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث میں ذکر کیا ہے کہ عروہؓ کا یہ حال تھا کہ اگر مٹی خریدتے تو اس میں بھی انہیں نفع ہوتا تھا۔ (بخاری۔ دار قطنی۔ مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حق میں دعائے علم

ایک بار حضورؐ قضائے حاجت کے لئے گئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس

نے آپؐ کے واپس آنے سے پہلے وضو کا پانی بھر کر رکھ دیا۔ حضورؐ واپس تشریف لائے تو ابن عباسؓ کی خدمت پر بہت خوش ہوئے اور ان کے حق میں دعا کی کہ الٰہی ان کو دین میں تفقہ عطا کر اور ان کو تفسیر سکھا۔ چنانچہ ان کو یہ درجہ حاصل ہوا کہ "حبر الامۃ" کے لقب سے مشہور ہوئے اور علم تفسیر میں ایسا کمال حاصل ہوا کہ ترجمان القرآن کہلائے (صحیحین)

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے حق میں دعائے برکت

عمرو بن حریث کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہؓ بن جعفرؓ کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی خرید و فروخت میں برکت دے چنانچہ اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ جو چیز خریدتے تھے اس میں کامل فائدہ اٹھاتے تھے۔ (بیہقی)

حضرت علی مرتضیٰؓ کے حق میں موسمی اثرات سے بچنے کی دعا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں دعا کی کہ الٰہی اسے سردی اور گرمی کی تکلیف نہ پہنچے۔ چنانچہ اس کے بعد مدت العمر حضرت علی مرتضیٰؓ کا یہ حال تھا کہ وہ خواہ گرمی کے موسم میں جاڑوں کے کپڑے یا سردی کے موسم میں گرمیوں کے کپڑے پہنتے انہیں کچھ تکلیف نہ پہنچتی تھی (بیہقی۔ ابن ماجہ)

حضرت ابو قتادہؓ کے حق میں دعائے برکت

دلائل النبوۃ میں ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قتادہ کے حق

میں دعا کی اَفْلَحَ وَجْهُكَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِيْ شَعْرِهٖ وَبَشَرِهٖ یعنی تیرا چہرہ فلاح والا ہو یا اللہ اس کے بالوں اور بدن کی جلد میں برکت دے۔ چنانچہ حضرت ابوقتادہؓ ستر برس کے ہو کر فوت ہوئے۔ آخر دم تک ان کے چہرے پر جوانی کی رونق تھی کوئی بال سفید نہیں ہوا تھا اور بدن کی جلد پر ایک جھری تک نہ پڑی تھی۔ (بیہقی)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے مستجاب الدعوات ہونے کی دعا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے حق میں دعا فرمائی کہ "الٰہیٰ ان کو مستجاب الدعوات بنا" چنانچہ وہ جو دعا مانگتے تھے قبول ہوتی تھی (احادیث و سیر میں ان کی قبولیتِ دعا کے کئی واقعات ملتے ہیں) (ترمذی - بیہقی)

تھکا ہوا اونٹ تازہ دم ہو گیا

ایک غزوہ میں حضرت جابرؓ کا اونٹ اس قدر تھک گیا کہ اس سے چلا نہیں جاتا تھا۔ رسولِ اکرمؐ نے دیکھا تو اس کے لئے دعا مانگی۔ معاً اس اونٹ کی تھکن دور ہو گئی اور وہ تیز رفتاری میں دوسرے تمام اونٹوں سے بڑھ گیا (صحیح بخاری)

ایک گستاخ کا ہاتھ شل ہو گیا

حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرمؐ کے

سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا شروع کیا۔ آپؐ نے فرمایا "دائیں ہاتھ سے کھا" اس نے بیباکانہ جواب دیا "میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا" حالانکہ اس کا دایاں ہاتھ اچھا بھلا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا "خدا کرے ایسا ہی ہو" چنانچہ اس کا یہ حال ہوا کہ دایاں ہاتھ اٹھا کر منہ تک نہیں لے جا سکتا تھا (مسلم)

حضرت انسؓ کے حق میں دعائے خیر و برکت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت انس بن مالکؓ کی والدہ ان کو چادر میں لپیٹ کر لائیں۔ اور حضورؐ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کی "یا رسولؐ اللہ اس بچے کو اپنی خدمت کے لئے قبول فرمائیے اور اس کے لئے دعا فرمائیے" حضورؐ نے ان درخواست کو شرف قبولیت بخشا۔ حضرت انسؓ کو اپنا خادمِ خاص بنا لیا اور ان کے لئے ترقیٔ مال و اولاد کی دعا فرمائی۔ اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ حضرت انسؓ نے طویل زندگی پائی۔ نہایت مالدار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو سو کے قریب لڑکے اور پوتے عطا کئے۔ ان کا ایک باغ تھا جو سال میں دو بار پھل لاتا تھا اس میں ایک ایسا پودا تھا جس کے پھولوں سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ (ترمذی)

سواری کی قوت آ گئی

مشہور صحابی حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ کسی وجہ سے گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو

ذی الحلیفہ کا بتخانہ ڈھانے کی خدمت سونپی۔ انہوں نے عرض کی "یارسولؐ اللہ میں گھوڑے کی پشت پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ حضورؐ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا" الٰہی اس کو گھوڑے پر بیٹھنے کی قوت دے۔ اور اس کو ہادی و مہدی بنا" اس دن کے بعد وہ زبردست شہسوار بن گئے۔ ذی الحلیفہ جاکر وہاں کے بتخانے کو نذرِ آتش کیا اور بعد میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں عراق عرب کے معرکوں میں بڑا نام پیدا کیا۔

(صحیح مسلم)

حضورؐ کی دُعا سے بیمار شفایاب ہو گئے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ایک صحابیؓ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ انہیں شدید نقاہت تھی۔ حضورؐ نے ان سے پوچھا "تم صاحبِ فراش ہونے سے پہلے خدا سے کوئی دعا کرتے تھے"۔ انہوں نے عرض کی "یارسولؐ اللہ میں خدا سے یہ دُعا مانگتا تھا کہ الٰہی مجھے آخرت میں جو عذاب دینا ہے وہ دنیا ہی میں دے دے۔

حضورؐ نے فرمایا "سبحان اللہ تم دنیا کا عذاب برداشت نہیں کر سکتے تو تم نے یہ دعا کیوں نہیں مانگی۔

(اے ہمارے رب ہم کو دنیا و آخرت دونوں میں بھلائی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا) (سورۂ بقرہ)

اس کے بعد حضورؐ نے ان کی شفایابی کے لئے دُعا کی اور اللہ تعالےٰ

نے انہیں شفا عطا فرمائی۔ (صحیح مسلم)

خشک سالی دُور ہو گئی

ایک دفعہ مدینہ میں سخت خشک سالی ہوئی۔ رسولِ اکرمؐ مسلمانوں کو ساتھ لے کر مدینہ سے نکلے اور ایک میدان میں کھڑے ہو کر بارگاہ الٰہی میں دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگی۔ پھر اپنی چادر الٹ دی اور دو رکعت نماز پڑھی۔ اسی وقت آسمان ابر آلود ہو گیا اور چھاجوں مینہ برسنے لگا جل تھل سیراب ہو گئے۔ (صحیحین)

حضرت عمر فاروقؓ کا قبول اسلام

تبلیغ و دعوت کے ابتدائی دَور میں جب مسلمان شدید مصائب و آلام میں مبتلا تھے۔ ایک دن رسول اکرمؐ نے بارگاہِ رب العزت میں دعا کی کہ الٰہی ابوجہل اور عمرؓ بن الخطاب میں جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس کو قبول اسلام کی سعادت نصیب کر۔ باختلاف روایت اس دعا کے دوسرے ہی دن یا چند دن بعد حضرت عمرؓ بن خطاب مشرف باسلام ہو گئے ان کے قبول اسلام کے متعلق مختلف روایتیں ہیں۔ اس سلسلہ کی مشہور روایت یہ ہے کہ ایک دن ابوجہل نے قریش کے ایک اجتماع میں اعلان کیا کہ جو شخص محمدؐ کو قتل کرے گا۔ ہبل کی قسم میں اسے سو سُرخ اونٹ (جو بے حد گراں بہا ہوتے ہیں) اور چالیس ہزار درہم بطور انعام دوں گا حضرت عمرؓ بھی اس

اجتماع میں موجود تھے۔ وہ جوش میں آکر کھڑے ہوئے اور با آواز بلند کہا "اے ابا حکم لات وعزیٰ کی قسم جب تک میں محمد کو قتل نہ کر لوں گا۔ زمین پر نہ بیٹھوں گا۔"

ان دنوں صرف چالیس نفوس قدسی حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے اور کفار کے شر سے بچنے کے لئے حضورؐ ان اصحابؓ کے ساتھ حضرت ارقم بن ابی الارقم کے مکان میں مقیم تھے۔

حضرت عمرؓ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لے کر حضرت ارقمؓ کے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں حضرت نعیم بن عبداللہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے حضرت عمرؓ کے تیور دیکھ کر پوچھا

"عمر آج کدھر کا ارادہ ہے؟"

حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ محمدؐ بن عبداللہ کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔

نعیمؓ بولے "عمر یہ جان جوکھوں کا کام ہے۔ بنی ہاشم تمہیں کبھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

حضرت عمرؓ نے غضبناک ہو کر کہا "تم بھی گمراہ ہو گئے ہو کیوں نہ تمہیں پہلے اس کا مزہ چکھا دوں۔"

حضرت نعیم نے جواب دیا "ہاں ہاں میں اسلام قبول کر چکا ہوں لیکن ذرا اپنے گھر کی خبر تو لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی پہلے ہی اسلام قبول کر چکے ہیں۔

حضرت عمرؓ کو یہ سن کر بڑا تاؤ آیا اور وہ سیدھے اپنی بہن حضرت فاطمہؓ بنت خطاب کے مکان پر پہنچے۔ اس وقت گھر کا دروازہ بند تھا اور فاطمہؓ کلام مجید کے کچھ اوراق کی تلاوت کر رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے ان کی آواز

سن لی اور دروازے پر زور سے دستک دی۔ حضرت فاطمہؓ نے اوراق کلام اللہ کو چھپا دیا اور دروازہ کھول دیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا یہ "تم کیا پڑھ رہی تھیں"۔ انہوں نے حضرت عمر کی بات ٹال دی اور کوئی صاف جواب نہ دیا۔ حضرت عمرؓ کو اس پر اور غصہ آگیا اور وہ بولے "میں سن چکا ہوں تم دونوں بے دین ہو چکے ہو" یہ کہہ کر اپنے بہنوئی حضرت سعیدؓ بن زید سے لپٹ گئے۔ اور انہیں نیچے گرا کر زدوکوب کرنے لگے۔ حضرت فاطمہؓ اپنے شوہر کو بچانے کے لئے آگے بڑھیں تو انہیں بھی بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا۔ اس کشمکش میں ان کی پیشانی پر حضرت عمرؓ کی تلوار کا زخم لگ گیا۔ خون کے فوارے چھوٹ پڑے لیکن نہایت استقلال سے زخمی شیرنی کی طرح بولیں۔

"بھائی بہن کو کیوں بیوہ کرتے ہو۔ بے شک ہمیں قتل کر ڈالو لیکن اب ہم دینِ حق کو نہیں چھوڑ سکتے، نہیں چھوڑ سکتے۔ ہمارا خاتمہ اسی دین پر ہوگا"

بہن کی ثابت قدمی اور بہتا خون دیکھ کر حضرت عمرؓ کا دل پسیج گیا اور وہ نرمی سے بولے "فاطمہ جو کچھ تم پڑھ رہی تھیں۔ مجھے بھی پڑھ کر سناؤ"

حضرت فاطمہؓ نے وضو کر کے کلام اللہ کے اوراق نکالے اور نہایت پراثر لہجہ میں سورۂ طٰہٰ کی تلاوت شروع کر دی۔ جوں جوں پڑھتی جاتی تھیں حضرت عمرؓ کے دل کی دنیا بدلتی جاتی تھی۔ جب وہ اس آیت پر پہنچیں۔

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا

تحت السطور

تو حضرت عمرؓ ضبط نہ کر سکے۔ بولے " فاطمہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمینوں کے نیچے ہے۔ کیا وہ تمہارے خدا کا ہے ؟"

حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا۔ بیشک بھائی۔ ہمارا خدا بڑی شان اور قدرت والا ہے۔

حضرت عمرؓ بولے۔ ذرا یہ اوراق مجھے بھی دو "

حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا " بھائی ہمارے اللہ کا حکم ہے کہ جب تک کوئی پاک وصاف نہ ہو وہ کلام الٰہی کو ہاتھ نہ لگائے۔ آپ پہلے غسل کریں پھر میرے کہنے کے مطابق وضو کریں اس کے بعد شوق سے ان اوراقِ مقدس کو دیکھیں "

چنانچہ حضرت عمرؓ نے غسل اور وضو کیا اور پھر نہایت ذوق و شوق سے کلام الٰہی کے اوراق کو دیکھنا شروع کیا۔ جب ان کی نظر اس آیت پر پڑی۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

تو بے اختیار رونے لگے۔ پھر فرمایا مَا اَحْسَنَ الْكَلَامَ یہ کتنا پیارا کلام ہے۔

اس کے بعد اپنی بہن اور بہنوئی سے مخاطب ہو کر بولے۔ " خدا کے لئے میری زیادتی معاف کردو اور گواہ رہو کہ میں سچے دل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں "

حضرت فاطمہؓ اور حضرت سعیدؓ کو ان کے قبولِ اسلام پر بے حد

مسرت ہوئی۔ اب حضرت عمرؓ حضرت ارقمؓ کے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جان نثاروں کے ساتھ مقیم تھے۔ مسلمانوں کو حضرت عمرؓ کی خبر ملی تو وہ مرنے مارنے پر تیار ہوگئے۔ حضرت حمزہؓ نے جوش میں آکر کہا "عمر سے میں نپٹ لوں گا۔ اگر وہ نیک ارادہ سے آیا ہے تو بہتر ورنہ اسی کی تلوار سے سر قلم کردوں گا" یہ کہہ کر انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ دیکھا تو تلوار حضرت عمرؓ کے گلے میں لٹکی ہوئی ہے اور وہ نہایت عجز کی حالت میں کھڑے ہیں۔ دروازہ کھلتے ہی کلمۂ توحید پڑھتے ہوئے سرورِ کونینؐ کے قدموں پر آگرے مسلمانوں نے فرطِ مسرت سے اس زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ دشت وجبل گونج اٹھے۔

حضرت امِ حرامؓ کے حق میں دعائے شہادت

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امِ حرامؓ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ انہوں نے حضورؐ کو کھانا پیش کیا۔ کھانا تناول کرنے کے بعد آپؐ سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ امِ حرامؓ نے پوچھا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، آپؐ کی ہنسی کا کیا سبب ہے۔ حضورؐ نے فرمایا "میں نے عالمِ خواب میں دیکھا ہے کہ میری اُمت کے لوگوں کا ایک گروہ سوار ہوکر اس طرح سمندر میں چل رہا ہے جس طرح تخت پر بادشاہ۔

حضرت ام حرامؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اس گروہ میں شامل ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔ چنانچہ حضورؐ نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔ امیر معاویہؓ کے زمانے میں مسلمانوں نے قبرص پر چڑھائی کی تو حضرت ام حرامؓ بھی مجاہدین میں شامل ہو گئیں۔ جب مسلمان سمندر عبور کر کے جزیرے میں داخل ہوئے تو حضرت ام حرامؓ اپنی سواری سے گر پڑیں اور اسی صدمہ سے درجۂ شہادت پر فائز ہوئیں۔

(صحیح بخاری)

طول عمر کی دعا

ایک صحابیہؓ حضرت ام قیسؓ کا لڑکا فوت ہو گیا۔ اس صدمہ سے ان کے دماغ پر بہت برا اثر پڑا۔ غسال سے کہنے لگیں۔ کہ میرے بچے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا ورنہ مر جائے گا حضورؐ کو ان کی حالت بتائی گئی تو آپ مسکرائے اور دعا کی کہ الٰہی ام قیسؓ کو طویل زندگی عطا فرما۔ چنانچہ حضرت ام قیسؓ نے تمام عورتوں سے زیادہ عمر پائی۔

(ادب المفرد امام بخاری)

حضورؐ کی دعا سے بارش ہوئی

شوال سنہ ۱۰ھ میں بنو سلامان کا وفد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس میں سترہ اشخاص شامل تھے۔ ان لوگوں نے

اسلام قبول کرنے کے بعد حضورؐ سے درخواست کی کہ یارسولؐ اللہ ہمارے ہاں بارش نہیں ہوئی۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں سیراب کردے۔

حضورؐ نے زبان مبارک سے فرمایا "اَللّٰھُمَّ اسْقِھِمُ الغیث فی دارھم" اس وفد کے ایک رکن جبیبؓ بن عمرو تھے انہوں نے عرض کی۔

"یارسول اللہ اپنے ان مبارک ہاتھوں کو اٹھا کر دعا فرمائیے"۔
حضورؐ متبسم ہو گئے اور اپنے ہاتھ اٹھا کر بارش کے لئے دعا مانگی۔
جب وفد اپنے وطن واپس پہنچا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی دن بارش ہوئی جس دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی۔

(زاد المعاد)

بنو فزارہ کا قحط دور ہو گیا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے فارغ ہو کر مدینہ واپس تشریف لائے تو تقریباً پندرہ آدمیوں پر مشتمل بنو فزارہ کا ایک وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ لوگ اسلام کے قائل ہو چکے تھے۔
حضورؐ نے ان سے پوچھا "تمہارے علاقے کا کیا حال ہے"۔

انہوں نے عرض کی "یارسولؐ اللہ ہمارے علاقے میں سخت خشک سالی ہے۔ ہمارے مویشی مر رہے ہیں۔ باغ اجڑ گئے ہیں اور ہمارے

اہل وعیال بھوک سے پریشان ہیں۔ آپ خدا سے دعا کریں کہ وہ ہماری فریاد سنے۔"

حضورؐ نے اسی وقت دستِ دعا اٹھا دیئے اور ان کے لئے بدیں الفاظ دعا مانگی۔

"اے خدا اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب کر۔ اپنی رحمت کو پھیلا دے اور اپنی مردہ بستیوں کو زندہ کر دے الٰہی ہم پر باران رحمت کا جلد نزول ہو۔ جو فائدہ پہنچائے اور نقصان نہ پہنچائے۔ سیراب کر دے۔ الٰہی ہم کو رحمت سے سیراب کر دے۔ نہ عذاب دہدم وغرق ومحق سے بھر دے۔ الٰہی باران رحمت سے ہمیں سیراب کر دے اور دشمنوں پر ہم کو غالب کر۔"

حضورؐ کی دعا کی برکت سے بارانِ رحمت کا نزول ہوا اور بنو فزارہ کی بستیوں پر پھر بہار آ گئی۔ (زاد المعاد)

ایک نوجوان کے حق میں دعائے برکت

سالِ وفود میں بنو نجیب کے تیرہ آدمیوں کا ایک وفد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا یہ لوگ پہلے ہی دینِ حق قبول کر چکے تھے اور اپنے مال مویشی کی زکوٰۃ لائے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا "کہ یہ واپس لے جاؤ اور اپنے قبیلہ کے مستحقین پر تقسیم کر دو۔"

انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ مستحقین کو دے کر جو بچ رہا ہے ہم وہی لے کر آئے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی "یارسول اللہ اب تک جو وفد آئے ہیں ان میں یہ وفد سب سے بہتر ہے"

حضورؐ نے فرمایا "ہدایت اللہ جل شانہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کی بہتری چاہتا ہے اس کے سینہ کو ایمان کے لئے کھول دیتا ہے"

ان لوگوں نے حضورؐ سے چند باتیں پوچھیں آپؐ نے ان کے سوالات کے جوابات لکھوا دیئے۔

ان لوگوں کو قرآن اور سنن ہدیٰ کے سیکھنے کا بے حد شوق تھا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ واپسی کی اجازت کے لئے بھی بہت مضطرب تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ تم واپس جانے کے لئے کیوں بیتاب ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ سرور کونینؐ کے جن فیوض و برکات سے ہم متمتع ہوئے ہیں۔ ہمارے دل میں جوش ہے کہ ان سے اپنی قوم کو بھی جلد از جلد مستفیض کریں۔

حضورؐ نے ان کو عطیات دیئے اور رخصت کی اجازت دیتے ہوئے پوچھا کیا تم میں کوئی شخص باقی تو نہیں رہ گیا۔ انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ایک نوجوان لڑکے کو ہم نے اسباب کی حفاظت کے لئے چھوڑ رکھا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا کہ اسے بھی میرے پاس بھیج دو۔

وہ نوجوان حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کی کہ یارسول اللہ آپؐ نے میرے قبیلہ کو الطاف و عنایات سے مالا مال فرما دیا ہے۔ مجھے بھی کچھ

عنایت فرمائیں۔

حضورؐ نے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ اس نے عرض کی "یا رسولؐ اللہ میں اپنے گھر سے صرف اس لئے آیا تھا کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ خدا مجھ پر رحم کرے۔ مجھے بخش دے اور میرے دل کو غنی بنا دے"۔

حضورؐ نے اس کے لئے یہی دعا فرما دی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر بنو نجیب کے لوگ حضورؐ سے ملے تو آپؐ نے ان سے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یا رسولؐ اللہ اس جیسا آدمی دیکھنے میں ہی نہیں آیا۔ اللہ نے اسے ایسی قناعت دی ہے کہ اگر دنیا بھر کی دولت اس کے سامنے تقسیم ہو رہی ہو تو وہ نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

(زاد المعاد)

موت کے بعد رسالت محمدی کی تصدیق

ایک شہید نے دفن کے وقت باتیں کیں

حضرت عبداللہ بن عبید اللہ انصاری سے روایت ہے کہ جب حضرت ثابت بن قیسؓ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تو میں ان کے دفن کے وقت موجود تھا۔ جب ان کو قبر میں رکھ چکے تو ہم لوگوں نے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ محمد رسول اللہ ابوبکرؓ الصدیق عمر الشہید عثمان البر الرحیم پھر جو ہم نے انہیں دیکھا تو وہ ویسے ہی مردہ تھے جیسے باتیں کرنے سے پہلے (معجزات محمدیہ)

ایک صحابی نے موت کے بعد کلام کیا

حضرت انس بن مالکؓ اور عثمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خارجہؓ بعہد حضرت عثمان ذوالنورینؓ راہ چلتے ہوئے گر کر فوت ہو گئے۔ عصر کے وقت لوگ ان کی نعش کو وہاں سے اٹھا کر گھر لائے۔ اہل خانہ نے ان کی نعش پر کپڑا ڈال دیا۔ مغرب اور عشا کا درمیانی وقت تھا اور گھر کی عورتیں میت کے گرد جمع تھیں کہ اَنْصِتُوْا اَنْصِتُوْا (چپ رہو۔ چپ رہو) کی آواز آئی۔ گھر کے لوگ چونکتے ہو گئے۔ دیکھا تو کپڑے

کے نیچے سے آواز آرہی تھی۔ زیدؓ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا گیا تو ان کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ الْاَمِیْنُ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ فِی الْکِتَابِ الْاَوَّل یعنی محمدؐ رسول خدا کے امین ہیں اور سب پیغمبروں کے خاتم ہیں جیسا کہ پہلی کتابوں میں یا لوح محفوظ میں درج ہے۔ پھر انہوں نے کہا۔ صَدَقَ صَدَقَ یعنی سچ کہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی تعریف کی۔ اس کے بعد کہا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اس کے بعد وہ ویسے ہی مردہ ہو گئے جیسے کہ تھے۔

(طبرانی۔ ابونعیم۔ ابن مندہ۔ ابن ابی الدنیا۔ قسطلانی۔ قاضی عیاض۔ الاستیعاب)

دشمنوں سے حفاظت

رسولِ کریمؐ اور ابوجہل کے درمیان آگ کی خندق حائل ہوگئی

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل نے ارادہ کیا کہ اگر وہ آپؐ کو سجدہ کرتے دیکھے گا تو آپ کی پیشانی کو رگڑ دے گا (یا بروایت دیگر سر کچل دے گا) ایک دن حضورؐ نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل آپؐ پر حملہ کرنے کی نیت سے آیا لیکن جھجک کر پیچھے ہٹ گیا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوگیا تو اس نے کہا "کہ میں نے دیکھا کہ میرے اور محمدؐ کے درمیان آگ کی خندق حائل ہے"

حضورؐ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کی تکا بوٹی کر ڈالتے۔ (صحیح مسلم)

ابوجہل کا ہاتھ مفلوج ہوگیا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسولِ اکرمؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل نے آپؐ کو پتھر مارنے کا ارادہ کیا۔ جونہی اس نے ہاتھ میں پتھر اٹھایا اس کا ہاتھ مفلوج

ہو کر رہ گیا اور وہ دہشت زدہ ہو کر بھاگا۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ "میں نے دیکھا کہ محمدؐ کے اس طرف ایک غیر معمولی گردن اور سر والا اونٹ مجھے کاٹنے کے لئے لپکا"

حضورؐ نے فرمایا کہ وہ جبرئیلؑ تھے۔ اگر ابوجہل میرے قریب آتا تو وہ اسے دبوچ لیتے۔ (ابن اسحاق)

فرشتوں نے حضورؐ کی حفاظت کا فرض انجام دیا

جنگ احد میں جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرف سے تیروں اور تلواروں کا مینہ برس رہا تھا۔ دو سپید پوش فرشتے آپ کے پاس کھڑے ہو کر دشمنوں کی یلغار کو روک رہے تھے۔ (صحیح بخاری)

اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کی حفاظت کا ذمہ لیا

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے تھے لیکن پھر بھی صحابہ کرامؓ کو کفار کی طرف سے شرارت کا خدشہ تھا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ باری باری آپؐ کی قیام گاہ کے گرد پہرہ دیا کرتے تھے۔ ایک رات یہ آیت نازل ہوئی۔

(اور اللہ لوگوں سے تیری حفاظت کرے گا) (سورہ مائدہ)

حضورؐ نے اسی وقت اپنے خیمے سے باہر جھانکا اور باآواز بلند فرمایا۔

"دوستو واپس جاؤ اللہ تعالےٰ نے خود میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔" (ترمذی)

بُھنے ہوئے گوشت نے اپنے زہر آلود ہونے کی خبر دی

خیبر میں سلام بن مشکم (یہودی) کی بیوی زینب بنت الحارث نے بکری کی بھنی ہوئی ران میں زہر ملا کر حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضورؐ نے پہلا ہی لقمہ اٹھایا تھا کہ ہاتھ روک لیا اور صحابہؓ سے فرمایا کہ یہ گوشت مت کھاؤ کیونکہ اس نے مجھ سے کہا ہے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے۔ زینب یہودیہ کو بلا کر پوچھا گیا تو اس نے اپنے فعل بد کا اقرار کیا۔ (صحیح مسلم)

اللہ نے دشمن کو عاجز کر دیا

ایک مشرک گھات لگا کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی نیت میں بیٹھا تھا کہ مسلمانوں نے اسے دیکھ لیا اور پکڑ کر حضورؐ کی خدمت میں لائے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دو اگر یہ مجھ کو قتل کرنا چاہتا بھی تو نہیں کر سکتا تھا۔ (صحیح مسلم)

ابولہب کی بیوی کی آنکھوں کے سامنے پردہ

سورۂ "تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ" نازل ہوئی تو "حمالۃ الحطب"

زوجۂ ابولہب ایک پتھر لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے آئی۔ آپؐ اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے بیٹھے تھے ام جمیل (زوجۂ ابو لہب) کی آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈال دیا اور اسے حضورؐ نظر ہی نہ آئے، حضرت صدیق اکبرؓ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ تمہارے صاحب کہاں ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ انہوں نے ہماری ہجو کی ہے اگر اس وقت میں ان کو دیکھ پاتی تو یہ پتھر ان کے منہ پر مارتی۔ یہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔ (بیہقی)

ابولہب کا بیٹا شیر کے منہ میں

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ام کلثومؓ عتبہ بن ابولہب کے نکاح میں۔ جب سورہ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ نازل ہوئی تو عتبہ نے اپنے والدین کے حکم سے ام کلثوم کو طلاق دے دی۔ اسی پر بس نہیں کی بلکہ حضورؐ کے خلاف ناشائستہ کلمات کہے اور دھمکیاں دیں۔ حضورؐ نے اس کے حق میں بددعا کی۔

اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِكَ

(الٰہی اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط کر)

چند دن بعد عتبہ شام گیا۔ راستے میں زرقاء کے مقام پر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سویا ہوا تھا کہ ایک شیر آیا اور اس کا منہ سونگھ کر اسے پھاڑ ڈالا۔ (بیہقی، حاکم، ابن اسحاق)

ہولناک آواز سے دشمن بے ہوش ہو گئے

ایک دفعہ چند مشرکوں نے رات کو یک بیک حملہ کر کے حضورؐ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جب وہ مقررہ وقت پر حضورؐ کی طرف بڑھے تو ان کے کانوں میں ایک ہولناک آواز آئی جس کی دہشت سے سب بیہوش ہو گئے۔ (ابو نعیم۔ طبرانی)

دشمنوں کے آگے اور پیچھے دیواریں کھڑی ہو گئیں

جس شب کو رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ کیا کفار نے چاروں طرف سے کاشانۂ اقدس کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ حضورؐ عین ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے یہ آیت مبارک پڑھتے ہوئے نکلے۔

(اور ہم نے ان کے آگے اور پیچھے دیواریں کھڑی کر دیں (ان کی آنکھوں پر) پردہ ڈال دیا کہ وہ نہیں دیکھتے) (سورہ یٰسین۔ ع ۱)

محاصرین کی قوتِ بینائی قدرت نے ایسی سلب کی کہ حضورؐ ان کے درمیان سے نکل کر صدیق اکبرؓ کے گھر جا پہنچے۔ (صحیح بخاری)

جلال نبوت سے دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے

ایک دفعہ مشرکین مکہ نے مقام حجر میں اجتماع کر کے طے کیا کہ آج جس وقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے پاس سے گزریں گے تو ہم میں سے

ہر ایک ان پر بھرپور وار کرے گا اور ان کے ٹکڑے کر دے گا۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے کان میں ان کی سازش کی بھنک پڑ گئی۔ وہ روتی ہوئی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور مشرکین کے منصوبے کی اطلاع دی۔ حضورؐ نے ان کو تسلی دی اور وضو کر کے حرم کی طرف روانہ ہوئے کفّار کی نظر جونہی حضورؐ پر پڑی ان کے حوصلے پست ہو گئے اور سارا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ گیا۔ حضورؐ نے چند کنکریاں زمین سے اٹھا کر ان کی طرف پھینکیں۔ جن مشرکوں کو یہ کنکریاں جا کر لگیں وہ سب بدر میں جہنم واصل ہوئے۔

(مستدرک حاکم)

اچھے انسانوں کیلئے اچھی کتابیں

انوار صوفیہ ترجمہ اخبار الاخیار ۱۲/۵۰
اخلاقِ صالحین ترجمہ تنبیہ المغترین ۸/۵۰
معراج المومنین محمد حلیم ۶/۵۰
مجدد اعظمؒ 〃 ۲/-
تذکرہ سلیمان تونسویؒ ترجمہ نافع السالکین ۸/-
تذکرہ حضرت خواجہ اجمیریؒ طالب ہاشمی ۵/-
تذکرہ سیدنا غوثِ اعظمؒ 〃 ۳/۷۵
حضرت ابو ایوب انصاریؓ 〃 ۳/-
اخلاقِ پیمبری 〃 ۳/۷۵
یہ تیرے پُراسرار بندے 〃 ۵/۷۵
کوثر کشیدہ کاری ۴/۵۰

تذکرہ حضرت علی ہجویریؒ امین الدین ۳/۵۰
معجزات سرورِ کونینؐ طالب ہاشمی ۵/۵۰
اصحابِ کہف مولانا ابوالکلام آزادؒ ۲/-
کیرو کی ہاتھ کی بات ترجمہ کمال احمد رضوی ۴/۵۰
انتخاب کلامِ داغ داغ دہلوی ۲/-
انتخاب کلامِ میر میر تقی میر ۳/۵۰
درد و درماں عدم ۳/۵۰
فرح کا شاہی دسترخوان
کوکب سلطانہ کوثر سلطانہ ۳/۷۵
حکایت صوفیہ طالب ہاشمی ۵/-

شعاعِ ادب
چوک انارکلی - مسلم مسجد لاہور